

مشاہدات

(25 تقاریر برائے لجنہ جوہلی)

طالبِ دعا: حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست تقریریں

صفحہ پی ڈی ایف	عنوان مشاہدہ	نمبر شمار
4	مشاہدات-7-- تعلق باللہ کے مختلف پہلو	.1
7	مشاہدات-8- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 1- پہلی چودہ ممبرات، لجنہ اماء اللہ کے علمبردار کے طور پر	.2
10	مشاہدات-9- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 2- خواتین کی تعلیم لجنہ اماء اللہ کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے	.3
13	مشاہدات-10- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 3- حضرت اماں جانؓ، لجنہ اماء اللہ کے لیے روشنی کی ایک کرن	.4
16	مشاہدات-11- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 4- الْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ	.5
19	مشاہدات-12- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 5- لجنہ اماء اللہ، مالی قربانیوں میں سب سے آگے	.6
22	مشاہدات-13- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 6- لجنہ اماء اللہ، تبلیغ میں سب سے آگے	.7
26	مشاہدات-14- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 7- لجنہ اماء اللہ کا قیام	.8
29	مشاہدات-15- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 8- سو سال کے عرصہ میں لجنہ اماء اللہ کی ترقیات	.9
33	مشاہدات-16- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 9- میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی	.10
37	مشاہدات-17- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 10- لجنہ اماء اللہ کے کارنامے	.11
41	مشاہدات-18- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 11- جماعت احمدیہ کی ترقی میں لجنہ کا تعاون کردار	.12
44	مشاہدات-19- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 12- عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی	.13
48	مشاہدات-20- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 13- ہیں دین کی ناصرات ہم، بہار کائنات ہم	.14
51	مشاہدات-21- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 14- لجنہ اماء اللہ اور خلافت	.15
56	مشاہدات-22- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 15- لجنہ کی تنظیم بھائی چارے کا ایک جذبہ پیدا کرتی ہے	.16
59	مشاہدات-23- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 16- سوشل میڈیا کا استعمال اور لجنہ کی ذمہ داریاں	.17
64	مشاہدات-24- لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 17- بدر سوم کے خلاف جہاد اور لجنہ کی ذمہ داری	.18

69	مشاہدات-25-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 18-پر سکون عیال کی زندگی بہترین تربیت اولاد کی ضامن	.19
73	مشاہدات-26-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 19-تنظیم لجنہ اماء اللہ نے مجھے کیا دیا؟	.20
77	مشاہدات-27-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 20-بچوں کے رشتوں کے انتخاب کے لیے زریں ہدایات	.21
82	مشاہدات-28-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 21-الْحَيَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ	.22
87	مشاہدات-29-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 22-عہد لجنہ اماء اللہ اور ہماری ذمہ داریاں	.23
92	مشاہدات-30-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 23-میں اپنا ناصرات کا عہد کیسے پورا کر سکتی ہوں؟	.24
96	مشاہدات-31-لجنہ جوہلی کے سلسلہ میں تقریر نمبر 24-تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ضروری ہے	.25
		.26
		.27
		.28
		.29

تقریر

تعلق باللہ کے مختلف پہلو

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
 کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
 وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
 نہیں رہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
 یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے قربت کو
 اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ تعلق باللہ کے مختلف پہلو

سامعین! تعلق باللہ کے مضمون کو سمجھنے کے لیے اولاد اور والدین کے پیار بھرے اور مطیع و مطاع کے تعلق کو جاننا ضروری ہے۔ اولاد اپنے والدین سے اطاعت اور محبت کا سلوک کرتی ہے اور والدین اس کے مقابل پر انعامات اور احسانات کی بارش کرتے ہیں اور یوں یہ تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ ویسے بھی ماں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مماثلت دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ، ماں سے کہیں بڑھ کر اپنی مخلوق جو اللہ کی عیال ہے سے پیار محبت کا تعلق رکھتا ہے۔

حضرات! جہاں تک انسان کے اپنے خالق اللہ تعالیٰ سے گہرے تعلق کا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب خاتم الکتب قرآن کریم میں انسانی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذّٰرّٰیات: 57) کہ میں نے جن و انس کو صرف اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اولاد اور والدین کی مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مومن جس حد تک اپنے خالق اللہ کی عبادت کا حق ادا کرے گا۔ خدا تعالیٰ سے حقیقی محبت رکھے گا۔ ایسی محبت جو کسی سے نہ کی ہو نہ اپنے والد سے، نہ اپنی ماں سے، نہ اپنے بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب میں کسی سے نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس مومن پر بے انتہا انعامات نازل کرے گا۔ اُسے سچی خواہیں آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا۔ اُس کی دعائیں سنی جائیں گی اور وہ دربار الہی میں مستجاب الدعوات تصور کیا جائے گا تو یہ تعلق حقیقی تعلق کہلائے گا جو وقت کے ساتھ ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرات! اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایمان افروز واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایک دفعہ آپؑ بئالہ کی عدالت میں ایک مقدمہ کا سامنا کرنے کے لیے موجود تھے کہ نماز کا وقت جارہا تھا۔ آپؑ نے نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ آپؑ کو وکلاء نے روکا کہ اگر اس دوران عدالت میں پیشی کے لیے آواز لگ جائے اور آپؑ موجود نہ ہوں تو مقدمہ ہمارے خلاف جاسکتا ہے۔ مگر آپؑ نے اللہ کے حق کو مقدم رکھا اور آپؑ انسانی مقصد حیات یعنی عبادت کے لیے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے اس فعل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور مقدمہ میں نہ صرف آواز نہیں لگی بلکہ جج نے فیصلہ بھی آپؑ کے حق میں کر دیا۔

سامعین! کہا جاتا ہے کہ ایک ولی کے گھر کے پاس ایک بہت ہی متمول آدمی کا گھر تھا جو رات کو نائچ گانے کی محفلیں سجاتا رہتا تھا جس سے ولی کی رات کی عبادت میں خلل واقع ہوتا۔ ولی نے ایک دو بار اسے سمجھایا۔ امیر آدمی نے بادشاہ سے شکایت کر ڈالی۔ جس پر بادشاہ نے اس متمول آدمی کی حفاظت کی خاطر کچھ پہرہ دار، اہلکار متعین کر دیے۔ اس نے ولی کو کہلا بھیجا کہ اب میری طرف میلی نگاہ سے نہ دیکھنا۔ ولی چونکہ عبادت الہی کا پورا پورا حق ادا کرتے تھے اور تعلق باللہ بھی مضبوط تھا۔ انہوں نے واپس پیغام بھیجوایا کہ ہم رات کے تیروں سے مقابلہ کریں گے۔ جس پر امیر شخص ڈر گیا کہ ہم رات کے تیروں کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریباً تمام صحابہؓ کا اپنے اللہ سے مضبوط تعلق تھا۔ راتوں کو بیدار ہوتے اور نوافل و دعاؤں سے اپنے خالق حقیقی سے اپنا تعلق مضبوط کیا کرتے۔ اس موقع پر بے شمار واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن وقت کی رعایت سے حضرت غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ کے تعلق باللہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوست احباب اپنی مشکلات اور دیگر امور بارے ذکر کر کے آپ مولوی صاحب موصوف سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ آپ کا طریق تھا کہ آپ وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ اٹھاتے اور کہا کرتے کہ آؤ دعا کر لیں اور دعا کے بعد سائل کو دعا کی قبولیت کا بتا بھی دیا کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ربوہ میں ایک طالب علم نے امتحان میں کامیابی کے لیے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اور ساتھ ہی اس طالب علم کو خوشخبری سنادی کہ تم سینکڑ ڈویژن میں پاس ہو جاؤ گے۔ نتائج آنے پر ایسا ہی ہوا۔

سامعین! اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے جہاں خداوند کریم سے محبت ضروری ہے وہاں قرآنی حکم ”صَبَغَةَ اللّٰهِ“ کے تحت اللہ کے رنگ میں رنگین ہونا، اس کی پاک صفات سے متصف ہونا بھی ضروری ہے۔ کسی قسم کے شرک کی ملوثی نہ ہو اور خداوند کریم کو احد اور وحدہ لا شریک تصور کیا جائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو سورۃ الشعراء آیت 2 کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ سے اتصال اور اس کے قرب کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنے اندر صفات الہیہ پیدا کرے اور اس کی محبت کو اپنے اندر جذب کرے پھر جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسی طرح محبت الہی اسے خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے لگ جاتی ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 250-251 لندن ایڈیشن)

پھر آپؐ فرماتے ہیں۔

”صفات الہیہ کو جب ہم اپنے ذہن میں بٹھالیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی ایک تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے اور اُس کے نتیجے میں ہمارے دلوں میں اُس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض صفات الہیہ کے بار بار دہرانے اور تواتر سے دہرانے کے نتیجے میں چونکہ خدا تعالیٰ کی ایک تصویر بنتی ہے اور اس تصویر کی وجہ سے ہمارے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح بچوں کے دل میں اپنے ماں باپ کی ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے۔ اسی طرح تمہارا بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی روحانی تعلق ہونا چاہیے۔ گویا تمہارا بچپن اور تمہارا آرام صرف خدا تعالیٰ کے ساتھ ہی وابستہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اسی پر تمہاری روحانی زندگی کا مدار ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 444 کالم 1)

سامعین! تعلق باللہ کے سلسلہ میں اللہ سے تعلق کو مربوط کرنے کے لیے سورۃ آل عمران آیت 32 کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ترجمہ: (اے محمد) تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

سامعین! ہمارا راہ عمل اور مشعل راہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور سیرت کو اپنانا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ میں بیان ہوا ہے تب اللہ ہم سے پیار کرے گا اور ہمارا اپنے اللہ سے تعلق بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔

اس ضمن میں سورۃ الانشقاق آیت 7 کو سامنے رکھ کر ایک مومن کو اپنے تعلق باللہ کو استوار رکھنے کے سفر کو باحسن طریق جاری و ساری رکھنا ہو گا جس کے لیے سعی کو اپنے آخری مقام تک پہنچانا ہے تا اللہ کی زیارت ہو جس کے لیے ذاتی محبت اور ذاتی تعلق بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًّا مَّا لَمْ يَلْقَ بِهِ (الانشقاق: 7)

ترجمہ: اے انسان! تجھے ضرور اپنے رب کی طرف سخت مشقت کرنے والا بنانا ہو گا۔ پس (بہر حال) تُو اُسے رُو برو ملنے والا ہے۔

اپنے متعلق اور جماعت میں اللہ سے روحانی تعلق کے انتشار کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
”مجھ سے خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے اور مجھ سے ہی نہیں جو شخص میری اتباع کرے گا اور میرے نقش قدم پر چلے گا اور میری تعلیم کو مانے گا اور میری ہدایت قبول کرے گا خدا تعالیٰ اس سے باتیں کرے گا“

پھر فرمایا۔

”لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہو گا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعودؑ کی روحانیت کا پرتو ہو گا۔“

(ضرورۃ الامام از روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 475)

حضرات! میں اپنی تقریر کا اختتام تعلق باللہ کے اس اہم روحانی اور دینی مضمون کو حدیث میں بیان ایک واقعہ بیان کرنے سے کرتا ہوں۔

بدر کے مقام پر ایک عورت اپنے گمشدہ بچے کو تلاش کرتے دوسروں کے بچوں کو چومتی چاٹتی اپنے سینے سے لگاتی اور پھر چھوڑ دیتی۔ کچھ دیر بعد جب اسے اپنا گمشدہ بچہ مل گیا تو وہ سکون میں آگئی اور بچے سے پیار کرنے لگی، دودھ پلانے میں لگ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو محبت کا نظارہ تم نے اس عورت میں اپنے بچے کے ساتھ دیکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے اور یہی اس تعلق کا نتیجہ ہے جو ایک مومن اپنے اللہ سے کرتا ہے اور پھر اپنے اللہ سے انعامات بھی پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد محترم کی وفات پر آپؑ کی پریشانی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ایسے اللہ بکاف عبدہ کی نوید سنائی اور پھر ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ اور آپ کے خاندان بلکہ پوری جماعت پر انگنت فضلوں اور رحمتوں کی بارش کی جو آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ ساری دنیا کے احمدیوں پر موسلا دھار برس رہی ہے اور تاقیامت برستی رہے گی اور افراد جماعت کا اپنے خداوند کریم سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہو تا چلا جائے گا۔

(ضمیمہ تزیان القلوب نمبر 5 صفحہ 101۔ مطبوعہ 1902ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح اور سچا تعلق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پورا وفادار اور مخلص ہو جو شخص وفادار نہیں اگر وہ ہر روز اس قدر روتا رہے کہ اس کے آنسوؤں کا ایک چھپر لگ جاوے تو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمہارا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفاداری کا نمونہ ہو۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 1401 ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



تقریر

پہلی چودہ ممبرات، لجنہ اماء اللہ کے علمبردار کے طور پر

جو چودہ ستاروں کا تھا کارواں اک

وہ سو سال میں بنی کہکشاں اک

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

کہ معمار عمارت تعمیر کرتے وقت پہلی اینٹ اگر ٹیڑھی رکھے گا تو دیوار خواہ شریا تک بلند کر دی جائے ٹیڑھی ہی رہے گی۔

اسی لئے معمار، مستزی، انجینئر اور ٹھیکیدار عمارت کی تعمیر کے وقت بنیادی اینٹ کو پوری بیہوش کر کے سیدھی رکھتے ہیں۔ روحانی جماعتیں بھی روحانی عمارتوں کی طرح ہوتی ہیں جن کی بنیاد خود اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ان فرستادوں کے ذریعہ رکھتا ہے جو اس کی مخلوق میں سے تقویٰ اور نیکی کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں۔ پھر ان کے نمائندے یعنی خلفاء جماعتوں میں چھوٹی چھوٹی عمارتوں یعنی تنظیموں اور شعبوں کی بنیاد رکھتے اور ان کی بنیادی اینٹ کو سیدھے طور پر استوار کرتے ہیں۔

سامعات! لجنہ اماء اللہ بھی جماعت احمدیہ کی بڑی عمارت میں سے ایک ذیلی عمارت ہے جس کی بنیاد جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی اور بنیاد رکھتے وقت اس کی باگ ڈور ان 14 خواتین کے ہاتھوں میں دی جن کی سرخیل حضرت سیدہ نصرت جہاں (اماں جان) زوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھیں۔ یہی بنیادی اینٹ تھی لجنہ اماء اللہ کی روحانی عمارت کی۔ جس کے دائیں بائیں 5 خواتین مبارکہ 1: حضرت نواب مبارکہ بیگم 2: حضرت سیدہ محمودہ بیگم زوجہ بانی لجنہ حضرت مصلح موعود 3: حضرت سیدہ مریم النساء بیگم المعروف حضرت ام طاہرہ 4: سیدہ امہ الحئی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور 5: حضرت صالحہ بیگم زوجہ حضرت میر محمد اسحاق المعروف حضرت ام داؤد کو بطور بنیادی اینٹیں نصب فرما کر ان کو لجنہ اماء اللہ کا علمبردار بنایا۔ گو اُس وقت لو ائے لجنہ تو تشکیل نہ پایا تھا لیکن لجنہ کی نیک نامی کا علم ان کے سپرد کیا جن کو ان خواتین مبارکہ نے تادم حیات نہ صرف اس کو خوب نبھایا بلکہ اپنے بعد ایسے جانشین پیدا کرتی چلی گئیں جو 100 سال گزرنے کے بعد بھی پوری آن بان کے ساتھ دنیا بھر میں خدمات پر مصروف رہیں اور اب بھی ہیں۔ ان میں نمایاں طور پر حضرت مریم صدیقہ مرحومہ المعروف چھوٹی آپا زوجہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہا کی خدمات کو خراج تحسین پیش نہ کیا جائے تو یہ مضمون ادھر وادھر گئے گا جنہوں نے نصف صدی کے قریب لجنہ اماء اللہ کے پیڑ کو تقویٰ، نیکی اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے پانی سے سیریا۔

ان کے علاوہ حضرت امۃ القدوس بیوہ حضرت مرزا وسیم احمد مرحوم قادیان اور حضرت سیدہ امۃ السبوح مد ظہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر سینکڑوں خدمت گزار گان کی صورت میں حضرت مسیح موعود کی جسمانی اولاد سے دنیا بھر میں موجود خدمت دینیہ میں میں نہ صرف مصروف ہیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح

کی اقتداء اور ہدایات کی روشنی میں لجنہ اماء اللہ کے علم کو بلند سے بلند لہرانے کے عمل میں مصروف نظر آتی ہیں۔

سامعات! ایسا کیوں نہ ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ام المومنینؑ کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ ”خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہو گا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔“ (تزیین القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

پیاری بہنو! قبل اس کے کہ میں ان چودہ مبارک ممبرات کی خدمات کے ذکر کو سمیٹوں باقی آٹھ ممبرات کے نام بھی بغرض دعا اور از یادِ علم کے لینا ضروری ہیں۔

7: مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری فتح محمد سیال صاحبہ، 8: مکرمہ حمیدہ خاتون خورشید صاحبہ بنت شیخ یعقوب علی صاحبہ عرفانی، 9: مکرمہ مریم بی بی اہلیہ حافظ روشن علی صاحبہ، 10: مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا گل صاحبہ، 11: مکرمہ کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ قاضی محمد عبداللہ صاحبہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی اسکول، 12: مکرمہ میمونہ خاتون صوفیہ صاحبہ اہلیہ مولوی غلام محمد صاحب، 13: مکرمہ سائرہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے (انسر ڈاک)، 14: مکرمہ بشری بیگم صاحبہ بنت ماسٹر شیخ عبدالرحمن صاحب

(روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 24 فروری 2023ء، جشن سو سالہ لجنہ اماء اللہ یو کے)

سامعات! ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر کام کی ابتداء بہت مشکل ہوتی ہے۔ کسی کام کی بنیاد رکھنے والے حضرات و خواتین کو اپنا خون پسینہ ایک کر کے کام کرنا پڑتا ہے۔ تنظیم لجنہ اماء اللہ کی یہ پہلی چودہ ممبرات کا نام تا قیامت جب تک جماعت احمدیہ ہے زندہ و تابندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ

ان خواتین نے لجنہ اماء اللہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے مالی قربانیاں کیں۔ اپنی جمع پونجی کے دروازے اس تنظیم کے لیے وا کر دیئے۔ اپنا زور قربان کیا اور اپنی پسندیدہ اشیاء اس تنظیم کی ترقی و ترویج اور پروان چڑھانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کے قدموں میں ڈال دیں۔ حضرت اماں جانؑ نے تو مدرسۃ البنات کے لیے اپنے گھر کا ایک حصہ وقف کر دیا تھا اور روحانی، تربیتی، علمی اور تبلیغی میدان میں ان میں سے ہر ایک پیش پیش نظر آیا۔ مینارۃ المسیح کی تعمیر ہو، الفضل کا اجراء ہو، کسی جگہ اللہ پاک کے گھر کی تعمیر کا مسئلہ ہو یا کوئی اور علمی تحریک ہو ان میں سے ہر ایک نے سہمناؤا اطلعنا کہتے ہوئے خلیفۃ المسیح کے آگے اپنی قربانیوں کو پیش کیا۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام ہی عورتوں میں تعلیم کو عام کرنا تھا۔ ان چودہ خواتین میں سے ہر ایک نے اس شعبہ میں کمال درجہ کی قربانی کی۔ قرآن کریم ناظرہ کی کلاسز کا اجراء کیا۔ درس القرآن کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح کی رہنمائی میں اپنے گھروں میں، مساجد میں کلاسز جاری کیں۔ گھروں میں بچوں اور بچیوں کو یکساں طور پر قرآن کریم سادہ پڑھایا اور تبلیغ کے لئے حسب توفیق باہر نکلیں۔

انہی قربانیوں سے متاثر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے ان جیسی قربانی کرنے والی خواتین کو یوں خراج تحسین پیش کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

”کیا یہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے۔ اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔“

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول صفحہ 16)

پس آج سو سال گزر جانے پر اس عطر کی خوشبو ساری دنیا کے ماحول کو معطر کیے ہوئے ہے اور اس عطر کی مہک آئندہ بھی ماحول اور معاشرے کو خوشبودار کئے رکھے گی۔ کہتے ہیں کہ گلاب کے پھول کی پتیاں جس زمین پر گرتی ہیں وہ اس زمین میں بھی خوشبو پیدا کر دیتی ہیں۔ آج ان چودہ گلاب کے پھولوں کی پتیاں لاکھوں وفادار ممبرات لجنہ کی صورت میں دنیا بھر میں خوشبو بکھیرے ہوئے ہیں۔ اللہم زد فتنہ

تاریخ ڈھونڈتی ہے وہ پھر سے نشانیاں

اے لجنہ! آپ کو ہی وہ لانی ہے پھر بہار

نازاں ہو جس پہ آج بھی اور کل بھی ہو خدا

ہم زندگی کریں گی سدا ایسی اختیار

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



تقریر

خواتین کی تعلیم لجنہ اماء اللہ کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے

خدا کی لونڈیوں کی یہ جماعت دیں سکھائے گی

صراطِ حق پہ اک دن ساری دنیا کو چلائے گی

خاکسار کی آج کی گزارشات ”خواتین کی تعلیم لجنہ اماء اللہ کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے“ سے متعلق ہے۔

آنحضرت ﷺ نے عورت کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور دوسروں کو توجہ دینے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔

جب ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی امت کی مستورات کی تعلیم و تربیت کی اس قدر فکر و متلیگر تھی تو کیسے ممکن تھا کہ آپ کو ماننے والے اور آپ کی ہی تعلیم کو آگے پھیلانے والے اس اہم فرض سے غافل رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام اس لئے ضروری تھا کہ عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جائے تاکہ وہ اپنی قوم، وطن اور جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ بن کر ابھریں، اپنی نسلوں کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کا حقیقی عاشق بنا سکیں۔

پیاری بہنو! حضرت ام طاہرہؓ کی والدہ ماجدہ حضرت بیگم ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا: حضور! مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی مگر ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ رحمت ہونی چاہیے کیونکہ ہم اس غرض کے لیے آتے ہیں کہ فیض حاصل کریں۔ اس پر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

”جو سچے طلبگار ہیں ان کی خدمت کے لیے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں۔ ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں۔“

اس سے پہلے حضور نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرمادی۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 882)

سامعات! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ کی تعلیم و تربیت کے لیے جو لائحہ عمل اور اس عالمگیر تحریک کے لیے جو اغراض و مقاصد وضع فرمائے ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کا جذبہ کس قدر موجزن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے لئے جو نصب العین اور اغراض و مقاصد بیان فرمائے ان میں یہ امور بھی شامل تھے کہ

- اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔
- اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاً ان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں اور وہ خود اراکین انجمن کے لکھے ہوں تاکہ اس طرح علم کے استعمال کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔

• اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کے لئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

پیاری بہنو! دوسرا واقعہ ایک تیرہ سال کی بچی کا ہے جس کے سر سے والد محترم کا سایہ 13 مارچ 1914ء کو اٹھا اور وہ 14 مارچ 1914ء کو نو منتخب خلیفہ کو ایک خط لکھتی ہے۔ میری مراد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی دختر امۃ الحجی صاحبہ ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کو لکھا کہ

”گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے دو دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرمائیں۔ میں ان شاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پینچے۔ میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے اور میں امیدوار ہوں آپ قبول فرمائیں گے۔ میری بھی خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ برائے مہربانی درس صبح ہی شروع کرا دیں۔ میں آپ کی نہایت مشکور رہوں گی۔“

یہ ذہین و فطین تعلیم کی لگن رکھنے والی بچی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کے حرم میں آئیں۔ آپ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی زبردست لگن رکھتی تھیں۔

سامعات! لجنہ کی پہلی رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 1924ء کے مطابق قادیان میں چار درس گاہیں کھولی گئیں ان درس گاہوں میں پڑھنے والی آگے پڑھانا شروع کر دیتیں۔ اس طرح قادیان میں ایک تعلیمی انقلاب آگیا۔ گھر گھر میں قرآن پاک تو پہلے بھی پڑھایا جا رہا تھا اب باقاعدہ تعلیمی کوائف جمع کیے گئے۔ بڑی عمر کی عورتوں کو بھی اردو پڑھنا اور دستخط کرنا سکھایا گیا۔ اس طرح تعلیم بانگاہوں کے لیے ایک ایک ممبر کے ذمے ایک خاتون کو پڑھانے کا کام سونپ دیا گیا۔ پھر خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے 17 مارچ 1925ء کو دار المسیح میں باقاعدہ اسکول کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

”یہ مدرسہ میرا ایک علمی درخت ہے۔ مجھے مدرسہ خواتین سے خاص طور پر محبت ہے اور میں اس مدرسہ کے لیے تڑپ رکھتا ہوں کہ جس غرض کے لیے جاری کیا گیا ہے وہ پوری ہو یعنی استانیاں تیار ہوں جو اعلیٰ نسلوں کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکیں۔“

(الازہار لذوات الخمار جلد اول صفحہ 191)

حضورؑ نے فروری، مارچ 1923ء میں لجنہ میں تین لیکچرز دے جن میں علم کی 82 اقسام گنوائیں۔ یہ میز العقول تفصیل اس غرض کے لیے تھی کہ خواتین اپنے ذوق کے مطابق مضمون کا انتخاب کر لیں۔

حضورؑ طالبات کا بہت خیال رکھتے اور خاص شفقت سے پیش آتے۔ ان کی تعلیمی کاوشوں کو سراہتے۔ آپ بنفس نفیس ان کو پڑھاتے اور سلسلے کے جید علمائے کرام کو معلم مقرر فرماتے تھے جو ان طالبات کو پڑھا کر مستقبل کی معلمات تیار کر رہے تھے۔ آپ کے ذہن میں عورتوں کو تعلیم دینے کے بہت بڑے بڑے منصوبے تھے۔

سامعات! خواتین کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے ایک رسالہ مصباح 15 دسمبر 1926ء کو جاری کیا گیا۔ 16 ستمبر 1927ء کو امۃ الحجی لائبریری قائم کی گئی۔ حضرت سیدہ ام طاہرہ اس کی انچارج تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ فرماتے ہیں:

”حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔“

(الازہار لذوات الخمار جلد اول صفحہ 391)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

”اے میری عزیز بچیو! بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ پر۔ آپ نے پوری کوشش سے دنیوی علوم حاصل کرنے ہیں اور کسی سے بھی علم میں پیچھے نہیں رہنا۔ مگر آپ کی ہر کوشش کی جہت ایسی ہونی چاہیے جو آپ کو خدا کے قریب کر دے نہ کہ اس سے دور لے جانے کا موجب ہو۔ آپ کا زاویہ نگاہ درست ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی نگاہ کے شیشے میں کوئی نقص نہ ہو گا تو آپ خدا تعالیٰ کی ہر خلق اور ہر چیز میں اس کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ کُلِّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ہر دن جو چڑھتا ہے اس میں ہم اپنے خدا کے نئے سے نئے جلوے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے صرف خود ہی حقیقی علم و عرفان حاصل نہیں کرنا بلکہ دنیا کے بچوں کو بھی علم سکھانا ہے۔ پس بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ آپ اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق پائیں۔ پس اپنے زاویہ نگاہ کو درست رکھتے ہوئے علم سیکھو اور بڑھ چڑھ کر سیکھو اور پھر اسے دنیا میں پھیلاؤ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بنتے چلے جاؤ“

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 43)

پیاری بہنو! مجھے آج لجنہ کے سو سال پورے ہونے پر اس بات کا اظہار کرتے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ خلفائے کرام کی رہنمائی میں دنیا بھر ایسی ممبرات ہزاروں میں موجود ہیں جو اپنے اپنے آرگنیزمریوں سے تعاون لئے بغیر خود نکالتی ہیں۔ اپنے اجلاس، اجتماعات اور میٹنگز خود لیتی ہیں۔ دنیا بھر کے اکثر مقامات پر جلسہ ہائے سالانہ پر الگ سے مستورات کا سیشن الگ سے منعقد ہوتا ہے مرکزی جلسوں امام وقت بھی خطاب فرماتے ہیں۔ جلسہ ہائے سالانہ پر جو تعلیمی شیلڈز حضرت خلیفۃ المسیح کے مبارک ہاتھوں سے تقسیم ہوتی ہیں ان میں ہماری احمدی بچیوں کی تعداد احمدی لڑکوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہے وہ علمی انقلاب جو لجنہ اماء اللہ کے قیام کامرہوں منت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں اضافہ کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی تعلیم کے ذریعے معاشرے کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ با تعاون زاہد محمود)



تقریر

حضرت اماں جانؓ، لجنہ اماء اللہ کے لیے روشنی کی ایک کرن

پیاری بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔

حضرت اماں جانؓ، لجنہ اماء اللہ کے لیے روشنی کی ایک کرن

ابتداءً اس میں جو شامل تھیں چودہ ممبرات

آج اک عالم میں قائم ہو گئیں ان کی بنات

اُم المؤمنین حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا دہلی کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ حضرت اماں جان کے نام سے جماعت احمدیہ میں پہچانی جاتی ہیں اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقد میں آئیں۔ آپؓ کا بابرکت وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ٹھہرا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ”وہ مبارک نسل کی ماں ہوگی“ اور آنے والے مسیح کے متعلق پیشگوئی ”يَتَذَوَّبُ وَيُوَدِّدُكُمْ“ وہ شادی بھی کرے گا اور اس کے اولاد بھی ہوگی اور اس کی اولاد بھی خاص ہوگی“ آپؓ کی وجہ سے پورے ہوئے۔

سامعات! حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لمحہ خواتین اور احباب جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہبود میں صرف ہوتا۔

مدرسۃ البنات کے لئے آپؓ نے گھر کا ایک حصہ پیش کر دیا۔ آپؓ سرِ اِشْفَقَت و محبت تھیں، حتی الامکان ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا فرماتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہزاروں مہمانوں کی مہمان نوازی کرتیں، لوگوں کے مسائل حل کرتیں۔ آپؓ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لئے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپؓ ہر تحریک میں بڑی فراخ دلی سے حصہ لیتی رہیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کر کے خوشی سے امام وقت اور خلیفہ وقت کے قدموں میں پیش کر دیئے۔

سامعات! اس کی ایک مثال اس وقت کی ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک اعلان فرمایا، جماعت کی ابتدائی حالت تھی اس وقت حضرت اقدسؑ نے دس ہزار روپے کا تخمینہ فرمایا تھا۔ حضرت اماں جانؓ اس چندہ کا 1/10 حصہ دے دیا اور یہ رقم اپنی ایک جائیداد واقع دہلی کو فروخت کر کے دی۔

یہ واقعہ حضرت اُم المؤمنین کی بلند ہمتی اور خدا تعالیٰ کی آیات کے لئے قربانی کا بے نظیر نمونہ ہے اور سلسلہ عالیہ کی مستورات کے لئے خدمت دین کے لئے اسوہ حسنہ ہے کہ آپؓ علیہ السلام کی ہر تحریک اور کاموں کو حضرت اُم المؤمنین کس طرح پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتی ہیں اور اس کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنے میں ذرا دریغ نہیں فرماتی ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

”آپ کی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ پانچ نمازوں کا تو کیا کہنا۔ حضرت اماں جان نماز تہجد اور نماز صبح کی بھی بے حد پابند تھیں اور انہیں اس ذوق و شوق سے ادا کرتی تھیں کہ دیکھنے والوں میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی تھی۔ بلکہ ان نوافل کے علاوہ بھی جب موقع ملتا نماز میں دل کا سکون حاصل کرتی تھیں... پھر دعا میں بھی حضرت اماں جان کو بے حد شغف تھا۔ اپنی اولاد اور ساری جماعت کے لیے جسے وہ اولاد کی طرح سمجھتی تھیں بڑے درد و سوز کے ساتھ دعا کیا کرتی تھیں اور احمدیت کی ترقی کے لیے ان کے دل میں غیر معمولی تڑپ تھی۔ اپنی ذاتی دعاؤں میں جو کلمہ ان کی زبان پر سب سے زیادہ آتا ہے وہ یہ مسنون دعا تھی۔ **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ**۔ یعنی اے میرے زندہ خدا! اور میرے زندگی بخشنے والے آقا! میں تیری رحمت کا سہارا ڈھونڈتی ہوں۔“

پیاری بہنو! جب خلافت کا انتخاب عمل میں آگیا تو خواتین میں سے آپؑ اول المباحثات تھیں۔ پھر ساری زندگی خلافت احمدیہ سے وابستہ اور خلیفہ وقت کی کامل فرمانبردار رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا: ”مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے... میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ ان کو خدا کی رضا کے لیے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔“ (بدر 4-11 جولائی 1912ء)

سامعات! محترمہ استانی سکینہ النساء، حضرت اماں جان کی مہمان نوازی اور غربا پروری کے بارے میں کہتی ہیں۔

حضرت اماں جان کی یہ ایک خاص صفت ہے کہ مہمان نوازی اور غربا پروری میں نہایت ہی مقام رکھتی ہیں۔ اگر گھر میں ہوں کھانے کے وقت کوئی بھی عورت آجائے ان کو کچھ نہ کچھ کھلا کر تسلی پاتی ہیں۔ غربا پروری کا یہ وصف ہے کہ غریب عورتوں کے گھروں پر جا کر ان کا دکھ درد سننا، ہمدردی کرنا کسی کے درد و غم میں شریک ہونا، بیماروں کی مزاج پرسی اور ان کو دوا اور دعا سے مدد پہنچانا آپ کی عادت ہے۔

حضرت اماں جانؑ نے سینکڑوں غریب اور یتیم لڑکیوں کی پرورش فرمائی۔ تربیت کر کے ان کی موزوں جگہ شادی کی اور بعد میں ہمیشہ ان کا خیال رکھا۔ آپ کی عادت تھی کہ کبھی کبھی محلہ جات میں جا کر ایک ایک گھر کے مکین کا حال پوچھتیں اور لوگ فخر کرتے تھے کہ حضرت اماں جانؑ ہمارے گھر تشریف لائیں۔ پیاری بہنو کی خدمت میں دلوں کو گرمادینے والا واقعہ بیان کرتی ہوں۔ قاضی محمد عبداللہ صاحب کی ہمیشہ امہ الرحمن صاحبہ کا بیان ہے کہ گرمی سخت تھی حضرت اماں جانؑ نماز پڑھنے لگیں میں پکھا کرنے لگی جب آپ نے نماز ختم کر لی تو میں نے نماز شروع کر دی تو انہاں جانؑ نے مجھے پکھا کرنا شروع کر دیا۔ میں بہت گھبرائی کہ ان کو تکلیف دے رہی ہوں۔ میں نے سلام پھیرا تو عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف فرما رہی ہیں۔ فرمایا کیا میں ثواب حاصل نہ کروں؟

حضرت اماں جانؑ کی مالی قربانیوں کا تذکرہ تاریخ احمدیت میں ان الفاظ میں ہے کہ

”جماعتی چندوں میں بھی حضرت اماں جانؑ بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتی تھیں اور تبلیغ اسلام کے کام میں ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر چندہ دیتی تھیں۔ تحریک جدید کا چندہ جس سے بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کا کام سرانجام پاتا ہے اُس کے اعلان کے لئے ہمیشہ ہمہ تن منتظر رہتی تھیں اور اعلان ہوتے ہی بلا توقف اپنا وعدہ لکھا دیتی تھیں بلکہ وعدہ کے ساتھ ہی نقد ادائیگی بھی کر دیتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں وعدہ جب تک ادا نہ ہو جائے دل پر بوجھ رہتا ہے۔ دوسرے چندوں میں بھی یہی ذوق و شوق کا عالم تھا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 105)

حضرت اماں جان سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اموال میں سے ہمیشہ خرچ کرتی ہی رہیں۔ مگر آپ کی زندگی میں ایک واقعہ عجیب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1898ء کی پہلی ششماہی کے آخر میں بعض اہم دینی ضروریات کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ آپ نے قرضہ لینے کی تجویز کا ذکر گھر میں فرمایا۔ حضرت اُمّ المؤمنین نے عرض کیا کہ باہر کسی سے قرضہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد ہے اور کچھ زیورات ہیں آپ اس کو لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بطور قرض لے لیتا ہوں اور اس کے عوض باغ رہن کر دیتا ہوں گو حضرت اُمّ المؤمنین اس رقم کو پیش کر رہی تھیں مگر آپ نے جماعت کو تعلیم دینے کے لئے کہ بیویوں کا مال ان کا اپنا مال ہوتا ہے۔ قرض ہی لیا اور قرآن کریم کی ہدایت کے ماتحت اسے معرض تحریر میں لے آنا اور فرہان مکتبہ ضہ پر عمل کرنے کیلئے دستاویز کو رجسٹری کروالینا ضروری سمجھا۔

بالطبع عورتوں کو زیور پسند ہوتا ہے مگر حضرت اُمّ المؤمنین نے دینی ضروریات کے لئے اس کو پیش کر دینا ہی ضروری سمجھا اور یہ پہلا موقع نہ تھا۔ حضرت اُمّ المؤمنین نے ہمیشہ سلسلہ کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم سمجھا اور کبھی اپنی متاع کو خرچ کرنے میں پس و پیش نہیں فرمایا۔ حضرت اُمّ المؤمنین نے اپنے عمل سے یہ سبق دیا ہے کہ دین کی ضرورت سب سے مقدم ہے اور اس کیلئے پیاری سے پیاری چیز کے قربان کرنے کی ضرورت ہو تو تامل نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اماں جان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے جن کے نقش قدم پر آج دنیا بھر میں ہزاروں خواتین اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اعلیٰ کلمہ اسلام کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی تمام خواتین کو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو ایسی ہی قربانیوں، جماعت اور خلفاء سے دلی محبت کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ بالتعاون زاہد محمود وعائشہ چوہدری)



تقریر

الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ

پردہ اعزاز ہے عورت کا تذلیل نہیں، تحقیر نہیں
جورنگ حیا سے عاری ہو وہ عورت کی تصویر نہیں

آج میری تقریر کا عنوان ہے ”حیا ایمان کا حصہ ہے“

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حیا کے مد مقابل لفظ بے حیائی کے لیے فحشاء اور فواحش کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جیسے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ (الاعراف: 29)

یقیناً اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

• ایک موقع پر یَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ (النحل: 91)

یعنی اللہ بے حیائی سے منع فرماتا ہے۔

• پھر ایک مقام پر بہت واضح الفاظ میں فرمایا:

إِنْسَاءً مَرَرْنَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ (الاعراف: 34)

میرے رب نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی جو اس میں سے ظاہر ہو اور وہ بھی جو پوشیدہ ہو۔

سامعَات!

حیا کے ضمن میں ایک واضح حکم غص بصر کا قرآن کریم میں ملتا ہے۔ مومن مردوں کو مومن عورتوں سے قبل مخاطب ہو کر یہ حکم دیا گیا۔

يَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور: 31)

کہ مومن مرد اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔

جبکہ مومن عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

يَعْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ (النور: 32)

کہ وہ مومن عورتیں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

سامعَات!

قرآن کا یہ حکم بھی حیا ہی کا حصہ ہے۔ جیسا کہ مردوں کے لیے يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ (النور: 31) اور عورتوں کے لیے يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور: 32) کے الفاظ میں اپنی اپنی شرم

گاہوں کی حفاظت کا حکم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا

سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا

وہ اک زباں ہے، عضو نہانی ہے دوسرا

یہ ہے حدیث سیدنا سیدالورئی

حیا کے ضمن میں ایک بڑا حکم مومن عورتوں کو چہرہ کے پردہ کا حکم ہے۔ اس حوالہ سے تفصیلی حکم سورۃ الاحزاب آیت 60 اور سورۃ النور آیت 32 میں ملتے ہیں۔

سامعات!

اب میں حیا کا مفہوم احادیث کی روشنی میں بیان کروں گی۔

شرم و حیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کا خاص خلق قرار دیا ہے۔ اس کی اہمیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ کہہ کر مزید اجاگر کیا کہ ہر دین و مذہب کا ایک اپنا خاص خلق ہوا کرتا ہے۔ اسلام کا خاص خلق حیا ہے۔

(حدیقة الصالحین از ملک سیف الرحمن مرحوم صفحہ 767-768)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابقہ تمام انبیاء کے حکیمانہ اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ إِذْ اَلَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

(بخاری کتاب الادب)

کہ جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔ فارسی میں اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے ”بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔“

پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی ہر مرتکب کو بد نما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا ہر حیا دار کو حسن سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنا دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الہدو الصلۃ فی الفحش)

• حضرت ابو سعید خدریؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ایک کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم آپ کے چہرہ مبارک سے محسوس کرتے تھے یعنی آپ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا تھا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی۔ بالعموم آپ اس کا اظہار زبان سے نہ فرماتے۔

(مسلم کتاب الفضائل ترجمہ از حدیقة الصالحین صفحہ 770)

سامعات!

حیا کے حوالہ سے مختصر اسلامی تعلیم دینے کے بعد اصل مضمون کی طرف آتے ہوئے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان ساٹھ (60) یا ستر (70) سے بھی کچھ زائد حصوں میں منقسم ہے۔ ان میں سے افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا اور عام و آسان حصہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا ہے۔ حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب شعب الایمان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ سے اپنے خطابات، ورچوئیل ملاقاتوں میں احمدی ماؤں کو اپنی بچیوں کو حجاب پہننے اور حیا کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھنے کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں۔ ادھر احمدی بچیوں، ناصرات اور واقفات نو کو براہ راست حیا کے بارے اسلامی تعلیم اپنانے کی نصیحت فرما رہے ہیں اور اسکولز میں حجاب پہننے کی تلقین فرماتے ہیں۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے فرمایا:

”اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو اسکول میں پڑھایا جاتا ہے پہلے سے بڑھ کر احمدی ماؤں کو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہو گا۔ حیا کی اہمیت کا احساس شروع سے ہی اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہو گا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس یہاں تو ان ملکوں میں چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اسی عمر میں حیا کا مادہ بچیوں کے دماغوں میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ بعض عورتوں کے اور

لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں۔ کیا اسی سے اسلام پر عمل ہو گا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔“
(پردہ، احمدی ماؤں کی ذمہ داریاں، alislam.org جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات 8 اکتوبر 2016ء)

سامعَات!

• حیا ایمان کا حصہ ہے کے حوالہ سے احمدی بچیوں سے مخاطب ہو کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”دین کو اڈلیت ہے۔ لباس چاہے کوئی بھی ہو۔ کسی بھی قسم کا ہو لیکن حیا دار لباس ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں یہ نہیں لکھا کہ تم نے شلوار قمیض پہننی ہے یا لمبا چونغ پہننا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمہارا حیا دار لباس ہونا چاہیے۔ تمہاری زینت نظر نہیں آنی چاہیے۔ تو یہ لڑکیوں میں تربیت کے شعبے کا کام ہے۔ ناصرات کے شعبے کا کام ہے اور ماں باپ کا بھی کام ہے کہ وہ بچپن سے ہی (یہ چیز) پیدا کریں۔ تربیت کا شعبہ یہ کام ماں باپ کے ذریعہ سے کرے۔ ناصرات کا شعبہ اپنی تنظیم کے لحاظ سے کام کرے۔ ماں باپ اپنے طور پر تربیت کریں کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حیا دار لباس پہنو۔ بعض مسلمان ہیں بلکہ بعض غیر احمدی عرب مسلمان بھی میں نے دیکھے ہیں جو Jeans اور Blouse پہن کر حجاب لے لیتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم نے بڑا پردہ کر لیا ہے۔ تو اُس پردے کا تو کوئی فائدہ نہیں جب کہ اس کا لباس ننگا ہے اور لباس سے ساری زینت ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ یا باہر جاتے ہوئے چونغ پہن لیا اور گھر میں اپنے رشتہ داروں کے سامنے ایسا لباس ہوتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو وہ بھی غلط ہے۔ حدیث ہے ”حیا ایمان کا حصہ ہے۔“ اس لیے بچپن سے ہی بچیوں کے ذہنوں میں یہ ڈالنا ہو گا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنے نمونے بھی دکھانے چاہیے۔ ہماری دو عملی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہمارا لباس حیا دار ہو گا تو ہماری حیا بھی قائم رہے گی اور پھر وہ بڑے ہو کر بھی اس حیا دار لباس کے مطابق اپنے لباسوں کو ڈھالیں گی اور پھر پردہ بھی کریں گی اور حجاب (سے) بھی نہیں شرمائیں گی اور کمپلیکس بھی نہیں ہو گا۔ اپنے آپ میں یہ احساس پیدا کریں کہ ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے نا کہ ہم نے دنیا کے پیچھے چلنا ہے۔ جب یہ احساس اور confidence پیدا ہو جائے گا تو پھر (سب) ٹھیک ہو جائے گا اور اگر مائیں ہی بے حوصلہ ہو جائیں گی، ان میں اعتماد نہیں ہو گا، باہر نکلیں گی تو ان مغربی لوگوں کو دیکھ کے ڈرائیں گی۔“

(This Week with Huzoor 24 September 2021 مطبوعہ الفضل آن لائن مؤرخہ 23 اکتوبر 2021ء)

آج جب ہماری بہنیں اور پیاری بچیاں صد سالہ جوبلی منا کر اپنی دوسری صدی میں قدم رکھ رہی ہیں اس موقع پر احمدی ماؤں، بہنوں اور بچیوں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ ایک صدی تک حیا کی اسلامی تعلیم کو ساری دنیا میں بلند رکھ کر دربار الہی اور خلافت احمدیہ کی چوکھٹ پر سرخرو ہوئی ہیں۔ وہاں آئندہ آنے والی نسلوں کی راہنمائی کے لیے اس عملی نمونہ کو جاری و ساری رکھنے کا عہد کرتے ہوئے اپنے قدموں کو آگے بڑھائیں اور حضور انور ایدہ اللہ نے 2 جنوری 2021ء کو ناصرات الاحمدیہ کو جو سلوگن Modesty is part of Faith دیا تھا اسے پوری جماعت میں عام کریں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ اس سلوگن کے بارے میں فرماتے ہیں:

”یہ بہت سی چیزوں کا احاطہ کر لے گا جس سے آپ کو آپ کی ناصرات کی تربیت کرنے میں مدد فراہم ہو سکے گی۔“

اس مبارک نعرے کی مدد سے ناصرات ان شاء اللہ ایک دوسرے کے ساتھ ایک نئی دنیا دریافت کریں گی۔

ہم اپنے تجربات ایک دوسرے سے بانٹیں گی۔ اپنے سر فخر سے بلند رکھتے ہوئے اپنے اعمال، خیالات اور الفاظ کے ساتھ دنیا کی قیادت کریں گی۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نواز تارہے۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

لجنہ اماء اللہ، مالی قربانیوں میں سب سے آگے

کہیں زیور دیتی ہے اور کبھی جان تک لٹاتی ہے

خلیفہ کے سبھی حکموں پہ سر اپنا جھکتی ہے

پیاری بہنو! مجھے آج ”لجنہ اماء اللہ، مالی قربانیوں میں سب سے آگے“ جیسے اہم موضوع پر اپنی گزارشات آپ کے سامنے پیش کرنی ہیں۔

سامعات! کوئی مادی تنظیم یا گروہ ہو، روحانی تنظیم ہو یا جماعت اس کو باحسن طریق چلانے کے لیے رقم کی ضرورت ہوتی ہے جو سیاسی لیڈر کے پیچھے چلنے والے یارو جانی فرستادوں پر ایمان لانے والے اپنے اخلاص و وفا سے مال نچھاور کر کے اس جماعت یا تنظیم کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے آج تک تمام انبیاء اور رسل کی تاریخ ان جیسے روح پرور واقعات سے بھری پڑی ہے جس کو لکھنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ لیکن آج مجھے اس مختصر سے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعودؑ کی بنائی ہوئی احمدی مستورات کی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیوں کا تذکرہ مختصر آکرنا ہے جن کا آغاز حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؑ کی مالی قربانیوں سے اُس وقت ہوا جب ابھی یہ تنظیم اپنے ابتدائی دن گزار رہی تھی۔ آپ نے اپنے گھر کا حصہ بھی مدرسہ البنات کے لئے وقف کیا اور اپنا زیور اور کئی ہزار رقم لجنہ اور ممبرات کی فلاح و بہبود کے لئے پیش کیا۔

سامعات! اس کے بعد عورتوں کی وہ مالی قربانیاں بڑی شان کے ساتھ دیکھنے کو ملیں جن پر ہر احمدی عیش عرش کر اٹھتا ہے اور ایک خاتون مبارکہ کی مالی قربانی اب ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل ہو گئی ہے جس کے آگے بند باندھنا انسانی حد بست کا کام نہیں۔

بعض میدانوں میں عورتیں، مردوں سے بازی لے گئی ہیں۔ خلافت کے پلیٹ فارم سے کسی مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کا اعلان ہو۔ مریم فنڈ، بلال فنڈ کا اعلان ہو یا کسی اور تحریک کا تو مرد تو یہ سوچ کر گھر آتے ہیں کہ میں جا کر قربانی کروں گا یا وعدہ لکھوادوں گا مگر ہماری وفا شعار بہنوں نے تو خطبہ یا خطاب کے دوران ہی ہاتھوں سے سونے کی انگوٹھیاں، کانوں سے بالیاں اور گلے کے ہار اتار کر ہاتھوں میں پکڑ لیے کہ کب کوئی نمائندہ یا عہدیدار ملے جس کے ہاتھوں میں اسے تھما کر اس قرض کو اپنے سے الگ کریں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ گھر پہنچ کر اپنے خاوندوں کی اجازت سے باقی کا زیور بھی خلیفہ وقت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ان میں غریب سے غریب اور مفلس خاتون بھی شامل ہیں اور امیر سے امیر زادی بھی۔

سبھی ہے پہن کر تو لجنہ کا زیور

فدا یوں کو اپنا اجر مل گیا ہے

پیاری بہنو! دنیا کا کوئی بھی کونہ لے لیں، بڑی بڑی لجنہ تنظیموں کے ساتھ ساتھ چھوٹی سے چھوٹی تنظیم کا نام لے لیں جن میں روح پرور واقعات رقم کرنے والی لجنہ کی ممبرات

موجود نہ ہوں۔ انہی میں وہ وفا شعار خواتین بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے حق مہر اور شادی پر ملنے والی سلامیاں اسلام احمدیت اور اعلیٰ کلمہ اسلام کے لیے وقف کر دیں۔ یہی وہ قابل فخر قربانیاں ہیں جو جماعت احمدیہ کی مخلص خواتین کو احمدی احباب سے ممتاز کرتی ہیں کیونکہ احمدی عورتوں نے اپنے مردوں سے بہت بڑھ کر مالی قربانی کی اور دنیا بھر میں بیسیوں ایسی مساجد ہیں جو احمدی عورتوں کی مالی قربانیوں اور زیور وغیرہ سے تعمیر ہوئیں۔ اب تو ہسپتالوں کا قیام، دفاتر کی تعمیر، عائنہ دینیات کے مدرسے الغرض خواتین ہر میدان میں صف اول میں نظر آتی ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہمارا دشمن بھی ہکا بکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19 مئی 2023ء کے خطبہ جمعہ میں محترمہ پروین اختر زوجہ غلام قادر صاحب مرحوم آف مانگا سیالکوٹ کا واقعہ سنایا کہ مرحومہ نے کچھ نو مہانے کے لیے ان کے ڈیرہ پر مٹی کا ایک تھڑا بنا کر گھر سے دری لا کر بچھادی کہ یہ لوگ نماز پڑھ لیا کریں کیونکہ یہ کہتے تھے کہ ہم مسجد سے دور ہیں۔ اس تھڑے میں لازماً مرحومہ کی مالی قربانی کا بھی عمل دخل ہوگا۔

پیاری بہنو! انفاق فی سبیل اللہ جماعت احمدیہ میں نہ صرف مرد حضرات کا بلکہ احمدی عورتوں کا بھی بے مثال خاصہ رہا اور اب بھی ہے۔ مال و دولت کے لیے حریص دنیا میں رہتے ہوئے مال دینے کے لیے بے قرار رہنا صرف احمدی جانتے ہیں۔ لجنہ کو جب بھی کوئی تحریک کی گئی اپنی جمع پونجی، زیور، پسندیدہ اشیاء اللہ کی راہ میں دے کر آخرت کمائی۔ کیا الفضل کبھی بھول سکتا ہے کہ ایک غریب شہزادہ اپنی بیوی اور بیٹی کے سونے کے کڑے لے کر قادیان سے لاہور جاتا ہے اور انہیں بیچ کر اخبار کے لیے ابتدائی سرمایہ حاصل کرتا ہے اور پھر وہ اللہ پاک کا شکر کرتے ہوئے اس قربانی کو خراج تحسین پیش کرتا ہے:

”کیا یہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔“

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول صفحہ 1)

سیدنا حضرت مصلح موعودؑ نے اپنی تاثیر قدسی سے احمدی مستورات میں جو انقلاب پیدا کیا۔ ان میں مالی قربانیوں کا ذکر بھی بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ 2 فروری 1923ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہا نے مسجد برلن جرمنی کی تعمیر کے لیے خواتین کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ جس پر بلیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مستورات نے حیرت انگیز اخلاص اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لیے حضورؑ نے 50 ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک نے احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و قربانی اور فدائیت اور للہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 116-118)

گیبیا کی ایک ستاون سالہ بوڑھی خاتون نے دو سو ڈلاسی چندے میں ادا کر دیئے جو اس نے اپنے خاندان کے کھانے کے لیے رکھے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس وقت اسلام کی تبلیغ کی خاطر وہ اپنی بھوک کو قربان کرتی ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ان کے بیٹے نے جو سوئزر لینڈ میں رہتا تھا بارہ ہزار ڈلاسی ان کو بھیج دیئے حالانکہ ان کے بیٹے کا چھ ماہ سے زیادہ عرصہ سے ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ ماں کا مالی لحاظ سے برا حال تھا لیکن اسی موقع پر ایسا ہوا۔

(خطبہ جمعہ 4 نومبر 2022ء)

نائیجر کی صدر لجنہ نے بتایا کہ نیشنل تربیتی کلاس کے موقع پر لجنہ کو تحریک جدید کے چندے کی طرف توجہ دلائی گئی تو لجنہ نے اسی وقت چندہ دینا شروع کر دیا حالانکہ اس وقت صرف توجہ دلائی گئی تھی مگر لجنہ کا کہنا تھا کہ نہیں! ہم ابھی ادا کریں گی۔ اور اس وجہ سے ایک بڑی رقم جمع ہو گئی۔

(خطبہ جمعہ 4 نومبر 2022ء)

سامعات! جرمنی کے نیشنل سیکرٹری تحریک جدید لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جماعت ہناؤ (Hanau) میں تحریک جدید کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ سیمینار ختم ہوتے ہی ایک دوست اپنی بیگم کا زیور لے کر دفتر تحریک جدید آگئے۔ انہوں نے بتایا کہ سیمینار ختم ہونے کے بعد ہم واپس گھر جا رہے تھے تو ہمیں نے اپنی بیگم سے کہا کہ میں

نے تو اپنا وعدہ لکھو ادیا ہے۔ کیا تم نے بھی کوئی وعدہ لکھو ادیا ہے؟ اس پر وہ کہنے لگی کہ میں نے قرآن کریم کی تعلیم کن تَتَّالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ کے مطابق قربانی پیش کی ہے۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے اپنی شادی کا زیور تحریک جدید میں دے دیا۔

لاہور کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کا تحریک جدید کا وعدہ معیاری تھا۔ امیر تھیں، صاحب حیثیت تھیں لیکن پھر بھی جب انہیں ٹارگٹ پورا کرنے کے حوالے سے مزید دینے کی درخواست کی تو فوراً اٹھ کر کمرے میں گئیں اور زیورات کا ایک ڈبہ لے آئیں اور کہنے لگیں کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی راہ میں ہی دینا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سے وزنی کڑے نکالے اور تحریک جدید میں پیش کئے۔

الغرض جرمنی کی دسیوں مساجد، سرینام، ناروے، فرانس، گوئٹے مالا اور کس کس ملک کا نام لوں اب تو ہر جگہ کی مساجد کی تعمیر میں لجنہ ممبرات کا ہاتھ موجود ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں تقریباً ہر جگہ لجنہ اپنی تعداد کے لحاظ سے اپنا حصہ چندوں میں ادا کرتی ہے اور کسی سے پیچھے نہیں ہے۔“

بعض ملکوں میں تو بعض دفعہ خدام اور انصار کو توجہ دلانی پڑتی ہے کہ لجنہ قربانی میں بڑھ گئی ہے۔ آپ لوگ بھی اس کے مطابق ادا کریں۔“

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی خواتین میں بھی دینی ضروریات کی خاطر اپنا زیور پیش کرنے کی بے شمار مثالیں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ دنیا کے مختلف حصوں میں رہنے والی احمدی خواتین کی یہ روح، یہ قدر مشترک ہے کہ دین کی خاطر اپنا پسندیدہ زیور قربان کرنا ہے اور یہ آج صرف احمدی خواتین کا ہی خاصہ ہے۔“

(خطبہ جمعہ 4 نومبر 2022ء)

پیاری بہنو! مختلف قبیلے، مختلف لوگ، مختلف قومی، مختلف زبانیں لیکن قربانی کرنے کی روح اور سوچ ایک ہے۔ یہ اکائی ہے۔ یہ قربانی کے معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں پیدا فرمائے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو احمدیوں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس

وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ با تعاون زاہد محمود، عائشہ چوہدری)



*** تقریر ***

لجنہ اماء اللہ، تبلیغ میں سب سے آگے

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

پیاری بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ لجنہ اماء اللہ، تبلیغ میں سب سے آگے

کسی بھی مذہب کی ترویج اور اشاعت کے لئے تبلیغ نہایت ضروری ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ذمہ داری اللہ کے دین کی تبلیغ ہوتی ہے۔ یعنی تبلیغ دراصل طریق و سنت انبیاء ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرما کر قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّعْ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ

(المائدہ: 68)

اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تبلیغ کرنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

أذْعُرْ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

(النحل: 125)

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے..... فریضہ ہے اور ایسی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا اگر

تبلیغ نہ کی تو۔ آپ کی امت بھی جو ابده ہے، ہم میں سے ہر ایک جو ابده ہے پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان غافل ہو نہیں سکتا۔“

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ 632.631)

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہمہ وقت تبلیغ کے جہاد میں نہ صرف حصہ لیتی رہیں بلکہ مردوں کو ہر وہ ذرائع

مہیا کرتیں رہیں جن سے وہ تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھ سکیں۔

سامعات! وقت کی مناسبت سے صرف چند نمونوں کا انتخاب کیا ہے۔ یہ وہ چند چاول ہیں جو پوری دیگ کی عمدگی اور لذت کا پتہ دیتے ہیں۔

1923ء کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی طرف سے شُدھی تحریک کے خلاف خصوصی جہاد کے اعلان پر احمدی عورتوں نے فوراً اپنے پیارے امام کی خدمت میں اس تبلیغی جہاد میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لینے کے لئے خطوط لکھے۔ جس پر 13 مارچ 1923ء کے درس قرآن میں حضورؐ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا:

”راجپوتوں میں تبلیغ کے متعلق تحریک کی گئی ہے۔ اس کو سُن کر عورتوں کی طرف سے بھی کہا گیا ہے کہ اس موقع پر ہمیں بھی خدمت دین کا موقع دیا جائے۔ ان کو اس خدمت دین میں شامل کرنے کا سوال تو الگ ہے اور اس کے متعلق پھر فیصلہ کیا جائے گا۔ مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے کہ مستورات میں بھی قربانی اور ایثار کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ہر خدمت دین میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔“

(الفضل قادیان 15 مارچ 1923ء صفحہ 11)

پیاری بہنو! ایک خاتون محترمہ سعیدہ صاحبہ نے لاہور سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی خدمت میں لکھا:

”عاجزہ نے پرچہ اخبار زمیندار میں پڑھا ہے کہ بیس مسلمان عورتیں ہندو ہو چکی ہیں۔ عاجزہ کی عرض ہے کہ یہ واقعہ پڑھ کر میرے دل کو سخت چوٹ لگی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسی وقت اڑ کر چلی جاؤں اور اُن کو جا کر تبلیغ کروں اگر حضور پسند فرمائیں اور حکم دیں تو عاجزہ تبلیغ کے واسطے تیار ہے۔“

حضرت مصلح موعودؑ نے اپنے مبارک عہد خلافت میں جماعت میں تبلیغ کی روح اس طرح سے پھونک دی تھی کہ مرد و زن برابر کے شریک ہوتے۔ لجنہ کی انہی تبلیغی کاوشوں کو دیکھ کر ایک غیر مسلم اخبار آریہ مسافر 25 مارچ 1934ء کے شمارے میں لکھتا ہے کہ

”میں 4 مارچ 1934ء کو قادیان گیا۔ اسٹیشن سے اتر کر جب شہر پہنچا۔ تو سارا شہر سنسان تھا۔ وردیاں پہنے ہوئے مسلمان والنشیر ہاتھوں میں لٹھے لئے گھوم رہے تھے اور برقعہ والی عورتوں کے جھنڈا دھر اُدھر پھر رہے تھے۔ میں نے ان والنشیروں سے پوچھا آج کیا ہے؟ جواب ملا ”تبلیغی ڈے“۔ یہ سن کر آگے بڑھا۔ آگے بھی عورتوں کے غول کے غول ادھر ادھر جا رہے تھے۔ اتنے میں آریہ سماج کے پردھان مل گئے۔ ان سے تبلیغی ڈے کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔ انہوں نے کہا۔ مرزائی انجمن ہر سال تبلیغی ڈے مناتی ہے۔ اب کے تو کھلے طور پر ہندوؤں میں تبلیغ کرنے کے لئے یہ دن رکھا گیا ہے۔ میں سارا دن ان کے جوش اور مستعدی کا ادا سنتا سے وچار کرتا رہا۔ نانا پرکار کے خیال میرے دل میں آتے جاتے تھے۔ چت اداں رہا۔ سامینگ کال کے سے باہر گھومنے کے لئے جب نکلا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ باہر سے لوگوں کے غول اتنے خوشی میں اور امنگوں سے بھرے ہوئے کہ پاؤں پر دھول پڑی ہے چروں پر پسینہ کے نشان ہیں۔ چاروں طرف سے آ رہے ہیں۔ پوچھا کہاں گئے تھے۔ جواب ملا۔ تبلیغ کے لئے۔ عورتیں بھی سارا دن ہندو محلوں میں پھرتی رہیں۔“

(الفضل قادیان یکم اپریل 1934ء صفحہ 4)

پیاری بہنو! تبلیغ میں واقفین زندگی کی بیویوں کا کردار اس پھول کی طرح ہے جس سے عطر بنتا ہے۔ عطر کی خوشبو تو محسوس ہوتی ہے لیکن پھول کسی کو نظر نہیں آتا۔ واقفین زندگی کی بیویوں کی زندگی بھی وقف ہوتی ہے۔ وہ ہر گرم اور سرد موسم میں ان کا ساتھ دیتی ہیں، مشکلات کے وقت حوصلہ افزائی کرتی ہیں اور اپنے خاوند کے کام کو خوش اسلوبی سے جاری رکھنے میں اپنے خلوص اور اعلیٰ اخلاص سے خاصا اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کی خاموشی میں ایک گویائی ہو جاتی ہے، ایسی گویائی جو حیرت انگیز طور پر دلوں پر اثر کرنے والی ہوتی ہے۔ ہماری جماعت ایسی مثالوں سے منور ہے۔ مبلغین اسلام کی بیویوں نے شروع میں جب حالات اچھے نہیں تھے، بڑی بڑی قربانیاں دیں اور بغیر خاوندوں کے رہیں اور بچے اس طرح پالے جیسے یتیمی میں پالے جاتے ہیں۔

حضرت فضل عمرؒ نے 1956ء میں لجنہ کے سالانہ اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”ہمارے کئی مرنے والے ہیں جو دس دس بندہ بندہ سال تک بیرونی ممالک میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے اور وہ اپنی نئی بیاہی ہوئی بیویوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ ان عورتوں

کے بال اب سفید ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے اپنے خاوندوں کو کبھی یہ طعنہ نہیں دیا کہ وہ انہیں شادی کے بعد چھوڑ کر لمبے عرصے کے لیے باہر چلے گئے تھے۔ ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یورپ چلے گئے تھے۔ ان کے واقعات سن کر انسان کو رقت آجاتی ہے۔ ایک دن انکا بیٹا گھر آیا اور اپنی والدہ سے کہا کہ امی ابا کسے کہتے ہیں؟ ہمیں پتہ نہیں ہمارا ابا کہاں گیا ہے؟ کیونکہ وہ بچے ابھی تین تین چار چار سال کے تھے کہ شمس صاحب یورپ تبلیغ کے لیے چلے گئے اور جب واپس آئے تو وہ بچے 17، 17، 18، 18 سال کے ہو چکے تھے۔ اب دیکھو! یہ ان کی بیوی کی ہمت اور اس بیوی کی ہمت ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک لمبے عرصے تک تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اگر وہ انہیں اپنی درد بھری کہانیاں لکھتی رہتیں تو وہ یا تو خود بھاگ آتے یا سلسلے کو مجبور کرتے کہ انہیں بلا لیا جائے۔“

(محسنات صفحہ 122-123)

سامعات! آج بھی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم تبلیغ میں بھی اپنا کردار خوب ادا کر رہی ہے۔ اپنی پڑوسنوں اور ملنے جلنے والیوں سے تعارف کرانا۔ لٹریچر دینا۔ پمفلٹ تقسیم کرنا۔ آڈیو وڈیو کیسٹس دینا۔ امن سیمینارز کرانا۔ لائبریریوں میں کتب اور بروشر رکھوانا۔ سیرت النبی ﷺ کے جلسے کرانا۔ بک اسٹال اور نمائشیں لگانا۔ معمولات میں شامل ہیں۔ دعوت الی اللہ کی ایک مثال انڈونیشیا کی لجنہ نے قائم کی۔ تین کلو میٹر سڑک و قار عمل سے بنائی جس سے جماعت کا تعارف ہوا اور 500 سے زائد لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی علیہ السلام لجنہ اماء اللہ کی خدمات دین کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرمایا:

’ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پیٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے..... احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر و رضائے الہی، توکل، زُہد اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جا رہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جا رہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔“

(الفضل 30 جولائی 1999ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھے غلبہ عطا کروں گا۔ یہ غلبہ یورپ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی ہے، افریقہ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی ان شاء اللہ ہو گا۔ اور جزائر کے رہنے والے بھی اس فیض سے خالی نہیں ہوں گے ان شاء اللہ۔ پس آپ کا کام ہے کہ خالص اللہ کے ہو کر کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے اور اعمال صالحہ بجالاتے ہوئے اس کے پیغام کو پہنچاتے چلے جائیں تاکہ ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنے والے کے لئے خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں۔۔۔“

پس یہ کام تو ہونا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانا ہے۔ یہ مخالفین اور یہ مذہب سے ہنسی ٹھٹھا کے جو موقعے پیدا ہو رہے ہیں یا ہوتے ہیں یہ ہمیں اپنے کام کی طرف توجہ دلانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں کہ آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کیا ہوا ہے لیکن تمہارے میں جو سستی پیدا ہو گئی ہے اس کو

دور کر کے اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اللہ کی نظر میں بہترین بات کہنے والے بن کر اسلام کا حقیقی نجات کا پیغام اپنے ملک کے ہر چھوٹے بڑے تک پہنچا دو کہ یہ آج سب سے بڑی خدمت انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ دسمبر 2006)

پیاری بہنو! تبلیغ کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی بچیوں کو اپنے عملی نمونے پیش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔
”تبلیغ کے لئے راستے آپ کو تلاش کرنے پڑیں گے۔ تبلیغ کے لئے خود مواقع پیدا کرو۔ اگر آپ پڑھائی میں ہوشیار ہیں۔ آپ کا حلیہ، رویہ، کردار اچھا ہے۔ سرکارف ٹھیک ہے اور پردہ ہے۔ دوستیاں بڑھانے کی طرف توجہ نہیں ہے تو دوسری لڑکیاں آپ کی طرف متوجہ ہوں گی اور پوچھیں گی کہ کون ہو؟ تو تم بتاؤ کہ میں احمدی ہوں۔ پھر بتاؤ کہ امام مہدیؑ کو مانا ہے۔ اس طرح بات آگے بڑھے گی اور تبلیغ کا راستہ کھلے گا۔“

(کلاس واقفاتِ نو 8، اکتوبر 2011ء بمقام مسجد بیت الرشید، جرمنی)

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ بالتعاون زاہد محمود)



*** تقریر ***

لجنہ اماء اللہ کا قیام

”اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ“

لجنہ کو کیا قائم صد بار ہے شکرانہ

آج میری تقریر کا عنوان ہے ”لجنہ اماء اللہ کا قیام“

آغاز اسلام سے ہم نے دیکھا کہ اعلائے کلمہ اسلام کے لیے عورتوں نے مردوں کے ساتھ مل کر برابر طور پر خدمت کی۔ جس میں مالی لحاظ سے قربانی کرنے والیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور علمی میدان میں حصہ لینے والیوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نمایاں ہیں۔ دور حاضر میں صحابہ محمدؐ جیسے ایمان کو پیشگوئی کے مطابق ثریا سے لانے والی ہستیوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے 25 دسمبر 1922ء کو جماعت احمدیہ میں مستورات کی تنظیم ”لجنہ اماء اللہ“ قائم فرمائی جس کے معانی ہیں ”اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں“

سامع! لجنہ کی اس تنظیم کی بنیاد احمدی مستورات کی مذہبی، تعلیمی، ذہنی، فکری، عملی، اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے تھی۔ بنیاد رکھتے وقت بانی تنظیم حضرت مصلح موعودؑ نے مستورات کو بتایا کہ وہ بنی نوع انسان کا ایک جز لاینفک ہیں اور قوموں کی ترقی و تنزلی میں ان کا بھی اتنا ہی ہاتھ ہے جتنا مردوں کا۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ ہے۔ اگر عورتیں نیکی اور تقویٰ پر قائم رہیں گی تو اولاد بھی نیکی اور تقویٰ پر چلنے والی ہوگی۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ

”اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔“

(الفضل 29 اپریل 1944ء)

پیاری بہنو! مکرمہ مریم صدیقہ مرحومہ المعروف چھوٹی آپانے ایک موقع پر اس مضمون کو لجنہ اماء اللہ کے قیام کے ساتھ یوں باندھا ہے کہ جس طرح گاڑی کے دو پہنیے آپس میں برابر چلتے ہیں اگر خفیف سا نقص بھی ایک میں ہو تو ایسی گاڑی اچھے طریقے سے چل نہیں سکتی۔ اس طرح عورت اور مرد جماعت احمدیہ کی گاڑی کے دو برابر کے پہنیے ہیں۔ ویسے بھی عورت کی قدر و منزلت کا اندازہ ہمیں رشتوں کو بیان کرتے وقت عورت کے رشتے کا پہلے ذکر کرتے ہوئے ہوتا ہے جیسے ماں باپ، بہن بھائی، عورت مرد، خالہ خالو، پھوپھی پھپھا، سالی سالا، الغرض عورت کا معاشرہ میں بالخصوص روحانی دنیا میں ایک خاص مقام ہے جسے مد نظر رکھ کر حضرت مصلح موعودؑ نے جماعت میں اصلاح احوال، تعلیم و تربیت اور تبلیغ کی غرض سے جو تنظیمیں تشکیل دیں ان میں سب سے پہلے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا اعلان فرمایا۔

پیاری بہنو! جیسا کہ میں پہلے لجنہ کی بنیاد کی تاریخ 25 دسمبر 1922ء کا ذکر کر آئی ہوں۔ تاہم تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیدہ امۃ الحجی بیگمؑ حرم بانی لجنہ کی درخواست پر حضرت مصلح موعودؑ نے ایک معین لائحہ عمل بنا کر جماعت کی عورتوں کے سامنے اپنے قلم سے 2 دسمبر 1922ء کو پیش کیا۔ جس پر 14 خواتین نے دستخط کئے۔ اس مضمون کی اولین مخاطب گو قادیان کی خواتین تھیں۔

سامعات! اس تحریر میں حضرت مصلح موعودؑ نے احمدی مستورات کی دینی و روحانی ترقی کی 17 ضرورتیں بیان فرمائیں اور فرمایا جو خواتین ان ضرورتوں پر کام کرنے اور انہیں پورا کرنے کا عزم رکھتی ہیں وہ اس پر دستخط رقم فرمادیں چنانچہ 14 مبارک خواتین نے اس تاریخی کاغذ پر ابتدائی دستخط کر کے اپنے نام لجنہ اماء اللہ کی روشن اور تابناک تاریخ میں رقم کروائے۔

پیاری بہنو! اس تحریر کے ابتداء میں بانی تنظیم لجنہ نے فرمایا کہ

”ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے، ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہو سکیں۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن 12 اگست 2022ء از ازاہار لذوات الحمار حصہ اول صفحہ 52-55)

سامعات! اس کاغذ پر دستخط کرنے والی 14 خواتین، اس تحریر کے دس دن بعد 25 دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؑ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ اس میں حضورؑ نے لجنہ کے قیام کا اعلان فرمایا اور اپنے خطاب میں حضور نے ان خواتین سے مشورے بھی کئے اور نصیحتیں بھی فرمائیں نیز لجنہ کے سپرد جلسہ مستورات کا انتظام بھی کیا اور حضرت اماں جان لجنہ کی پہلی صدر منتخب ہوئیں۔ منتخب ہونے کے بعد حضرت اماں جان نے حضرت سیدہ ام ناصرؑ کا ہاتھ پکڑ کر کرسی صدارت پر بٹھا دیا اور آپ نے تادم واپسین 21 جولائی 1958ء تک اس فرض کو نبھایا اور حضرت سیدہ امہ الحی بیگمؑ اس تنظیم کی پہلی سیکرٹری مقرر ہوئیں۔

مولیٰ کے کرم سے یہ پھل پھول رہی ہے

تنظیم یہ جاری ہے لجنہ یہ ہماری

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ کے قیام کے ذکر میں اگر ذیل کے واقعات کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ والدہ حضرت ام طاہرؑ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ

”حضور! مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی مگر ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں۔ ہم پر بھی کچھ رحمت ہونی چاہیے۔“

حضورؑ اس پر بہت خوش ہوئے اور روزانہ کی بنیاد پر عورتوں میں تقریر شروع فرمادی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 882)

سامعات! دوسرا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؑ کی تیرہ سالہ دختر حضرت امہ الحیؑ کا ہے جنہوں نے اپنے والد کی وفات کے ایک دن بعد نو منتخب خلیفہ حضرت مصلح موعودؑ کو خط لکھ کر کہا کہ میرے ابا نے وفات سے دو روز قبل مجھے کہا تھا کہ بہت کوشش کرنا قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے۔ اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے۔ جو جاری کر دیا گیا۔

پیاری بہنو! قیام لجنہ کے حوالہ سے پیشگوئی مصلح موعودؑ بھی پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ پیشگوئی کے الفاظ ”دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ“ مورخہ 25 دسمبر 1922ء کو لجنہ کے قیام کے ساتھ پورے ہوئے جب یہ دن دوشنبہ یعنی سوموار کا دن تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرمادیے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 19 جون 2015ء صفحہ 20)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

”نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور نماز پڑھنے کا صحیح طریق سکھانا یہ ماں باپ کا اولین فرض ہے۔ کس طرح کھڑے ہونا ہے، کس طرح نماز میں بیٹھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بچوں کی انتہائی بچپن میں تربیت کیا کرتے تھے۔ بیشک ذیلی تنظیمیں تربیت کرنے اور اکائی پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن اس سے ماں باپ کی ذمہ داریاں کم نہیں ہو گئیں۔“

(لجنہ اماء اللہ کے سو سال صفحہ 588، الفضل آن لائن مورخہ 9 فروری 2023ء)

خاص تھا وہ دن دسمبر کا کیا جب افتتاح

تھی غرض تبلیغ دین کی اور امت کی فلاح

نام اس تنظیم کا لجنہ اماء اللہ رکھا

گامزن راہ ترقی پر ہمیں یوں کر دیا

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ بالتعاون زاہد محمود)



*** تقریر ***

سوسال کے عرصہ میں لجنہ اماء اللہ کی ترقیات

کام بہت ہیں سپرد تمہارے لجنہ اماء اللہ
پلان کر لو ابھی سے سارے لجنہ اماء اللہ
کر کے محفوظ سو سالہ ترقی کو تم
نئے پودے اب لگاؤ لجنہ اماء اللہ

سامعات! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ سوسال کے عرصہ میں لجنہ اماء اللہ کی ترقیات

پیاری بہنو! یہ مضمون اتنا وسیع اور طویل ہے کہ پورے سوسال کی ترقیات کو پانچ چھ منٹ میں بیان کرنا جوئے شیریں لانا ہے۔ میں اس وقت، وقت کی مناسبت سے صرف دو امور علمی، اخلاقی و روحانی میدان اور مالی میدان میں لجنہ کی ترقیات کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کروں گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوا مِمَّا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۗ لِلرَّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ ۗ وَسَأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(النساء: 33)

اور اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اس کی حرص نہ کیا کرو۔ مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

25 دسمبر 1922ء کا تاریخی دن احمدی مستورات کے لئے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔ حضور کے اس عظیم کارنامے کے نتیجے میں احمدی مستورات کو دینی، تعلیمی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی لحاظ سے ترقی کے ایسے مواقع میسر آئے جنہوں نے ان کی کاپلٹ دی۔ اسی مبارک تحریک کا ثمر شیریں ہے کہ احمدی مستورات کشاں کشاں ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی آج دنیا کی دیگر خواتین سے منفرد نظر آنے لگی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خدمتگار کنیزوں (بندیوں) کی تنظیم یا جماعت۔

(تاریخی معلومات لجنہ اماء اللہ صفحہ 5)

میری بہنو! ہم جانتی ہیں کہ ہم عورتوں میں طبعاً اپنے زیور سے محبت پائی جاتی ہے۔ دنیا دار عورتیں اپنے زیور کو خود سے جدا نہیں کرتیں۔ لیکن خدا کی خدمتگار کنیزوں کی اس تنظیم نے ہمیشہ اپنا روپیہ پیسہ، اپنی اولادیں، اپنے جذبات اور اپنی جمع پونجی سب کچھ خدا کے حضور پیش کرنے میں قدم آگے بڑھایا۔ میری پیاری بہنو! احمدی عورتوں کی اخلاقی و روحانی ترقی کی صرف دو مثالیں پیش کرتی ہوں۔

مسجد برلن کے لیے چندہ بہت سی خواتین نے دیا لیکن ایک پٹھان عورت کا واقعہ سننے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

”ایک پٹھان عورت جو نہایت مسکین ہے اور جو اپنے ملک کے بھیڑیوں کی سی طبیعت رکھنے والے مولویوں کے مظالم سے تنگ آکر قادیان ہجرت کر کے آئی ہے اور جو بوجہ ضعف کے سوٹالے کر چلتی ہے۔ اس نے دو روپیہ چندہ دیا۔ ایک اور پٹھان عورت جو نہایت ضعیف ہے اور چلتے وقت بالکل پاس قدم رکھ کر چلتی ہے۔ میرے پاس آئی اور اس

نے دو روپے میرے ہاتھ پر رکھ دیے.... اس کی زبان پشتو ہے اور اردو کے چند الفاظ ہی بول سکتی ہے۔ اپنی ٹوٹی ہوئی زبان میں اپنے ایک ایک کپڑے کو ہاتھ لگا کر کہنا شروع کیا کہ یہ دوپٹہ دفتر کا ہے۔ یہ پاجامہ دفتر کا ہے۔ یہ جوتی دفتر کا ہے۔ میرا قرآن بھی دفتر کا ہے۔ یعنی میرے پاس کچھ نہیں میری ہر ایک چیز مجھے بیت المال سے ملی ہے..... پھر فرمایا: خدایا! تیرا یہ مسیح کس شان کا تھا، جس نے ان پٹھانوں کی جو دوسروں کا مال لوٹ لیا کرتے تھے۔ اس طرح کا یا پٹی کی وہ تیرے دین کے لئے اپنے ملک اور اپنے عزیز اور مال قربان کر دینے کو ایک نعمت سمجھتے ہیں۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 73-99)

پیاری بہنو! دوسرا واقعہ ڈاکٹر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی ایڈیٹر روزنامہ اتفاق خود تحریر فرماتے ہیں:

”جمعہ کی نماز جماعت دہلی خاکسار کے دفتر میں پڑھتی ہے جو لب سڑک واقع ہے۔ گزشتہ جمعہ کو حضرت اقدس کا خطبہ جو الفضل میں چھپا ہوا تھا سنایا۔ یہاں سوائے میری اہلیہ کے باقی تمام مرد تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ بعد نماز بیگم سے کہوں گا کہ مسجد کے لیے آپ اپنی پازیب دے دیں کہ اتنے میں دروازہ کی کھٹ کھٹا ہٹ میرے کان میں آئی اور میں گھر گیا جہاں وہ مضلے پر بیٹھی ہوئی خطبہ سن رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کچھ بات نہیں کی اور اپنے گلے سے بیخ لڑاٹلائی ہار جو غالباً تین سو روپے کا تھا مجھے دیا۔ میں نے اسی وقت خطیب صاحب کو دے دیا۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 104)

حضرت عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”برلن مسجد کی تحریک ایسی بابرکت ہوئی ہے کہ اس نے احمدی خواتین کی مخفی ایمانی قوتوں کو نمایاں کر دیا ہے اور ان میں خدمت دین اور اشاعت سلسلہ کا ایسا جوش پایا جاتا ہے کہ مردوں میں بھی اس کی نظیر کم ملے گی۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 110)

احمدی مستورات کی ترقیات میں قیامت تک لندن میں بننے والا خانہ خدا ”مسجد فضل لندن“ شامل رہے گا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عورتوں کے نام سے منسوب کر دیا۔ حضور نے فرمایا:

”لندن کی عظمت کو مد نظر رکھ کر مناسب بھی یہی ہے کہ اس مسیحیت کے مرکز میں عورتوں کی بنائی ہوئی مسجد ہو تاکہ مسیحیت جو اعتراض کرتی ہے کہ اسلام عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے ایک عملی جواب ہے۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 113-117)

سامعات! الغرض مسجد کو پن ہیگن کی تعمیر ہو، مسجد ہیبرگ کی تعمیر ہو، مسجد زیورخ کی تعمیر ہو، انگلستان میں ایک مبلغ کا خرچ اٹھانا ہو، امریکہ کے مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر کا خرچہ اٹھانا ہو، پورٹین مراکز اور جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کی تحریک ہو۔ ہر جگہ احمدی مستورات ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھتی نظر آتی ہیں۔

میری بہنو! احمدی مستورات صرف مالی میدان میں ہی ترقی کی منازل طے نہیں کرتی رہیں بلکہ علمی اور عملی میدان بھی نہایت تیزی اور عمدگی سے سرکیے۔

لجنہ اماء اللہ کے ابتدائی نصاب اور موجودہ نصاب کا موازنہ کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس مقام پر کیسے پہنچ گئیں۔ کیسے اتنے بڑے بڑے پروگرام ہو رہے ہیں۔ سب سے بڑا کام مجلس مشاورت کا انعقاد ہے جہاں لجنہ اماء اللہ کی ممبرات شامل ہو کر مستفید ہوتی ہیں۔ جلسے اور اجتماعات، اجلاسات، تربیتی تعلیمی کلاسز، نمائش کا انتظام غرض کہ ماشاء اللہ مستورات ہر کام میں فعال ہیں۔

1923ء اور 1924ء میں لجنہ کو صرف کلمہ با ترجمہ، نماز سادہ، بسرنا القرآن اور با ترجمہ نماز کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور جن کو آتا تھا ان کو زیادہ تعلیم دی جاتی تھی۔ جو عورتیں بیعت کرنے آتی تھیں ان کو کلمہ تک نہیں آتا تھا۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 128)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے عورتوں کے لیے پرائمری کی تعلیم لازمی قرار دی اور فرمایا:

”اگلے سال کے لئے یہی تجویز رکھی جاتی ہے کہ ہر جماعت اس امر کی پابند ہو کہ اس کی تمام عورتوں کو نماز باقاعدہ آتی ہو۔ یعنی وضو کرنا نماز کی حرکات، نماز کے الفاظ پورے طور پر آتے ہوں۔ ابھی ہم ترجمہ کی شرط نہیں لگاتے ہاں جو پڑھ سکیں نُؤزَعَلَى نُؤزِدْ ہے۔ مگر نماز اور اس کے قواعد کلمہ اور اس کے معنی ضرور ہر احمدی عورت کو سکھادیں۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 139)

سامعات! یہ 1924ء کی مجلس مشاورت کے وقت نصاب متعین کیا گیا تھا جبکہ اب موجودہ دور میں نصاب کی تفصیل بیان کریں تو الحمد للہ مستورات کارکردگی اور ترقی پر نازاں و فرحاں ہیں۔ یہ نصاب اب مکمل ترجمہ القرآن تک پہنچ چکا ہے۔ مکمل با ترجمہ نماز، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، احادیث اور مقالہ نویسی وغیرہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ہر سال کوئی نہ کوئی سورۃ حفظ کے لیے مقرر کر دی جاتی ہے۔ جس میں لجنہ اماء اللہ شوق سے حصہ لیتی ہیں اور یاد کر کے سناتی ہیں۔ اسے اجتماع کے موقع پر باقاعدہ مقابلہ میں شامل کیا جاتا ہے اور پوزیشن لینے والی ممبرات لجنہ کو انعامات بھی دیے جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی لجنہ اماء اللہ کی ایک بہت بڑی خدمت قرآن ہے کہ اس نے لجنہ کو حفظ کرنے کی تحریک کی کہ وہ اپنے سینے اس نور سے روشن کریں تاکہ دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

سامعات! اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ کرنے میں بھی احمدی مستورات نے اہم کردار ادا کیا۔

مسنزناصرہ زومان آپ ایک ڈیج خاتون تھیں۔ خود قرآن مجید کی برکت سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔

1945ء میں لندن میں ایک Translation Bureall نے قرآن مجید کے آخری 300 صفحات کے ترجمہ کے لیے آپ کی خدمات حاصل کیں جو کہ آپ کے لئے ایک عیسائی خاتون ہونے کی وجہ سے بہت مشکل بلکہ ناممکن ہی تھا۔ کیونکہ نظریات کافر بہت تھا۔ لیکن بعد میں آپ کو صرف تین سو صفحات ہی نہیں بلکہ پورے قرآن مجید کے ترجمہ کی سعادت مل گئی۔

ایک جرمن احمدی خاتون محترمہ قاتنہ خان کا ایک عظیم الشان کارنامہ سویڈش زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے جو رہتی دنیا تک ان کا نام زندہ رکھے گا اور ان کے لیے قیامت تک ثواب کا موجب بھی ہو گا۔ (محسنت صفحہ 52)

پیاری بہنو! اس ضمن میں اگر مسز امینہ کا نام نہ لیا جائے تو حق تلفی ہوگی جنہوں نے مشکل حالات میں برازیلیں زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔

1944ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے لجنہ کو جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور ایک کتاب کا ترجمہ چھپوانے کے لیے اٹھائیس ہزار روپے کی تحریک کی۔ احمدی مستورات نے چونتیس ہزار روپے کی خطیر رقم جمع کر کے پیارے آقا کے حضور پیش کی۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 596-597)

ہر مالی تحریک میں لجنہ اماء اللہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ الحمد للہ۔ بلکہ ہر میدان میں مردوں سے مسابقت فی الخیرات کے جذبات کے ساتھ لجنہ اماء اللہ صف اول میں نظر آتی ہے۔ ہر ملک میں جہاں احمدیت موجود ہے قادیان کی 14 ممبرات سے شروع ہونے والی یہ تنظیم اپنی شاخیں پھیلا چکی ہے۔ اسی طرح اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن کے ساتھ ساتھ تبلیغ کے میدان میں بھی احمدی خواتین سخن انصار اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھ رہی ہے۔

علمی استعداد کا اندازہ جلسہ سالانہ انگلستان اور جرمنی کے مواقع پر حضور انور ایدہ اللہ سے میڈل لینے والی لمبی قطاروں سے ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لجنہ اماء اللہ کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرمایا:

”ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے، نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے..... احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر و رضائے الہی، توکل، زہد اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جا رہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جا رہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔“

(الفضل 30 جولائی 1999ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفۃ المسیح کا سلطان نصیر بنائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ تمام ترقیات اطاعت خلافت میں پنہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ با تعاون زاہد محمود)



*** تقریر ***

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی

خدمت دین کو اک فضل الہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو

پیاری بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اشرف المخلوقات بنا کر انسان پر جہاں احسان عظیم کیا وہاں انسان سے اپنے نام اور توحید کو دنیا میں پھیلانے کے لئے قربانی کا مطالبہ بھی کر دیا۔ ہمارے بزرگوں نے ”انفاق فی سبیل اللہ“ کی تشریح میں لکھا ہے کہ ”انفاق فی سبیل اللہ“ میں صرف اموال مراد نہیں بلکہ انسان کی صلاحیتیں اور استعدادیں، اس کا وقت، اس کی جان، اس کی عزت اور خدا تعالیٰ کی دیگر عطایا وغیرہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو استعدادیں اور صلاحیتیں دے رکھی ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے خرچ کرنی چاہئے۔ انسان کو جو قیمتی وقت دیا ہے اس میں سے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ اعلائے کلمہ حق اور معاشرہ میں اصلاح احوال اور مخلوق الہی کی تعلیم و تربیت کے لئے خرچ کرنا چاہئے تا شکرانہ کا حق بھی ادا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ایک مومن کو تاکید حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا امرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
(الانعام: 63)

اس دنیوی دور میں (جب دین سے دوری عام ہے) حضرت مسیح موعودؑ نے جماعتی تعلیمات کا ایک نچوڑ اور خلاصہ کو بیعت کا حصہ بنا دیا کہ بیعت کے وقت ہر احمدی اس بات کا عہد کرے کہ ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا“۔ یعنی میرے ہر کام، میری ہر حرکت اور ہر سکون میں دین ہی مقدم ہو گا نہ کہ دنیا۔

سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”بیعت کے معنی ہیں بیچ دینا۔ جیسے ایک چیز بیچ دی جاتی ہے تو اس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ خریدار کا اختیار ہوتا ہے جو چاہے سو کرے۔ تم لوگ جب اپنا بیل (Cow) دوسرے کے پاس بیچ دیتے ہو تو کیا اسے کہہ سکتے ہو کہ اسے اس طرح استعمال کرنا؟ ہرگز نہیں۔ اس کا اختیار ہے جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اسی طرح جس سے تم بیعت کرتے ہو۔ اگر اس کے احکام پر ٹھیک ٹھیک نہ چلو تو پھر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

”اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفائے عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔“

سامعات! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

”شرائط بیعت کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا۔ اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم ان الفاظ کو دہراتے ہیں۔ غرض کہ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔“

خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے والستگی کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014ء)

پیاری بہنو! پھر حضور نے فرمایا:

”ہمارے ذمہ جیسا کہ میں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔“

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014ء)

ان ارشادات کی روشنی میں خدمت دین کے جو بھی پہلو ہیں ان تمام کا احاطہ کر کے دین کی خدمت کرنی چاہئے۔ جس کا بہترین ذریعہ میٹنگز و اجلاسات ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے کارکنان بھی ہیں جو اپنا سب کچھ بھول جاتے ہیں، بیوی بچوں کو بھی بھول جاتے ہیں، اپنے نفس کے حق بھی ادا نہیں کرتے۔ صبح اپنے کام پر جاتے ہیں اور وہاں سے شام کو سیدھے جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے پہنچ جاتے۔ انہیں کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے بیوی بچوں کا بھی تم پر حق رکھا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔“

پیاری بہنو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ ان باغوں میں چرنے کی کوشش کیا کرو“ اس ارشاد نبوی سے اجلاسات کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ ہمارے اجلاسات اور جماعتی میٹنگز میں ذکر الہی ہوتا ہے اور انہی مجالس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی مجالس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے رحمت کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہ رحمت کا سایہ مجلس کے اختتام تک رہتا ہے۔ بلکہ ایسی مجالس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ”ان سب کے لئے میری طرف سے مغفرت لکھ دو“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، خدمت دین کو مد نظر رکھ کر جماعتی میٹنگز میں شامل ہونے والوں کی عظمت و اہمیت اور ان کے بلند مقام اور ان کو ترغیب دلاتے ہوئے نیز جماعتی کاموں کی پرواہ نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”وہ دن آنے والا ہے جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کی اولادوں کو جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے دھکا دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو لیکن کہنے والا انہیں کہے گا۔ جاؤ! تمہارے باپ دادوں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں رد کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس لئے تمہیں بھی اب اس مشورہ میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔ پس اس غفلت کو دور کرو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو کہ جو شخص سلسلہ کی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا ہے اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کونسل کی ممبری بھی اس کے سامنے بیچ ہے اور اسے سو حرج کر کے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الہی انعامات سے محروم ہو جائے گا۔“

سامع! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اجلاسوں میں، اجتماعوں میں جلسوں میں آکر جو سیکھا جاتا ہے۔ وہیں چھوڑ کر نہ چلے جایا کریں۔ یہ تو بالکل جہالت کی بات ہوگی کہ جو کچھ سیکھا ہے وہ وہیں چھوڑ دیا جائے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 423)

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ جرمنی کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 18 دسمبر 2009ء میں حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ بعض ایسی ہیں جو پندرہ سال سے اوپر ہیں لیکن وہ

میٹنگز، اجلاسات میں نہیں آتیں اور مرکز سے ان کا رابطہ بھی نہیں ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا:

”ان کے نام مجھے لکھ کر بھیجیں تاکہ ان کو وقفہ نو سے فارغ کیا جاسکے۔“

(الفضل انٹرنیشنل لندن 4۳29 جنوری 2010ء صفحہ 10)

پیاری بہنو! اجلاسات میں نیک اور مخلص خواتین کے صدق و استقلال کو دیکھ کر اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ نمازوں کی ادائیگی باجماعت ہو جاتی ہے۔ صف بندی، وقت کی پابندی، امیر و غریب کی تفریق، نظم و ضبط، علم سیکھنے اور بڑھانے کے ذریعہ کے علاوہ یہ محافل پاک تبدیلیوں کا موجب بنتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ اجلاسات روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہیں، دین و دنیا سنور جاتی ہے۔ ایک موقع پر ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی ماؤں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بچے اچھے نمبروں میں پاس ہوں تو انہیں خدمت دین کرنے اور اجلاسات میں بھجوا لیں۔“

اے ممبرات لجنہ! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روحانی تجارت اور روحانی ہجرت کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اس مضمون پر غور کریں تو یہ بھی ہمیں جماعتی کاموں اور جماعتی میٹنگز میں شمولیت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت دی، صلاحیتیں بخشیں، استعدادیں عطا کیں، وقت دیا اور سوچ کے لئے عقل عنایت کی اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، دوسرے جانوروں اور چرند پرند سے ممتاز کیا۔ بولنے کی قوت اور صلاحیت عطا کی ان تمام خداداد قوتوں اور صلاحیتوں، سوچوں کا درست اور صحیح استعمال اللہ کے دین کی خدمت ہی ہے۔ اس خدائے واحد و یگانہ کی عبادت میں شامل ہے۔

جس وقت خلیفۃ المسیح یا ان کے کسی نمائندہ کی طرف سے خدمت دین کے لئے بلایا جائے۔ کسی میٹنگ میں شمولیت کے لئے کہا جائے تو سمعنا و اطعنا کہتے ہوئے بھاگتے ہوئے اس میں شامل ہوں۔ یہی وہ روحانی تجارت ہے۔ جو انسان اپنے مالک حقیقی اور رب سے کرتا ہے اور اس کے منافع سے نہ صرف خود مستفیض ہوتا ہے بلکہ اس کی وفات کے بعد اس کی نسلیں بھی اس کے منافع سے حصہ لیتی رہتی ہیں۔ اور یہی وہ روحانی ہجرت ہے۔ جو اپنے مقام سے اس میٹنگ کے مقام تک اللہ کی خاطر کی جاتی ہے۔ جس کے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں، فضل اور انعامات کی بارش ہوتی ہے۔ یہی وہ لطیف مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

۔ سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

”عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

”اپنے مقصد پیدا کش کو سمجھنے اور ایک خدا کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی انسان کو دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے جسمانی اعضاء اور طاقتیں بھی اور اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی ایسی رکھی ہیں جو اسے دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہیں۔ پس یہ انسان کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب وہ اپنی صلاحیتوں، اپنی ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو دیکھے اور ان ایجادات اور سہولیات کی طرف دیکھے جو ان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ملیں تو بجائے خدا سے دور لے جانے کے اسے خدا کے قریب کرنے والی بنیں اور وہ اپنے مقصد پیدا کش کو پہچاننے کے قابل ہو سکے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 178-179)

سامعات! دین سے انسان کی جہاں زندگی اور عمر میں برکت پڑتی ہے۔ وہاں اموال بھی بڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہیں کیا علم کہ اس (بیٹے) کی خدمت دین کی وجہ سے تمہیں رزق مل رہا ہے۔

جو شخص نفع رساں وجود ہوتا ہے۔ انسانیت کے لئے کام کرتا ہے اور دین کی خدمت میں لگا رہتا ہے وہ یتُكْتَبُ فِي الْاَوْصِيَاءِ یعنی اس کا نام رہتی دنیا تک یادگار رہتا۔

دین کی خاطر وقت دینے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے۔ اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کو معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے۔ اور اس کا وجود خدا کے لئے، خدا کے رسولؐ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔“

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کو جو چیز سب سے زیادہ محبوب تھی اور جو روح آپ اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے وہ خدمت دین کا جوش تھا۔“

سامعات! حضرت مصلح موعودؑ نے اپنے ایک معرکہ آراء خطاب کے آخر پر احباب جماعت کو ان الفاظ میں بلایا ہے۔

”اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ نعرے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کیلئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کیلئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے، میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔“

(سیر روحانی تقریر جلسہ سالانہ 1953ء)

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؑ کو لکھا کہ حضور! آپ پر مری جان قربان۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا

”اگر آپ اپنے کام سے وقت نکال کر جماعت کے کام میں صرف کریں گے تو پھر جان بھی قربان سمجھی جائے گی ورنہ اگر وقت نہیں تو جان کیسے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23 نومبر 1993ء)

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ نیوزی لینڈ سے مخاطب ہو کر جماعتی خدمات کی یوں ترغیب دلائی:

”حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے جو کام نہ کر سکیں۔ تربیت نہ کرنے کی وجہ سے سستیاں پیدا ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے کمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تربیت کی ہوتی اور فیملیوں کو سنبھالا ہوتا تو فیملیاں نہ بگڑتیں۔ کوئی سٹی سے بیاہی ہوئی ہے تو کسی کار شہ لاہوریوں میں ہوا ہے، کسی نے ہندو سے شادی کر لی ہے۔“

حضور انور نے فرمایا خدا نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ احمدیت تو انشاء اللہ پھیلے گی۔ نئے آئین گے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ آپ لوگ اپنی نسلوں کی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے اس لئے ہوش کریں۔ اب باتیں چھوڑیں اور کام کرنے کی سکیم بنائیں اور Active ہو کر کام کریں۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے کہ ہم پیغام پہنچائیں۔ کوشش کرنا ہمارا کام ہے باقی نتیجہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے۔ آپ کی کوشش میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔“

(کنیل المرشد جلد چہارم صفحہ 150-151)

اے پیاری ممبرات! آج خلیفۃ المسیح آپ کو دین کو دینا پر مقدم رکھنے کی طرف دعوت دے رہے ہیں پس ہمارا فرض ہے کہ ہم جان مال وقت اور عزت کو ہمہ وقت قربان کرنے کے لئے نہ صرف خود تیار رہیں بلکہ اپنی اولاد اور جاننے والیوں کو قربانی کے اس میدان میں جھونک دیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

طالب دعا

(زکیہ فردوس۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

لجنہ اماء اللہ کے کارنامے

گو دوں میں اپنی پالے ہیں ہم نے اسد سدا
گر وقت آگیا تو وہ کر دیں گے جاں نثار
ہم احمدی بنات ہیں، اللہ کی لونڈیاں
مرشد ہمارا ہادی جو کرتا ہے ہم سے پیار
جو آپ چاہتے ہیں وہ کر کے دکھائیں گی
کر دیں گی اپنے عہدوں کو پورا ہزار بار

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ لجنہ اماء اللہ کے کارنامے

پیاری بہنو! ہم روزانہ کی بنیاد پر ندی نالوں کو نہروں میں گرتا دیکھتے ہیں اور نہروں کا پانی مل کر دریاؤں کا روپ دھارتا ہے اور دریا، سمندر میں گر کر پانی میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔ بعینہ روحانی دنیا اور دینی جماعتوں میں جب مختلف شعبوں اور تنظیموں کی کارگزاری اور خدمات ملتی ہیں تو جماعتیں من حیث الجماعت مضبوط اور توانا ہوتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طاقت بھی ذیلی تنظیموں اور مختلف شعبوں کی خدمات اور کارگزاری کا مجموعہ ہے جس میں 1922ء میں قائم ہونے والی لجنہ اماء اللہ بھی شامل ہے جس کا آغاز قادیان سے 14 خواتین مبارکہ سے ہوا تھا اور آج دنیا بھر میں 100 سے زائد ممالک میں اس کی مضبوط شاخیں قائم اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اعلیٰ کلمہ اسلام کے لیے کام کر رہی ہیں۔

سامعنا! یہ دریا، سمندر میں جانے سے پہلے جہاں گہرا ہوتا چلا جاتا ہے وہاں چوڑائی میں بھی وسعت اختیار کرتا اور اپنا لوہا منواتا جاتا ہے۔ لجنہ اماء اللہ نے بھی گزرے ہوئے سو سال میں اپنا لوہا منوایا ہے اور اپنی موجودگی کا زندہ جاوید ثبوت دیا ہے اور اب اس کے کارنامے سینکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہیں اور سنہری حروف سے لکھے جانے والے ہیں۔ پانچ سات منٹ میں چند ایک کا تذکرہ ہی اختصار سے ہو سکے گا۔

پیاری ممبرات! لجنہ اماء اللہ کا ماٹو ہے ”کوئی قوم اپنی عورتوں کی تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی“ لجنہ نے قریباً تعلیم کے ہر شعبہ میں ترقی کی ہے۔ حضرت مصلح موعودؑ نے آغاز پر ہی علم کی 82 قسمیں اور شعبے لجنہ کے سامنے رکھے تھے اور ایک مدرسۃ البنات کی بنیاد رکھی تھی جسے حضرت مصلح موعودؑ نے جماعت کا علمی درخت قرار دیا تھا۔ اب یہ درخت اتنا تناور اور سایہ دار درخت بن چکا ہے کہ قادیان اور ربوہ میں 14 خواتین میں سے خاتون اول حضرت سیدہ نصرت جہاں کے نام سے جامعہ نصرت، نصرت گرلز اسکول، نصرت گرلز کالج کے علاوہ عائشہ دینیات اکیڈمی کے نام سے دنیا بھر میں قرآن کو حفظ کرانے اور دینی تعلیم عام کرنے کے لیے مدرسے قائم ہو چکے ہیں جہاں احمدی بچیاں حفاظ بن کر دنیا بھر میں پھیل رہی ہیں۔ نیز معلمات تیار ہو رہی ہیں جو آگے سینکڑوں ممبرات کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتی ہیں۔

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ فرماتے ہیں۔

”اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی... حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو... بعض اوقات آپ نے علوم دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپ کے پاس دین سیکھنے کے لئے

آپ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ آپ تمام سالکین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں۔“

(لجنہ اماء اللہ کے سو سال صفحہ 155 روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 12 اگست 2022ء)

الغرض اس دینی علم سے احمدی مستورات کی گودیں روحانی مدرسے ثابت ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اس کی وجہ سے ایک روحانی تبدیلی نوجوان نسل میں دیکھنے کو مل رہی ہے۔ قادیان سے جاری ہونے والا ایک رسالہ مصباح اب 35 سے زائد ممالک میں لجنہ کی زیر پرستی مختلف ناموں سے شائع ہوتا ہے۔ جس کا مکمل انتظام خواتین کے ذمہ ہے اور خواتین ہی ان میں مضامین لکھتی ہیں۔

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ کا ایک عظیم کارنامہ قرآن کریم اور دیگر کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم ہیں۔ ہماری بہنوں کا یہ کارنامہ تابدار سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ ہماری جماعت میں احمدی بچیوں اور عورتوں کا حصول تعلیم کا معیار بچوں اور مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اس کا اندازہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر تعلیمی اعزازات و اسناد کی تقسیم سے ہوتا ہے جس میں طالبات کا پلڑا طلبہ سے کہیں بھاری دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہی طالبات اپنے دنیوی علم کو دینی خدمات پر چسپاں کرتی ہیں۔

مسز اینہ آف برازیل نے پرتگالی زبان میں اور مسز قانتہ اور مسز کفیلہ خانم نے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم مکمل کر کے اپنے نام تاریخ میں رقم کروائے۔ ان تراجم کے علاوہ دور حاضر کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و خطابات، اردو کلاسز، ورچوئل ملاقاتوں اور دیگر کلاسز کے تراجم میں سے اکثر کا سہرا بھی لجنہ کے سر جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ دنیا بھر کی ممبرات لجنہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں نے اپنے دور میں جو تحریکیں کی ہیں، ان کے نتیجے میں میں جانتا ہوں کہ اتنی عظیم الشان قربانیاں احمدی خواتین نے کی ہیں اور خاموشی کے ساتھ کی ہیں، بعض دفعہ ان کے خطا پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آجایا کرتے تھے، میں دعا کیا کرتا تھا کہ کاش! میری اولاد میں سے بھی ایسی بیٹیاں ہوں۔ جو اس شان کے ساتھ، اس پیار کے ساتھ اللہ کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دینے والی ہوں۔“

(لجنہ کے سو سال صفحہ 182 روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 13 اگست 2022ء)

سامعات! اعلیٰ کلمہ اسلام کے لیے اللہ کے گھروں مساجد اور بیوت کی تعمیر ایک اہم سنگ میل رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ”جس گاؤں میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی ہزاروں مساجد کم و بیش احباب جماعت کی مالی و جسمانی قربانی و قار عمل کی صورت میں قائم ہوئی ہیں۔ احمدی خواتین نے اس مبارک کام میں مردوں کے دوش بدوش کام کیا اور مالی خدمات کیں۔ جن میں مسجد خدیجہ برلن جرمنی، مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک اور مسجد النصر ناروے بطور مثال پیش کی جاسکتے ہیں۔ کینیڈا، امریکہ، فرانس، سرینام اور آسٹریلیا وغیرہ میں احمدی خواتین کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہونے والی مساجد ان کے علاوہ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد خدیجہ برلن کے بارہ میں فرمایا۔

”لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک میں احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و قربانی اور فدائیت اور للہیت کا ایسا بردست و لولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔“

اُس وقت تو حالات کی وجہ سے جیسا کہ میں نے بتایا کہ مسجد باوجود کوشش کے نہ بن سکی۔ قادیان اور ہندوستان کی لجنہ کی جو قربانی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ اُس رقم سے مسجد فضل تعمیر ہو گئی اور آج اس مسجد کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی سب پر واضح ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اُس وقت کی احمدی خواتین کی قربانی اتنی سچی تھی اور اس کی قبولیت کے لئے دعائیں اس درد کے ساتھ انہوں نے کی ہوں گی کہ ایک مسجد تو انہوں نے اپنی زندگی میں بنالی اور دوسری مسجد کی تعمیر میں ہو سکتا ہے آج ان کی نسلیں شامل ہوئی ہوں۔ لیکن بہر حال وہی جذبہ جو ان ابتدائی

خواتین کی قربانی کا تھا وہ آج بھی کچھ حد تک لجنہ میں دین کی خاطر قربانی میں ہمیں نظر آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی دعائیں تھیں جنہوں نے اپنی نسلوں میں بھی یہ جذبہ پیدا رکھا۔

یہ مسجد جو اس وقت موجودہ مسجد ہے 17 لاکھ یورو میں تعمیر ہوئی ہے..... بہت سارے مرد کہیں گے کہ پیسے تو ہم سے ہی لئے تھے، بے شک لئے ہوں گے لیکن پھر دینا بھی بڑی قربانی ہے..... برلن کی مسجد کی تعمیر نے یہ سبق بھی آپ کو دیا ہے کہ عورتوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے مرد عبادت گزار ہوں اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ ہر جگہ آپ کو مسجد بنا کر دیں۔ جب میں کینیڈا گیا تو کینیڈا کی لجنہ نے ایک ملین ڈالر کی قربانی دی کہ اس سے مسجد بنادیں۔ لیکن زائد بھی خرچ ہو گا تو کہتی ہیں بہر حال ہم دیں گی۔ ایسی قربانیاں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ مسجدوں میں آنے کی فریضت تو مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کا تو اگر دل چاہے تو جمعہ پر آنا ہے نہیں تو نہیں آنا۔ یا پھر اگر کوئی اپنا فنکشن ہو تو اس پر کبھی کبھار یہاں آنا ہے۔ پس مساجد کی تعمیر کے لئے عورتوں کی قربانی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کرتی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ میری یہ سوچ صرف خوش فہمی نہ ہو بلکہ عورتیں اپنے بچوں کی بقا اور اپنے مردوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے جو قربانیاں کر رہی ہیں وہ اسی سوچ کے ساتھ ہوں اور یہ سوچ پھر یقیناً عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔“

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2008ء)

پیاری بہنو! دنیا بھر میں تعمیر ہونے والی ہزاروں مساجد میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کی قربانیوں کا بھی حصہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قربانیاں یا مساجد کی تعمیر امیر ممالک سے متعلقہ ہیں۔ نہیں نہیں! اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ایسے علاقوں میں دلوں کی امیر خواتین عطا کر رکھی ہیں جہاں ایک وقت کا کھانا مشکل سے میسر ہوتا ہے۔ لجنہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر آئیوری کو سٹ میں ایک، کینیڈا میں تین اور نائیجیریا میں پانچ مساجد مکمل طور پر لجنہ کی قربانیوں سے تعمیر ہو کر اللہ کی عبادت کے لیے تیار ہیں۔

پیاری بہنو! مساجد کے علاوہ گیسٹ ہاؤسز، اسکولز، ہال اور مدرسے ان کے علاوہ ہیں جو مستورات کی قربانیوں سے بنے۔

میری پیاری بہنو! احمدی مستورات کے کن کن کارناموں کا ذکر کروں اور کن کن کا ذکر چھوڑوں۔ 5-6 منٹ میں تو چند ایک ہی بطور نمونہ ذکر ہو سکتے ہیں۔ یہاں ان مبارک ماؤں کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری ہے جنہوں نے اپنی گودوں سے قریباً 36 سالوں میں 78 ہزار سے زائد جگہ گوشے اسلام احمدیت کی تبلیغ و ترقیات کے لیے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ دنیا بھر میں بڑی سے بڑی تنظیموں کا احاطہ کر لیں اتنی کثرت کے ساتھ ان کی عورتوں نے اپنے جگہ گوشوں کو اپنی جماعت اور تنظیم کی فلاح و بہبود کے لیے کبھی وقف نہیں کیا ہو گا۔ ان میں سے کوئی ڈاکٹر بن کر خود کو خدمت کے لئے پیش کر چکے ہیں اور کوئی انجمنیر بن کر پیش کرنے والے ہیں اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے مصداق کہ اے اللہ! میرے ان جانشینوں پر رحم فرما جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث اور سنت لوگوں میں بیان کریں گے اور ان کو تعلیم دیں گے۔ مربی اور مبلغ بن کر دنیا بھر میں اسلام کا نام بلند کر رہے ہیں۔

سامعات! حضرت مصلح موعودؑ نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھنے کے آغاز میں ہی لجنہ کو یہ ذمہ داری سپرد کی تھی کہ جلسہ سالانہ کا الگ سے انتظام کریں۔ ایک سو سال کے اندر اندر جو قوموں کی تاریخ میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا دنیا بھر کے بیسیوں ممالک کے جلسہ سالانہ میں الگ سے مستورات، لجنہ سیشن کا کامیاب انتظام کرتی ہیں۔ پروگرامز خود ترتیب دیتی۔ علم و تحقیق سے لبریز تقاریر خود تیار کرتی ہیں اور ہر قسم کی سیکیورٹی کا انتظام بھی خود کرتی ہیں۔ اسے لجنہ کا ایک کارنامہ نہ کہیں تو یہ حق تلفی ہو گی کیونکہ ہزاروں خواتین کے جلسے کا انتظام کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ دنیا بھر میں شاید ہی عورتوں کی کوئی تنظیم ہو جو اتنے بڑے اجتماع کا انتظام و انصرام کر سکے۔

پیاری بہنو! آپ ہی آج وہ محنتی خواتین ہیں جو اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لا کر ریفریشر کورسز، قرآن کلاسز، قرآن سیمینارز، نمائشیں، اسپورٹس کے پروگرامز، صنعت و دستکاری کے اسٹالز اور شوری وغیرہ منعقد کر کے تربیت و تبلیغ کا علم بلند کیے ہوئے ہیں۔

پیاری بہنو! عورت کو جو اللہ تعالیٰ نے ہنر عطا کر رکھے ہیں ان میں سے ایک سلائی کڑھائی وغیرہ ہے۔ وہ سلائی مشین چلانا جانتی ہیں۔ 1971ء کی جنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے افواج پاکستان کے لیے روٹی کی صدیریاں تیار کرنے کا ارشاد فرمایا تو سینکڑوں ممبرات نے جماعتی میٹریل کے علاوہ ذاتی طور پر میٹریل خرید کر ہزاروں صدیریاں تیار کر کے جماعت کو پیش کر دیں۔ اسی طرح ہزاروں خواتین نے ایک صد پر لیک کہتے ہوئے قادیان اور ربوہ میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے گڈے اور رضائیاں سی کر دیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ اس کی تازہ مثال کووڈ کے دوران جرمنی کی لجنہ نے ہزاروں کی تعداد میں ماسک سی کر گورنمنٹ کو پیش کیے۔ لجنہ کے مختلف گیسٹ ہاؤسز اور مہمان خانوں میں اپنے ہنر

کو بروئے کار لاکر رضائیاں، گدیوں کے علاوہ Decoration piece تیار کیے۔ یہ سلسلہ اب تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔

پیاری بہنو! 10 کے قریب احمدی خواتین نے اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنی جان آفرین کے سپرد کر دیں، اپنے خون سے اسلام کے زندہ جاوید ہونے کا ثبوت رقم کر گئیں۔ آج بھی مبارک خون جماعت کی ترقی کے لیے کھاد کا کام کر رہا ہے۔

سامعہات! اگر میں خلافت کی مضبوطی اور حفاظت کے لیے لجنہ کی قربانیوں کا ذکر نہ کروں تو کارناموں کا مضمون تشنہ رہ جائے گا۔ احمدی خواتین گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ میں خلافت کی حفاظت کے لیے سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑی ہیں۔ آپ کے ہر حکم اور ارشاد کو اپنے سینوں پر لیا اور اسے اپنی نسلوں اور ماحول میں آگے سرایت کرنے میں کامیاب ہوئیں اور آج خلافت جو مضبوط نظر آتی ہے اور دشمن باوجود بسیار کوشش کے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکا۔ اس میں احمدی خواتین کی خلافت سے محبت اور خلیفۃ المسیح سے عقیدت شامل ہے۔ اللہ کرے۔ لجنہ بڑھے پھلے پھولے اور اپنی قربانیوں کے ذریعہ احمدیت کو چار چاند لگانے والی ہوں۔

کرے گی تربیت اولاد، جو دیں یہ فدا ہوں گے
یہ وقف نو کریں گے پیش خود کو جب جواں ہوں گے
کہیں زیور ہے دیتی اور کبھی جان تک لٹاتی ہیں
خلیفہ کے سبھی حکموں پر سر اپنا جھکاتی ہیں
خدا کے دین کی خاطر جان اپنی واردیں گی ہم
ہیں ہم لجنہ اماء اللہ، خدا کی باندیاں ہیں ہم

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

جماعت احمدیہ کی ترقی میں لجنہ کا تعاون / کردار

پیاری بہنو! دنیوی گھرانے، گھر کے مکینوں کے تعاون کے بغیر چل نہیں سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گھر کا ہر فرد، گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹا رہا ہوتا ہے۔ روحانی دنیا میں بھی جماعتیں ایک گھر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جماعت احمدیہ بھی ایک بڑے گھر کی طرح ہے جس کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح ہیں اور اس کے مکین جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، مربیان و مبلغین اور تمام احمدی احباب، خواتین، بوڑھے، بڑے، جوان اور بچے پچیاں ہیں۔ جس طرح مادی گھروں میں مرد زیادہ تر باہر کے کام کرتے ہیں اور عورتیں و بچیاں گھروں کی دیکھ بھال، صفائی ستھرائی اور قیام و طعام کا انتظام کرتی ہیں اور بالعموم مادی گھروں میں عورتیں، مردوں کی نسبت زیادہ کام کرتی دکھائی دیتی ہیں بعینہ روحانی گھروں میں عورتیں، مردوں کے شانہ بشانہ خدمت بجالا رہی ہوتی ہیں۔ یہی کیفیت جماعت احمدیہ میں خواتین اور ناصرات الاحمدیہ کے تعاون اور کردار کی ہے۔

پیاری بہنو! بانی تنظیم لجنہ اماء اللہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس حوالہ سے عورتوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

”یہ کام ہمارے بس کا نہیں بلکہ یہ کام تمہارے (لجنہ) ہی ہاتھوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری مدد نہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون نہ کرو اور جب تک تم اپنی زندگیوں کو اسلام کے فائدہ کے لیے نہ لگاؤ گی اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے“
(الازہار لذوات الحمار صفحہ 39، روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 9 فروری 2023ء)

سامع! جماعت نے مختلف شعبوں میں جو غیر معمولی ترقی کی ہے۔ ان میں سے ہر شعبہ کا اگر احاطہ کیا جائے تو ہر شعبہ میں احمدی مستورات کے کردار کا معتد بہ حصہ نظر آتا ہے۔ ان شعبوں میں سب سے پہلا اور اہم شعبہ دعا کا شعبہ ہے جس میں ہماری بزرگ خواتین، ہماری ماؤں، ہماری بہنوں، ہماری بیٹیوں نے لازوال کردار ادا کیا ہے۔ گو جماعت احمدیہ میں مردوں میں بھی بہت دعا گو، صاحب کشف و رؤیا موجود ہیں جن سے اللہ تعالیٰ باتیں کرتا ہے تاہم عورتوں کے پاس دعا کرنے، اللہ کے حضور جھک کر منت سماجت کرنے کے لیے مردوں سے بہت زیادہ وقت ہوتا ہے۔ عورت کے اندر درد خواہ جماعت کا ہو، خلیفہ کے متعلق ہو یا اپنے بچوں کے لیے ہو مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ عبادت میں زیادہ وقت دے سکتی ہیں۔ تہجد، اشراق اور چاشت کے نوافل میں دعائیں کرتیں۔ اللہ کے حضور گڑ گڑاتیں، روتی اور منت سماجت کرتی ہیں اور راتوں کے تیروں سے خلیفۃ المسیح کی معاونت کرتی ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ جماعت کی ترقیات اور فتوحات میں ہماری بہنوں کی رات دن کی دعاؤں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

پیاری بہنو! جماعت احمدیہ نے 80 کے قریب قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کی سعادت پائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب، خطابات اور خطبات کے مجموعے جو مختلف زبانوں میں ملتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ ان تمام میں ہماری پیاری بہنوں کا حصہ ہے۔ سسٹر امینہ، سسٹر قانتیہ، سسٹر کفیلہ اور سینکڑوں با علم خواتین کے تعاون سے آج جماعت کے متعلق غیر بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ، قرآن کریم کی خدمت کے میدان میں دوسرے فرقوں سے بہت آگے ہے۔

سامع! جہاں تک جماعت احمدیہ کی ترقی میں مالی قربانی کا تعلق ہے اس میں بھی ہماری مائیں، بہنیں اور ہماری بچیاں نابغہ روزگار ہیں۔ ہاں یہی وہ خواتین ہیں جن کے تعاون اور مالی قربانیوں کی بدولت قرآن کریم کی اشاعت کا سفر آسان ہوا۔ ایم ٹی اے کے اجراء میں احمدی خواتین کی مالی قربانیوں کی بدولت ہم تک امام ہمام کی آواز پہنچی شروع ہوئی۔ انہی وفا شعار خواتین کی مالی قربانیوں کی بدولت دنیا بھر میں مساجد کا جال بچھا۔ الغرض جماعت کو جس میدان میں بھی مالی قربانی کی ضرورت پیش آئی ان عورتوں نے اپنے زیورات اور اپنی زمینیں اور جائیدادیں جماعت کے نام کر دیں۔

پیاری بہنو! مالی قربانی کو اگر ایک اور زاویہ سے دیکھیں تو نظام وصیت میں اپنی جائیدادوں کا 1/10 حصہ جماعت کی ترقی اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وقف ہوتا ہے۔ اس میدان میں بھی عورتیں، مردوں سے سبقت لے جاتی نظر آتی ہیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ یا قادیان اور دنیا بھر میں دیگر قطعاتِ مقبرہ موصیان کا جائزہ لیں تو احمدی خواتین، مردوں کی نسبت تعداد میں زیادہ آسودہ خاک ہیں جنہوں نے نقدی کے علاوہ اپنے زیور، زمینیں اور دیگر جائیدادوں کا دسواں حصہ جماعت کے لیے وقف کر دیا اور اگر دسویں حصہ سے زیادہ قربانی کا جائزہ لیں تو اس میدان میں بھی عورتیں سبقت لے جاتی نظر آتی ہیں۔

سامعات! جماعت کی ترقی کا ایک اور زاویہ سے بھی جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ یہ احمدی خواتین ہی ہیں جو اپنے بطن سے پیدا ہونے والے جگر گوشوں کو خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر دیتی ہیں۔ واقفین نو اور واقفات نو کی تعداد 78 ہزار سے زیادہ ہے۔ مریمان، مبلغین اور معلمین کی تعداد بھی اب ہزاروں میں ہے۔ دیگر واقفین زندگی کی تعداد اس کے علاوہ ہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ جماعت میں رضا کارانہ خدمات کا جو نظام ہے اس میں بھی احمدی خواتین کا کردار ہے جن کی تربیت کے پیش نظر ایسے قابل اور مخلص بچے اور بچیاں جماعت کو مل جاتے ہیں جو مختلف شعبوں میں خدمات بجالارہے ہیں اور جن کی خدمات کے طفیل جماعت مسلسل ترقی کے زینے طے کر رہی ہے۔

سامعات! یہی وہ رضا کاروں اور واقفین زندگی کی خدمات اور قربانیاں ہیں جن کی بدولت خلافت کا نظام مضبوط سے مضبوط تر ہو رہا ہے۔ جتنا ہمارا نظام خلافت مضبوط ہو گا اتنی ہی جماعت ترقی کرتی جائے گی۔

یہ بات بھی یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ دربار خلافت سے جو بھی آواز بلند ہوتی ہے ہماری بہنیں سَبَعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتے ہوئے بازی لے جاتی ہیں۔

پیاری بہنو! علمی میدان دیکھ لیں، ریسرچ سیل کو لے لیں، اخلاقیات، تعلق باللہ، روحانیت کا میدان ہو الغرض ہر میدان میں ہماری بہنوں نے قربانیاں کر کے، اپنا خون پسینہ ایک کر کے اور اپنا قیمتی وقت دے کر تاریخ رقم کی ہے اور غیروں کے سامنے شیرنی کی طرح لپک کر اسلام اور احمدیت کا دفاع کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ رسومات کے میدان میں ان سے اجتناب کر کے اسلامی تعلیم کا صحیح چہرہ دنیا کے سامنے رکھتی ہیں۔ جس کی وجہ سے احمدیت کا قد بڑھتا ہے اور روشن چہرہ سب کے سامنے آیا۔

سامعات! جماعت کی ترقیات میں عورتوں کے تعاون کا غیر بھی اعتراف کرتے ہیں۔

جناب عبدالحمید قریشی (نامور صحافی) ”احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ نسل سے زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی“ کے عنوان کے تحت لجنہ اماء اللہ کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

”لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں اور اس طرح پرہرہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرد زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔“

(اخبار تنظیم۔ امرتسر 28 دسمبر 1926ء بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے (اغیار کی نظر میں) از حنیف احمد محمود صفحہ 90-100)

پیاری بہنو! یہ ناممکن ہے کہ کسی بھی حسابی قاعدے سے لجنہ کی کارکردگی کا کوئی جائزہ سمیٹ کر ایک مضمون میں پیش کیا جاسکے۔ کوئی بھی میدان لے لیں لجنہ کی مساعی قابل رشک ہیں تعلق باللہ اور عشق رسول اللہ ﷺ میں ایسی ایسی دل گداز مثالیں ملتی ہیں کہ اگر قبول کرنے والے دل ہوں تو یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بڑا ثبوت ہے کہ یہاں عورتیں بھی صاحب رویہ و کثوف و الہام ہیں۔ قرآن پاک سے محبت کا عنوان ہو تو کسی کٹیا میں بیٹھی محلے کے احمدی غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید پڑھانے والی احمدی خاتون موجود ہے۔

تعلیم القرآن کلاسز تو جماعت کی روایت بن گئی ہیں۔ توکل علی اللہ کی مثال میں اُن ہاجرہ صفت خواتین کو دیکھیے جو اپنے والد، بھائی، شوہر یا بیٹے کو تبلیغ کے لیے اُن دیکھے ملکوں میں بھیجتے ہوئے حوالہ بخدا کرتی ہیں اور صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے اللہ کو راضی کرتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش کہ ان کی بیگمات معاملات بنیں سب سے زیادہ حضرت چھوٹی آپا کے وجود میں پوری ہوئی۔ خود علم حاصل کیا اور دوسروں تک پہنچایا۔ آپ کی تنظیمی قابلیت، فن تحریر اور فن تقریر سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ حضرت مصلح موعودؑ نے قرآن کے تفسیری نوٹس آپ سے لکھوائے جو بہت بڑی سعادت ہے۔

پیاری بہنو! ان خدمات کا اعتراف کرتے اور احمدی عورتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے..... احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر و رضائے الہی، توکل، زُہد اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جا رہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جا رہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔“

(الفضل 30 جولائی 1999ء، لجنہ اماء اللہ کے سوسال صفحہ 103)

پیاری بہنو! ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ اماء اللہ کے سوسال پورے ہونے پر 25 دسمبر 2022ء کو فرمایا۔

”آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سوسال ہو گئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سوسال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی ہے اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 25 دسمبر 2022ء، لجنہ اماء اللہ کے سوسال صفحہ 87)

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارہ قسمت خدا کرے
پھیلاؤ سب جہان میں قول رسول کو
حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے
سایہ فلک رہے وہ تمہارے وجود پر
شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی

کہیں تبلیغ کرنی ہو یا پھر تعلیم دینی ہو
 ہو کرنی تربیت یا پھر اشاعت دین کرنی ہو
 یہ ہر شعبے میں اپنے ہنر کا جو ہر دکھاتی ہیں
 جگر کے ٹکرے اور سہاگ تک اپنے گنوا تی ہیں

آج میری گزارشات کا عنوان لجنہ کا ماٹو عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ ہے

پیاری بہنو! جس طرح ایک گاڑی اس وقت تک ٹھیک نہیں چل سکتی جب تک اس کے دونوں پہیے بالکل درست نہ ہوں اور اگر خفیف سا نقص بھی کسی ایک پہیے میں پایا جائے تو ایسی گاڑی اچھی طرح چل نہیں سکے گی۔ بعینہ یہی حال دنیا میں مرد و عورت کا ہے۔ جب تک یہ دونوں دنیائے عمل میں قدم بقدم اور پہلو بہ پہلو نہ چلیں ان کا ترقی کے زینہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ بلکہ جس طرح گاڑی کے ایک طرف کا پہیہ ناقص ہو کر دوسری طرف کے پہیے کے چلنے میں بھی روک ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح اگر عورت ترقی کے میدان میں چلنے کے قابل نہ ہو تو مرد کے ترقی کرنے میں روک ہوگی۔

یہ ازلی قانون قوموں اور ملکوں اور خاندانوں میں یکساں طور پر چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کی تعلیم و تربیت پر خاص زور دیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ عورت مرد کے کام میں بہت سی سہولت کا باعث بن سکتی ہے۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ بھی ہے۔ پس اگر عورتیں اچھی تربیت یافتہ نہ ہوں تو اولاد بھی اچھی اور قابل نہ ہوگی اور جب اولاد اچھی نہ ہوئی تو قوم پروان کس طرح چڑھے گی۔

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فی صدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔“

(الازہار لذوات الخبصار صفحہ 391)

حضور رضی اللہ عنہ عورتوں کو مخاطب کر کے مزید فرماتے ہیں:

”یہ کام ہمارے بس کا نہیں بلکہ یہ کام تمہارے ہی ہاتھوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری مدد نہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون نہ کرو اور جب تک تم اپنی زندگیوں کو اسلام کے فائدہ کے لیے نہ لگاؤ گی اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“

(الازہار لذوات الخبصار صفحہ 392)

پیاری بہنو! آپ نے احمدی مستورات کی مذہبی، تعلیمی، ذہنی، فکری اور عملی ترقی کے لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپ نے مستورات کو بتلایا کہ وہ بھی بنی نوع انسان کا ایک جزو لاینفک ہیں اور قوموں کی ترقی و تنزل میں ان کا بھی ہاتھ ہے۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ ہے اگر عورتیں نیکی و تقویٰ میں آگے بڑھنے والی ہوں گی تو اولاد بھی نیکی و تقویٰ پر چلنے والی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ کی تعلیم و تربیت کے لیے جو لائحہ عمل اور اس عالمگیر تحریک کے لیے جو اغراض و مقاصد وضع فرمائے ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کا جذبہ کس قدر موجزن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے لئے جو نصب العین اور اغراض و مقاصد بیان فرمائے ان میں یہ امور بھی شامل تھے کہ

- اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔
- اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاً ان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں اور وہ خود اراکین انجمن کے لکھے ہوں تاکہ اس طرح علم کے استعمال کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔
- اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کے لئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ نے جماعت کی علمی ترقی میں جو کردار ادا کیا اس کی ایک جھلک یوں ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی پہلی رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 1924ء کے مطابق قادیان میں چار درس گاہیں کھولی گئیں پھر ان درس گاہوں میں پڑھنے والی آگے پڑھانا شروع کر دیتیں۔ اس طرح قادیان میں ایک تعلیمی انقلاب آگیا۔ گھر گھر میں قرآن پاک تو پہلے بھی پڑھایا جا رہا تھا اب باقاعدہ تعلیمی کوائف جمع کیے گئے۔ بڑی عمر کی عورتوں کو بھی اردو پڑھنا اور دستخط کرنا سکھایا گیا۔ اس طرح تعلیم بالغاں کے لیے ایک ایک ممبر کے ذمے ایک خاتون کو پڑھانے کا کام سونپ دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 17 مارچ 1925ء کو دارالمتعلمین میں باقاعدہ سکول کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

”یہ مدرسہ میرا ایک علمی درخت ہے۔ مجھے مدرسہ خواتین سے خاص طور پر محبت ہے اور میں اس مدرسہ کے لیے تڑپ رکھتا ہوں کہ جس غرض کے لیے جاری کیا گیا ہے وہ پوری ہو یعنی استانیات تیار ہوں جو اعلیٰ نسلوں کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکیں۔“

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 191)

پہلے یہ سکول پرائمری تھا۔ پھر مڈل تک بڑھایا دیا گیا۔ 1931ء میں پہلی دفعہ لڑکیاں انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئیں۔ 1936ء میں اس سکول میں عام مروجہ تعلیم رکھ کر اس کے بعد دو طرح کے نصاب رائج کیے گئے۔ ایک میں مروجہ تعلیم دوسرے میں دینیات اور سلسلہ کالٹریچر پڑھایا جاتا۔

(استفادہ از سلسلہ احمدیہ صفحہ 380)

پیاری بہنو! حضور نے فروری، مارچ 1923ء میں لجنہ میں تین لیکچرز دیے جن میں علم کی 82 اقسام گنوائیں۔ یہ میرا عقول تفصیل اس غرض کے لیے تھی کہ خواتین اپنے ذوق کے مطابق مضمون کا انتخاب کر لیں۔

حضور طالبات کا بہت خیال رکھتے اور خاص شفقت سے پیش آتے۔ ان کی تعلیمی کاوشوں کو سراہتے۔ آپ بنفس نفیس ان کو پڑھاتے اور سلسلے کے جید علمائے کرام کو معلم مقرر فرماتے تھے جو ان طالبات کو پڑھا کر مستقبل کی معلمات تیار کر رہے تھے۔ آپ کے ذہن میں عورتوں کو تعلیم دینے کے بہت سے منصوبے تھے۔

خواتین کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے ایک رسالہ مصباح 15 دسمبر 1926ء کو جاری کیا گیا۔ 16 ستمبر 1927ء کو امۃ الحی لا بیری قائم کی گئی۔ حضرت سیدہ ام طاہرہ اس کی انچارج تھیں۔

احمدی مستورات نے علمی اور عملی میدان نہایت تیزی اور عمدگی سے طے کیے۔

لجنہ اماء اللہ کے ابتدائی نصاب اور موجودہ نصاب کا موازنہ کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس مقام پر کیسے پہنچ گئیں۔ کیسے اتنے بڑے بڑے پروگرام ہو رہے ہیں۔ سب سے بڑا کام مجلس مشاورت کا انعقاد ہے جہاں لجنہ اماء اللہ کی ممبرات شامل ہو کر مستفید ہوتی ہیں۔ جلسے اور اجتماعات، اجلاسات، تربیتی تعلیمی کلاسز، نمائش کا انتظام غرض کہ ماشاء اللہ مستورات ہر کام میں فعال ہیں۔

1923ء اور 1924ء میں لجنہ کو صرف کلمہ با ترجمہ، نماز سادہ، لیسرنا القرآن اور با ترجمہ نماز کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور جن کو آتا تھا ان کو زیادہ تعلیم دی جاتی تھی۔ جو عورتیں بیعت کرنے آتی تھیں ان کو کلمہ تک نہیں آتا تھا۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 128)

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے عورتوں کے لیے پرائمری کی تعلیم لازمی قرار دی اور فرمایا:

”اگلے سال کے لئے یہی تجویز رکھی جاتی ہے کہ ہر جماعت اس امر کی پابند ہو کہ اس کی تمام عورتوں کو نماز باقاعدہ آتی ہو۔ یعنی وضو کرنا نماز کی حرکات، نماز کے الفاظ پورے طور پر آتے ہوں۔ ابھی ہم ترجمہ کی شرط نہیں لگاتے ہاں جو پڑھ سکیں نُوذُ عَلٰی نُوذِ ہے۔ مگر نماز اور اس کے قواعد کلمہ اور اس کے معنی ضرور ہر احمدی عورت کو سکھادیں۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 139)

یہ 1924ء کی مجلس مشاورت کے وقت نصاب متعین کیا گیا تھا جبکہ اب موجودہ دور میں نصاب کی تفصیل بیان کریں تو الحمد للہ مستورات کارکردگی اور ترقی پر نازاں و فرحاں ہیں۔ یہ نصاب اب مکمل ترجمہ القرآن تک پہنچ چکا ہے۔ مکمل با ترجمہ نماز، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، احادیث اور مقالہ نویسی وغیرہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ہر سال کوئی نہ کوئی سورۃ حفظ کے لیے مقرر کر دی جاتی ہے۔ جس میں لجنہ اماء اللہ شوق سے حصہ لیتی ہیں اور یاد کر کے سناتی ہیں۔ اسے اجتماع کے موقع پر باقاعدہ مقابلہ میں شامل کیا جاتا ہے اور پوزیشن لینے والی ممبرات لجنہ کو انعامات بھی دیے جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی لجنہ اماء اللہ کی ایک بہت بڑی خدمت قرآن ہے کہ اس نے لجنہ کو حفظ کرنے کی تحریک کی کہ وہ اپنے سینے اس نور سے روشن کریں تاکہ دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ کرنے میں بھی احمدی مستورات نے اہم کردار ادا کیا۔

پیاری بہنو! مسزناصرہ زومان آپ ایک ڈچ خاتون تھیں۔ خود قرآن مجید کی برکت سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔

1945ء میں لندن میں ایک Translation Bureall نے قرآن مجید کے آخری 300 صفحات کے ترجمہ کے لیے آپ کی خدمات حاصل کیں جو کہ آپ کے لئے ایک عیسائی خاتون ہونے کی وجہ سے بہت مشکل بلکہ ناممکن ہی تھا۔ کیونکہ نظریات کافر فرقہ بہت تھا۔ لیکن بعد میں آپ کو صرف تین سو صفحات ہی نہیں بلکہ پورے قرآن مجید کے ترجمہ کی سعادت مل گئی۔

ایک جرمن احمدی خاتون محترمہ قانتہ خان کا ایک عظیم الشان کارنامہ سویڈش زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے جو رہتی دنیا تک ان کا نام زندہ رکھے گا اور ان کے لیے قیامت تک ثواب کا موجب بھی ہوگا۔

(محسنات صفحہ 52)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

”اے میری عزیز بچیو! بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ پر۔ آپ نے پوری کوشش سے دنیوی علوم حاصل کرنے ہیں اور کسی سے بھی علم میں پیچھے نہیں رہنا۔ مگر آپ کی ہر کوشش کی جہت ایسی ہونی چاہیے جو آپ کو خدا کے قریب کر دے نہ کہ اس سے دور لے جانے کا موجب ہو۔ آپ کا زاویہ نگاہ درست ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی نگاہ کے شیشے میں کوئی نقص نہ ہو گا تو آپ خدا تعالیٰ کی ہر خلق اور ہر چیز میں اس کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ کُلُّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنِ ہر دن جو چڑھتا ہے اس میں ہم اپنے خدا کے نئے سے نئے جلوے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے صرف خود ہی حقیقی علم و عرفان حاصل نہیں کرنا بلکہ دنیا کے بچوں کو بھی علم سکھانا ہے۔ پس بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ آپ

ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق پائیں۔ پس اپنے زاویہ نگاہ کو درست رکھتے ہوئے علم سیکھو اور بڑھ چڑھ کر سیکھو اور پھر اسے دنیا میں پھیلاؤ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بنتے چلے جاؤ“

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 43)

جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انعامات اور میڈل لینے کے لئے احمدی بچوں اور بچیوں کی لمبی قطاریں جماعتی علمی ترقی کی نماز ہیں۔

پیاری بہنو! کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حقیقی طور پر خدا کی خدمتگار کنیزوں کی تنظیم بن سکیں اور ہماری جان اور ہمارے اموال، ہماری اولادیں اور ہمارے جذبات، ہماری کوششیں اور ہمارے احساسات ہمیشہ جماعت کی ترقی کے لئے وقف رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علمی ترقی عطا کرے تا ہم ہر لحاظ اور ہر معنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ثابت ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ بالتعاون زاہد محمود)



تقریر

ہیں دین کی ناصرات ہم، بہار کائنات ہم

(ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے اغراض و مقاصد)

خدا کی ناصرات یہ جماعت، دیں سکھائے گی
صراط حق پہ اک دن ساری دنیا کو چلائے گی

میری تقریر کا عنوان ہے ”ہیں دین کی ناصرات ہم، بہار کائنات ہم“

دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے اغراض و مقاصد

پیاری بہنو! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جب لجنہ اماء اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی تو کچھ عرصہ بعد لجنہ اماء اللہ میں 7 سال سے 15 سال کی بچیوں کو ناصرات الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ میں 7 سال سے 15 سال کے بچوں کو مجلس اطفال الاحمدیہ کا نام دے کر الگ کر دیا۔ مجلس انصار اللہ میں 40 سال سے 55 سال کے انصار کو صف دوم کا نام دے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1973ء میں الگ کر دیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر تعلیم و تربیت کے لیے چھوٹے یونٹس ہوں تا تربیت و اصلاح کا کام تیز ترین بنیادوں پر باحسن طریق ہو سکے۔

پیاری ناصرات! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اطفال الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے یا مجلس خدام الاحمدیہ سے اس کو الگ کرتے وقت فرمایا تھا کہ آج میں جماعت احمدیہ کی عمارت کی چاروں دیواریں مکمل کر رہا ہوں یعنی لجنہ اماء اللہ و ناصرات 2۔ مجلس انصار اللہ 3۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور نمبر 4 مجلس اطفال الاحمدیہ۔

حضورؐ کا ذیلی تنظیموں کو جماعتی عمارت کی دیواریں قرار دینے میں جہاں بہت سی حکمتیں ہیں وہاں ان ذیلی تنظیموں کو ان مفوضہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا تھا۔ کسی عمارت کی مضبوطی کے لیے دیواروں کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ جہاں تک جماعت کی عمارت کی دیوار لجنہ اماء اللہ کا تعلق ہے جس کا ایک حصہ ناصرات الاحمدیہ ہے۔ اس دیوار کو مضبوط رکھنے اور اس کی مرمتوں میں ناصرات الاحمدیہ کا بھی بہت عمل دخل ہے۔ یہی وہ بچیاں ہیں جن کی گودیں مستقبل میں علمی و تربیتی درس گاہیں بننی ہوتی ہیں۔ یہی وہ اسٹیشن ہے جہاں سے باوقار اور باکردار ممبرات لجنہ، انصار اور خدام تیار ہوتے ہیں جو نیکی، تقویٰ اور خلوص کا روپ دھار کر مستقبل کی مائیں بن کر ہونہار اور وفا شعار دیوانے جماعت کی گود میں دیتی ہیں۔

پیاری بہنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے ہاں دو بیٹیوں نے جنم لیا اور اُس نے اُن کی بہترین اصلاح و تربیت کی تو میں اور ان بچیوں کے والدین جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوں گے جیسے تشہد اور وسطی انگلیاں جب آپس میں ملتی ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو آپس میں ملا کر دکھلایا۔ بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے دو ہی طریق دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بچے کی اچھی تربیت صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ ماحول میں بسنے والے ارد گرد کے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اسی لیے ایک غیر از جماعت دوست نے جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں میں تعلیم و تربیت کے نظام کو دیکھ کر اس امر کا اظہار کیا کہ آپ احمدی بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کے ہاں

جب بچہ باہر کے دروازہ کی دبلیز کو عبور کرنے کے قابل ہوتا ہے تو بچے کو اطفال الاحمدیہ اور بچی کو ناصرات الاحمدیہ والے اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں اور یوں گھر میں والدین تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور گھروں سے باہر جماعتی نظام حرکت میں آجاتا ہے۔ یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی تعمیل میں جہاں ماں باپ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں وہاں جماعتی نظام کے تحت بہت سی خادما میں بھی بچیوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کر کے یہ ارفع مبارک مقام پار ہی ہیں۔

پیاری بہنو! تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت مصلح موعودؑ کی بیٹی مکرمہ صاحبزادی امۃ الرشید مرحومہ بیان کرتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد جب ممبرات لجنہ اپنے اجلاس کے لیے اکٹھی ہوتیں تو ہم بچیاں باہر کھینتی رہتیں۔ ایک دفعہ میں نے ان بچیوں کو اکٹھا کر کے لجنہ کے اجلاس والے کمرہ کے باہر بچھے تخت پوش پر سب بچیوں کو بٹھا کر ان کا اجلاس شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مصلح موعودؑ کا وہاں سے گزر ہوا اور پوچھا۔ کیا ہو رہا ہے؟۔ میں نے عرض کی کہ ہم چھوٹی لجنہ ہیں اور ہم اپنا اجلاس کر رہی ہیں۔ آپؑ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ہمیں ناصرات الاحمدیہ یعنی ”احمدیت کی مددگار بچیاں“ نام دیا۔

سامعات! اس کے مقاصد میں سے ایک یہ تھا کہ جب بچی 15 سال کی عمر کو پہنچ کر لجنہ کا حصہ بنے تو اس کی بنیادی تربیت اس درجہ تک ہو چکی ہو کہ بالغ عمری میں وہ عورتوں کو دینی اور دنیاوی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرے اور معاشرے میں ان کے کھوئے ہوئے حقوق کے حق میں آواز بلند کرے اور اپنے عمل سے ان کو ان کا مقام و مرتبہ یاد دلائے جو اسلام نے انہیں عطا کیا ہے۔ اس کے نصب العین میں حیا، لباس، رہن سہن اور آداب زندگی میں شائستگی اختیار کرنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناصرات کو Modesty is the part of Faith کا ماٹو دیا ہے۔

پیاری بہنو! ناصرات الاحمدیہ نے ہمیشہ لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ ہر کام میں تعاون اور ہر مقصد کو پانے کے لیے اپنے وقت اور مال کی قربانی پیش کی ہے اور کرتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد خدیجہ برلن، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن، مسجد فضل لنڈن اس بات کی گواہ رہیں گی کہ ان کی تعمیر میں لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ جماعت احمدیہ کی ننھی کلیوں ناصرات الاحمدیہ کی پاکٹ منی اور عیدیوں کا حصہ شامل ہے اور انہوں نے اپنی کجیاں توڑ کر جمع پونجی مساجد کی تعمیر میں ادا کیں۔ ہر قربانی اپنے ساتھ پھل پھول لاتی ہے جماعت احمدیہ کی یہ چھوٹی کلیاں جن کے ابھی کھیلنے اور کھانے کے دن ہوتے ہیں اپنے عہد کے ان الفاظ اور بڑی ذمہ داریوں کو جب مل کر دہراتی ہیں کہ وہ اپنی آئندہ آنے والی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے نصب العین کا تعین کر رہی ہوتی ہیں اور یہ اعلیٰ مقاصد انہیں سوسائٹی کی بے راہ رویوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(لجنہ اماء اللہ کے سوسال صفحہ 202، روزنامہ الفضل آن لائن 3 اگست 2022ء)

میری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ آسٹریلیا کی Virtual ملاقات مورخہ 19 دسمبر 2020ء میں ناصرات کی تربیت کے بارے میں فرمایا:

”شروع میں ہی بچیوں کو بتائیں کہ تمہارا لباس حیا دار ہونا چاہیے۔ جب وہ بڑی ہوں اور لجنہ میں شامل ہوں تو پھر ان کو پتہ ہو کہ حیا دار لباس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ جو بچپن سے ٹریننگ دیں گی تو تبھی وہ معیار کبیر کی ناصرات بن کر اور لجنہ میں آکر حیا دار لباس پہنیں گی۔ ان کو بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ناصرات کی عمر میں لجنہ کے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں اس لیے ابھی سے تربیت کر لیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ ان کو پتہ ہونا چاہیے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ میں کیوں احمدی ہوں؟ میرا ایمان کیا ہے؟ میری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہمارے پاس حدیث ہے قرآن بھی ہے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے تو مسیح موعودؑ کیوں آئے اور کس لیے آئے؟ یہ چیزیں بچپن سے ہی ذہنوں میں ہونی چاہیں۔ بڑے مسائل تو لوگ سیکھ لیتے ہیں مگر جب یہ بنیادی چیزیں ہوں گی تو وہ آگے بڑھ سکیں گی اس کے بعد دیکھیں گی کہ

آپ کی لجنہ کی اگلی نسل جو آئے گی وہ اس سے بھی بہتر ہوگی جو موجودہ لجنہ کی نسل ہے۔“

(لجنہ اماء اللہ کے سوسال صفحہ 203-204، روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ 3 اگست 2022ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ناصرات کی کماحقہ تربیت کے فرائض ادا کرنے کی توفیق دے اور ناصرات کو ان تمام امور پر عمل کر کے خلیفۃ المسیح کی تمنا پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

لجنہ اماء اللہ اور خلافت

اے شمعِ خلافت کے پروان !
گوش بر آوازِ آقا بن جاؤ
اللہ کرے تا بندہ ہو ہر نسل ہماری
اللہ کرے اخلاص کے بہتے رہیں دھارے
تا عمرِ خلافت کا ہو سایہ یونہی پھیلا
بیٹھیں جہاں بے تاب ہم اور بچے ہمارے

پیاری بہنو! خدا تعالیٰ کے فضل سے خلفاء کرام کے ہر دور میں خلافت سے وابستہ ہو کر لجنہ اماء اللہ کا یہ قافلہ ترقی کی جانب بڑھتا رہا ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو ممبرات لجنہ نے خلیفہ وقت کی طرف سے پیش کردہ ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے ہیں۔

مالی قربانی ایسی قربانی ہے جو اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ممبرات لجنہ اماء اللہ نے ہر تحریک میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد سب سے پہلی مالی تحریک جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے احمدی مستورات کیلئے کی گئی وہ مسجد برلن کی تحریک تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:

”یورپ میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانوروں کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہو گا کہ اس وقت اس شہر میں جو دنیا کا مرکز بن رہا ہے اس میں مسلمان عورتوں نے جرمنی کے نو مسلم بھائیوں کیلئے مسجد تیار کروائی ہے تو..... کس قدر شرمندہ اور حیران ہو گئے“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 96)

پیاری بہنو!! حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مقررہ مالی قربانی کے احاد سے بڑھ کر لجنہ اماء اللہ نے قربانی اپنے پیارے خلیفہ کے حضور پیش کی۔

مسجد برلن بعض وجوہات کی بناء پر تعمیر نہ ہو سکی لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ فرمایا کہ مسجد برلن کے لئے جمع شدہ رقم مسجد لندن کی تعمیر پر لگا دی جائے۔ اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ جو کام مسجد برلن کے لئے تحریک کے ساتھ شروع ہوا تھا وہ مسجد فضل لندن کی شکل میں اختتام پذیر ہوا۔ جو سارے یورپ اور انگلستان میں پہلی مسجد تھی اور ہمیشہ کے لئے احمدی خواتین کی تصویری داستان ہے۔ جہاں جہاں اس مسجد کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچے گا وہ ساتھ ہی اس زمانے کی خواتین کی قربانیوں کی داستان بھی دہرائے گا اور ہر طرف سے ان پر سلامتی کی بارش ہوگی۔ ساتھ ہی یہ مسجد لجنہ اماء اللہ کے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کا ایک Symbol بھی ہے۔

پیاری بہنو! مسجد قصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کی توسیع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 23 دسمبر 1938ء کو ایک تحریک کی کہ ہر کمانے والا دس روپے فی کس کے

حساب سے چندہ دے اور جن عورتوں کی کوئی آمدنی نہیں اور بچے بھی صرف ایک پیسہ فی کس چندہ دیں تاکہ جماعت کا کوئی فرد اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے جذبہ قربانی کا یوں تذکرہ فرمایا:

”جب میں نے اس کے متعلق خطبہ پڑھا تو باوجود یہ کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ اس تحریک میں دس روپے سے زیادہ کسی سے نہ لیا جائے گا پھر بھی ایک عورت نے اپنی دو سو روپے کے قریب مالیت کی چوڑیاں اس فنڈ میں داخل کرنے کے لئے مجھے بھیج دی ہیں جو میں نے بزور واپس کیں اور کہا کہ آپ اس میں دس روپے تک ہی دے سکتی ہیں۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 491)

12 مئی 1950ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں خطبہ جمعہ میں مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ کے لئے مستورات سے چندہ کی تحریک فرمائی۔ مستورات کے ذمہ 60 ہزار روپے جمع کرنے کی تحریک ہوئی بعد میں خرچ بڑھ گیا تو اس چندے میں کل 1,75,000 روپے خرچ ہوئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عورتوں کی اس قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”ہالینڈ کی مسجد کے متعلق عورتوں میں تحریک کی گئی تھی۔ انہوں نے مردوں سے زیادہ قربانی کا ثبوت دیا ہے..... اگر اسلامی قانون کو دیکھا جائے تو عورت کی آمد مرد سے آدھی ہونی چاہئے..... پس اگر مردوں نے چالیس ہزار روپیہ دیا تھا تو چاہئے تھا کہ عورتیں بیس ہزار روپیہ دیتیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مردوں نے اگر ایک روپیہ چندہ دیا تو عورتوں نے سو روپے کے قریب دیا ہے“

(روزنامہ الفضل ربوہ 20 دسمبر 1951ء)

پیاری بہنو! مسجد نصرت جہاں کو پن ہیگن ڈنمارک تیسری مسجد خالصتاً عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی گئی۔ 27 دسمبر 1964ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے قدرتِ ثانیہ کے دورِ ثانی پر 50 سال گزرنے پر بطور نذرانہ ڈنمارک کے دار الخلافہ کو پن ہیگن میں ایک مسجد کی تعمیر کی پیش کش کی۔ اس مسجد کے لئے صرف خواتین نے چھ لاکھ چھ ہزار چھ سو چھبیس کی رقم جمع کر کے عظیم الشان مالی قربانی کا ثبوت فراہم کیا۔

25 دسمبر 1972ء کو لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال کا جشن منانے کے لئے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے 1968ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کئے جانے کی تحریک کی۔ علاوہ ازیں ایک وسیع دفتر لجنہ تعمیر کیا جائے نیز لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تاریخ لکھی جائے۔ اس تحریک کو ”تحریک خاص“ کا نام دیا گیا۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے لجنہ عالمگیر کی طرف سے دو لاکھ روپے کا گراں قدر عطیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے یہ رقم جدید پریس میں لگانے کا ارشاد فرمایا تھا تاکہ اس پریس میں ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن مجید چھپتا رہے اور ثواب لجنہ اماء اللہ کو ملتا رہے۔

”صد سالہ جوہلی فنڈ“ کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک عالمگیر منصوبہ کا اعلان فرمایا تاکہ جماعت احمدیہ اپنا سو سالہ جشن شایان شان طریق سے مناسکے۔ حسب معمول اس فنڈ میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی جوش و خروش سے حصہ لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ثبات قدم کے ساتھ مالی قربانیوں کے میدان میں مسابقت کی روح لئے ہوئے رواں دواں ہیں۔

پیاری بہنو! خلافتِ ثالثہ کے دور میں پہلا لجنہ وناصرات کے اجتماع اکتوبر 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

”لجنہ اماء اللہ کا قیام اس غرض سے ہے کہ تا احمدی مستورات اور احمدی بہنیں اپنی زندگی منظم ہو کر اس طرح گزاریں کہ ان کے قدم ہمیشہ جنت کی زمین کو چومنے والے ہوں اور جہنم کی زمین اور جہنم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکالیف کا جھونکا تک بھی ان تک نہ پہنچنے پائے۔ خلافتِ ثالثہ میں ہونیوالے چند انقلابی اقدام جن کا اعلان حضور نے پہلے اجتماع میں اور اسکے بعد کچھ مواقع پر فرمایا، قارئین کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ 1. جماعت احمدیہ کے لئے اشاعتِ اسلام اور قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مجاہدہ کے بہت سے میدان ہیں جن کے لئے ہر احمدی مرد اور عورت سے وقف کی قربانی مانگتے ہیں 2. اور چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر میدان میں کچھ ایسے فدائی اور جاں نثار مہیا کریں 3..... آپ ان کو ایسے رنگ میں پالیں اور تربیت دیں کہ وہ میدان مجاہدہ میں بے نفسی، فدائیت اور ایثار کے ساتھ کویں 4..... اپنے بچوں کو اٹھنی ماہوار دینے کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ حضور نے اس موقع پر قرآن کریم سیکھنے سکھانے سمجھنے اور

دوسروں کو سمجھانے کے قابل بنانے کے متعلق بھی اپنی مہم کا ذکر فرمایا 5۔ حضورؐ نے مزید فرمایا: اپنی زندگیوں میں سے ان رسوم کو اور بد عادات کو یکسر اور یک قلم مٹادیں۔ 6۔ تمہاری زندگی میں کوئی اسراف نہیں ہونا چاہئے۔

(تاریخ لجنہ جلد سوم، صفحہ 410-411)

1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناصرات کو قرآن حفظ کرنے کی تحریک کی۔ افراد جماعت کے ساتھ لجنہ کو بھی سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات یاد کرنے کی تحریک کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں بہت سے بیرون از پاکستان دورے کئے گئے۔ جن میں، مغربی افریقہ، امریکہ، ماریشس، سویڈن، ڈنمارک، ناروے، انگلینڈ کے ممالک شامل ہیں۔ حضورؐ جس ملک میں بھی گئے لجنہ کے ساتھ خصوصی خطاب فرمائے اور لجنہ اماء اللہ کو بد رسوم سے دوری، قرآن سیکھنے اور سکھانے پر بچوں کی تربیت اور پردے پر بھرپور نصح فرمائیں۔ لجنہ اماء اللہ نے اپنے پیارے امام کی تمام تحریکات میں پورے جو جذبہ اور اخلاص سے حصہ لیا۔

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ رحمہ اللہ کو جب پاکستان کے مخدوش حالت کے سبب انگلستان ہجرت کرنی پڑی تو لجنہ اماء اللہ نے اس وقت بھی خلافت کے ساتھ اطاعت اور وفاداری کی تاریخی مثالیں قائم کی ہیں۔ اور حضورؐ نے یورپ میں دوماکز قائم کرنے کی تحریک فرمائی

تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ نے حضورؐ کی آواز پر کَبَّيْكَ کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور احمدی بچیوں نے اپنی کھیاں توڑ کر مالی قربانی کی۔

خلافتِ رابعہ میں تراجم کی طرف خاص توجہ تھی۔ مختلف زبانوں میں لجنہ نے مسلسل رواں ترجمہ کی طرف توجہ دی۔ نوجوان لڑکیوں اور بڑی عمر کی لجنہ نے بھی رواں خطابات اور خطبات کا ترجمہ کرنے میں محنت اور لگن سے مہارت حاصل کی اور جماعت کی خدمت میں لگی رہیں۔ بہت سی کتب، تفسیر القرآن اور قرآن کے جزوی طور پر تراجم کرنے کی سعادت لجنہ کے حصہ میں آئی۔ امریکہ کی خواتین کی ایک ٹیم کو حضورؐ نے دیباچہ تفسیر القرآن کا انڈیکس تیار کرنے کا کام دیا۔ پرنگالی زبان میں ایک خاتون محترمہ امینہ صاحبہ (برازیل) نے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلے میں شاندار کام کرنے کی مثال قائم کی اور پرنگالی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کیا۔ اس عظیم کام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان خاتون کو پہلی احمدی مشنری خاتون کے لقب سے نوازا۔ لجنہ غانا کے متعلق بھی حضورؐ نے فرمایا کہ

”میں غانا لجنہ کے اس کام سے بہت خوش ہوں بہت عمدگی سے لجنات اور بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ خصوصاً غانا میں مشرق سے لے کر مغرب تک یہ کام ہو رہا ہے“

(محسنات صفحہ 53-54)

پیاری بہنو! اس کے علاوہ ہومیو پیٹھی کتاب کی تصنیف بھی حضورؐ کے ارشاد پر لجنہ لندن نے کی۔ خلافتِ رابعہ میں وقفِ نو کی تحریک کا اعلان کیا گیا۔ جس میں نو بیابتا بچپوں اور دیگر خواتین نے جماعت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو وقفِ نو کی تحریک میں شامل کیا۔ اس تحریک کے ذیل میں سینکڑوں بچیاں وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ خلافتِ رابعہ کے اور بہت سے احسانات کے ساتھ لجنہ اماء اللہ پر ایک اور بڑا احسان مریم شادی فنڈ کی تحریک کا ہے۔ اس تحریک سے سینکڑوں بچیوں کے جہیز بنائے گئے۔ اللہ کے فضل سے یہ کام ہمیشہ جاری رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں 1992ء میں خواتین سے خطاب میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”میں نے اپنے دور میں جو تحریکیں کی ہیں، ان کے نتیجے میں میں جانتا ہوں کہ اتنی عظیم الشان قربانیاں احمدی خواتین نے کی ہیں اور خاموشی کے ساتھ کی ہیں، بعض دفعہ ان کے خط پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آ جایا کرتے تھے، میں دعا کیا کرتا تھا کہ کاش! میری اولاد میں سے بھی ایسی بیٹیاں ہوں۔ جو اس شان کے ساتھ اس پیار کے ساتھ اللہ کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دینے والی ہوں۔“

پیاری بہنو! اللہ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ پر دوسری قدرت کے پانچویں مظہر کا سایہ ہے۔ لجنہ اماء اللہ تمام دنیا میں ایک مضبوط تنظیم بن کر دوسو سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے، جو قدم قدم چلتے چلتے ایک ادارہ بن چکی ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی توجہ مسلسل اس ادارے کے ساتھ ہے۔ وہ بچیاں جو خلافتِ رابعہ کی تحریک سے وقفِ نو نہیں اور بن رہی ہیں ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب ان بچیوں کی ساری ذمے داری خلافتِ خامسہ کے کاندھوں پر ہے۔ مسلسل نظام کے تحت ان سے رابطہ اور انکو آئندہ زندگی

کے لئے guide بھی کیا جاتا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور پیشہ کا انتخاب بھی خلیفہ کے مشورے اور اجازت سے ہوتا ہے۔ اب تک کی جو تحریکات جاری ہو چکی ہیں، ان کو احسن طریق سے جاری رکھنا اور ترقی دینا بھی حضور انور کے عظیم کاموں میں سے ایک ہے۔ لجنہ اور واقعات نو بچیوں کے رسالہ جات کا اجرا کیا گیا، حضور انور نے لجنہ اور ناصرات کے لئے تربیل القرآن آن لائن کا اجرا بھی کیا تاکہ دور دراز کے ممالک میں بیٹھی لجنہ مر بیان سے ترجمہ اور تربیل سیکھ سکیں۔ حضور انور نے لجنات کو انفرادی اور ذاتی کتب لکھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

پیاری بہنو! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ اور دنیا بھر کی لجنہ و ناصرات کے ساتھ ہمیشہ سے ہی شفیق باپ والا سلوک رکھا۔ بذریعہ خطوط بھی اور ملاقات بھی، خصوصاً چھوٹی عمر کی لجنہ جن کو اپنی زندگی کے فیصلوں کے لئے خلیفہ وقت کی راہنمائی اور نصائح کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور انور نے COVID-19 کے دنوں میں دنیا بھر کے بیشتر ممالک سے لجنہ و ناصرات کی آن لائن سوال و جواب کی میٹنگز کیں۔ لجنات و ناصرات کے لئے ایسے حالات میں اپنے پیارے خلیفہ سے ملاقات ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں

”نبی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک جو ان سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں“

(خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2004ء)

حضور ایدہ اللہ نے لجنہ کے لئے بہت سی تربیتی تحریکات کا اعلان کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بدر سوم ترک کرنے کی تحریک فرماتے ہوئے فرمایا:

”عورتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے علاقہ یا ملک کی رسموں کے پیچھے نہ چل پڑیں۔ بلکہ جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں، جس میں ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

ان کے علاوہ حضور نے لجنہ اماء اللہ کو شادی بیاہ کے موقع پر لغویات سے بچنے کی تحریک اور جادو اور ٹونے ٹونکے سے بچنے کی تحریکات بھی کیں۔

پیاری بہنو! ناروے میں ایک مسجد کے لئے جگہ خریدی گئی مگر کچھ وجوہات کی بنا پر اس پر کام نہ ہو سکا تو حضور نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ ”یاد رکھیں اگر آج آپ نے یہ موقع ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مساجد اس ملک میں بن جائیں گیں۔ لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں اس جگہ سے گزرتے ہوئے اس طرح یاد کریں گیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقع ملا۔ لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا۔“

(الفضل 14 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کی بات میں اتنا اثر ڈالا کہ ناروے کی لجنہ جو اس وقت محض چار سو کے لگ بھگ ہو گی اور ان میں سے جب کرنے والی ممبرات گل تجنید کی نصف سے بھی کم ہو گئیں نے حضور کے اس فرمان کو چیلنج سمجھ کر قبول کیا، ایسے جیسے لجنہ اماء اللہ ناروے کے دل و دماغ میں کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ نوبیا ہٹا لڑکیوں نے اپنا سارے کا سارا زیور مسجد کے لئے دے دیا، صرف یہی نہیں سال بھر میں مختلف قسم کے پروگرامز کر کے کھانے بنا، بنا کر بیچے۔ لجنہ اماء اللہ کی قربانیاں اور محنتیں رنگ لے آئیں اور 2010ء میں اللہ کے فضل سے مسجد مکمل ہو گئی۔

سامع! یہ وہ چند تحریکات کا ذکر تھا جن میں لجنہ اماء اللہ نے خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایثار و قربانی کے بے مثال نمونے دکھائے۔

پیاری بہنو! آخر میں حضور انور ایدہ اللہ کے دو اقتباس پیش کر کے اپنی گزارشات کو ختم کرتی ہوں۔

گوئے مالا کے جلسہ سالانہ 2013ء کے موقع پر اپنے پیغام میں نصیحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت اور نظام خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق پیدا کریں۔ آج اسلام کا غالبہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس مقدس و

بابرکت نظام کے معین و مددگار بن جائیں اور آنے والی نسلوں کو بھی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں۔“

(روزنامہ الفضل 14 مارچ 2014ء)

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت جو بلی 2008ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ

”میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے نگی تلواریں بنا کر کھڑا کرے گا“

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو پیارے خلیفۃ المسیح کی ہر آواز اور ہر تحریک پر لبیک کہنے اور پورے اخلاص سے عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ بالتعاون زاہد محمود)



*** تقریر ***

لجنہ کی تنظیم بھائی چارے کا ایک جذبہ پیدا کرتی ہے

اسلام	کی	خدمت	سے	معمور	کیا	ہم	کو
پھر	اس	پہ	بتا	دی	ہے	اک	عادت
پہنچتی	ہو	گر	ہم	میں	کام	آتی	ہیں
ہو	سچی	لگن	اپنی	اور	سوچ	بھی	پیرانہ

آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ لجنہ کی تنظیم بھائی چارے کا ایک جذبہ پیدا کرتی ہے

پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

(الحجرات: 11)

کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔

اسلام وہ آفاقی مذہب ہے جس کی اساس احترام انسانیت اور آپس کے بھائی چارے پر ہے۔ انسانی حقوق کا جتنا پاس اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے اس کی مثال، اس کی نظیر اور کسی تعلیم میں نہیں ہے۔ اسلام سے قبل معاشرہ خلفشار اور افتراق کا شکار تھا۔ ہر طرف ظہور انفساد فی النہر والنبہ کا دور دورہ تھا۔ احترام آدمیت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد اسی معاشرہ میں بسنے والے لوگ بااخلاق ہوتے گئے، باخدا بنے اور خدا نما ہوتے گئے۔ طبقاتی نظام ختم ہوا اور آنحضرت ﷺ نے ان تمام کو بھائی بھائی بنا دیا۔

حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں خوب اچھی طرح سے پوسٹ کر کے (یوں بنا کر) بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لیے اس طرح تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ)

پیاری بہنو! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اخوت و محبت کو ایک جسم کے مختلف اعضاء سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت و شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے۔ اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

پھر اللہ تعالیٰ مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے مزید فرماتا ہے۔

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۗ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

(ال عمران: 104)

اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

معزز سامع! اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت اور وحدت کا ذریعہ حبْلِ اللہ کی صورت میں اتارا ہے۔ یہ حبْلِ اللہ کیا ہے؟ اس سے مراد دین اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مقدس وجود بھی ہے اور مسیح پاک کا وجود بھی جن کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا۔ جنہوں نے اپنی پاکیزہ تعلیم میں ہمیں نصیحت کی ”تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12-13)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہو تاہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 82-83)

پیاری بہنو! پھر اس سے مراد خلافت احمدیہ بھی ہے جس کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہماری ترقی، وحدت کا واحد ذریعہ ہے۔

اور اسی کی بدولت جماعت کی خواتین کو ایک ایسا انتظامی ڈھانچہ ملا جس نے جماعت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ کیونکہ خواتین کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؑ نے لجنہ کی تنظیم کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا

”اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفہ وقت ہو اس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مد نظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحاد جماعت کے بڑھانے کے لئے ایسی ہی کوشاں رہو جیسے کہ ہر مسلمان کا فرض قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمایا ہے اور اس کے لئے ہر قربانی کو تیار ہو۔“

آج بلاشبہ تنظیم لجنہ پوری جانفشانی کے ساتھ ان مقاصد کے حصول کے لئے بلا تخصیص رنگ و نسل، قوم و ملت، زبان و کلچر وحدت کی لڑی میں جڑ کر بہترین خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا عملی اظہار ہمیں جماعتی اجلاس، میٹنگز اجتماعات اور جلسہ سالانہ میں بارہا دیکھنے کو ملتا ہے۔

پیاری بہنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کے امن و سکون کو قائم رکھنے اور محبت اور پیار اور بھائی چارے کو بڑھانے کے لیے بہت ساری نصائح فرمائی ہیں ایک موقع پر فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے اکیلا اور تنہا چھوڑتا ہے۔ فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے اس کی ضروریات پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مصائب میں سے ایک مصیبت اس کی کم کر دے گا اور جو کسی کی ستاری کرتا ہے پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی ستاری فرمائے گا۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم)

معزز سامع! اس مادیت اور نفسا نفسی کے دور میں جہاں پر بسا اوقات ہمیں انسانیت سے گرے ہوئے معیار دیکھنے کو ملتے ہیں جنہوں نے انفرادی سطح پر گھروں اور اجتماعی طور پر معاشرہ کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج احمدی خواتین نہ صرف اپنی آئندہ نسلوں کی بہترین رنگ میں تربیت کرنے والی ہیں بلکہ تنظیم لجنہ اماء اللہ کے تحت مختلف شعبہ جات میں ایک دوسرے کے ساتھ امداد باہمی سے فلاح و بہبود کے کاموں میں نہایت موثر کردار ادا کر رہی ہیں جو کہ بھائی چارے کی ایک عمدہ مثال ہے۔ خلافت احمدیہ کے پلیٹ فارم پر اور لجنہ اماء اللہ کے علم تلے دنیا بھر کی لاکھوں ممبرات لجنہ اور ناصرات متحد ہیں۔ ان کی آواز ایک ہے، ان کے عزائم ایک ہیں، ان کا نعرہ ایک ہے اور ایک ہی قسم کا روحانی نوالہ لے کر پھول پھل رہی ہیں۔ اپنے اللہ سے پیار کرنے والیاں، اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو حرز جان جاننے والیاں اور اپنے روحانی باپ خلیفۃ المسیح سے یکجائی طور پر رازدالیے والیاں آج دنیا میں غالب آنے کا عزم لئے ایک قافلہ کے تحت آگے بڑھ رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرمادیے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔“

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مزید آپس میں اخوت اور بھائی چارہ کے نظام کو فروغ دیں۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی اور ایثار کرنا سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ خلافت کے زیر سایہ اس جبل اللہ کو تھامے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارے دلوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو۔ آمین۔

طالب دعا

(در شمیم احمد آصف۔ جرمنی)



تقریر

سوشل میڈیا کا استعمال اور لجنہ کی ذمہ داریاں

پیاری بہنو! آج مجھے سوشل میڈیا کے استعمال اور لجنہ کی ذمہ داریوں پر گفتگو کرنی ہے۔

آج کے سائنس، انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے دور میں انسان نے دماغ کو استعمال میں لاکر اپنی سہولت اور آسائش کی خاطر ایسی ایجادات کر لی ہیں کہ ایک بٹن دبانے سے یہ تمام سہولتیں ایک باندی کی طرح ہاتھ باندھ کر انسان کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ جہاں ان سہولتوں نے انسان کے لئے زندگی کا سفر آسان کر دیا ہے وہاں ان کے غلط، بے جا اور ضرورت سے زیادہ استعمال نے انسان کی جسمانی اور روحانی صحت جیسے اخلاقیات پر تہر کا کام کیا ہے۔

ہم مثال کے طور پر الیکٹرانک مصنوعات کو پیش کر سکتے ہیں۔ جن کی ایجاد سے انسان کو بے پناہ سہولتیں ملی ہیں مگر وہ انسان کی مادی صحت کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور روحانیت کو تباہ کر رہی ہیں۔ ان میں سے ایک موبائل فون ہے۔ وائی فائی اور انٹرنیٹ ہے۔ گوگل اور فیس بک جیسے مہلک ہتھیار ہیں جو ایک انسان کو دیکھ کر طرح چاٹ رہے ہیں ان سب کے مجموعے کو سوشل میڈیا کا نام دیا گیا ہے۔ ان تمام کی ایجاد نے پوری دنیا کو ”گلوبل ویلج“ بنا دیا ہے۔ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے پوری دنیا میں جہاں چاہیں، جب چاہیں، جس سے چاہیں فوراً اپنے عزیز واقارب سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ دوسروں کی خیریت اور حال احوال دریافت کر سکتے ہیں اور اپنی خیریت سے مطلع بھی کر سکتے ہیں۔

اس مادی آرام اور سہولت کے ساتھ ساتھ اس ایجاد نے انسان کی ذہنی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے اور بسا اوقات انسان اپنے موبائل سیٹ میں یا اس کے فنکشنز اور اپنے دیگر Gadgets میں اس قدر گم ہوتا ہے کہ ساتھ بیٹھے آدمی کو وقت بھی نہیں دے پارہا ہوتا۔ بلکہ آج کل ایک لطیفہ واٹس ایپ پر گردش کر رہا ہے کہ ایک آدمی اپنے موبائل میں گم پڑوسی کے گھر داخل ہو کر کھانا طلب کرتا ہے ادھر پڑوسن اپنے موبائل میں گم بغیر دیکھے اپنا خاندان سمجھتے ہوئے پوچھتی ہے کہ آپ دفتر سے جلدی آگئے۔ ابھی یہ دونوں میں مکالمہ چل رہا تھا کہ گھر کا اصل مالک اپنے موبائل پر چیٹنگ کرتا گھر میں داخل ہوتا اور اپنے پڑوسی کو گھر میں پا کر فوراً sorry بولتا اور یہ کہتا اپنے ہی گھر سے باہر چلا جاتا ہے کہ یہ تو پڑوسی کا گھر لگتا ہے۔

سامعات! الغرض یہ ہم لوگوں نے اس کو عادت ہی بنا لیا ہے اور یہ ہمارے لوگوں میں اتنا رچ بس گیا ہے کہ جب بھی ہم گھر سے باہر جانے لگتے ہیں تو جس طرح مرد حضرات اپنے Wallets کو ساتھ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہاں موبائل فون پر فوراً ہاتھ پڑتا ہے۔ خواتین باہر جانے کے لئے اپنے پرس کو جب پکڑتی ہیں تو فوراً موبائل کی طرف بھی دھیان جاتا ہے۔ اسی طرح طالب علم جب اسکول یا کالج جانے کے لئے کتب و کتابیاں اکٹھی کر رہا ہوتا ہے تو اپنے موبائل فون سیٹ کو بھی اپنی کتب کا حصہ سمجھتے ہوئے پہلے ان کو ساتھ رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان اور موبائل کا ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے جب وضو کر کے ٹوپی کو پکڑتا ہے تو ساتھ ہی موبائل کو جیب میں ڈالتا ہے اور بسا اوقات اُسے Silent کرنا بھی بھول جاتا ہے اور نماز کے دوران ہی جب وہ اس دنیا سے منقطع ہو کر اپنے خالق حقیقی کے دربار میں پہنچا ہوتا ہے موبائل بول اٹھتا ہے اور اگر نماز باجماعت ادا ہو رہی ہو تو اپنی نماز کے علاوہ دیگر نمازیوں کی نماز میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر نوجوانوں کو توجہ دلائی تھی کہ بیوت الذکر میں آتے وقت اپنے موبائل فون گھر چھوڑ کر آیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

”نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون۔ لے کر نمازوں پر آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو بالکل توجہ بٹ جاتی ہے نماز سے۔“

پیری بہنو! آج وقت کی رعایت سے میں سوشل میڈیا میں سے موبائل فون کے ہی نقصانات اور فوائد پر روشنی ڈالوں گی۔ نقصانات میں سے پہلے جسمانی صحت کے حوالہ سے جو نقصان ہیں ان کا ذکر کروں گی۔ اخبارات، رسائل اور جرائد کا اگر مطالعہ کریں تو نئی تحقیق کے مطابق فون کے زیادہ استعمال سے اس کی ریڈیائی شعاعیں کانوں پر بد اثرات ڈالتی ہیں۔ دل کے مریضوں کے لئے اس کا زیادہ استعمال مناسب نہیں اور یہ دماغی کینسر کا بھی موجب بنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پیری بہنو! موبائل فون سے جہاں تک شعاعیں (Rays) اور لہریں (Waves) نکلنے کا تعلق ہے یہ وہی شعاعیں ہیں جو مائیکرو ویو میں کھانا گرم کرتے وقت نکلتی ہیں اور یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ مائیکرو ویو کی شعاعوں کی وجہ سے اس برتن کو اس کی گرمائی کی وجہ سے ہاتھ نہیں لگتا جس میں کھانا گرم کیا جاتا ہے۔ بعینہ موبائل فون سے نکلنے والی شعاعیں جسم کی حسیات کے درجہ حرارت کو بڑھا دیتی ہیں۔ انسان کے سر میں گرمی کی اثرات بڑھ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ خون کا دباؤ بھی بڑھنے لگتا ہے۔ چونکہ انسان کے سر کے بعض حصے باقی حصوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اس لئے درجہ حرارت کے بڑھنے سے وہ زیادہ متاثر ہوتے ہیں جیسے Nerve Fiber وغیرہ۔ ایک تحقیق کے مطابق پانچ منٹ سے زائد لگاتار فون استعمال کرنے سے انسانی خلیوں میں درجہ حرارت اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سردی، متلی، بے قاعدگی، ذہنی تناؤ، دل کا دھڑکنا، نظام انہضام کی خرابی کے ساتھ ساتھ یادداشت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ نیز سر کی جلد پر جلن یا خارش بھی محسوس ہوتی ہے الغرض ذہنی دباؤ بڑھ جاتا ہے اور مختلف عوارض جنم لیتے ہیں۔

سامعات! موبائل فون سے نکلنے والی تیز شعاعیں جہاں جسم کے دوسرے حصوں پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں وہاں حس سماعت بھی متاثر ہوتی ہے۔ جو لوگ موسیقی کو جنون کی حد تک پسند کرتے ہیں یا واک مین کے ذریعہ موسیقی کثرت سے سنتے ہیں ان کی حس سماعت متاثر ہونے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں ایسے افراد جن کا ٹاک ٹائم کم ہو وہ ان بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ موبائل کی شعاعیں موبائل کی ساخت پر منحصر ہیں موبائل جتنے زیادہ فنکشنز والا یا پیچیدہ ساخت کا ہو گا اتنی ہی زیادہ شعاعیں اس میں سے خارج ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا موبائل فون پر گفتگو کا دورانیہ دن بھر میں آٹھ گھنٹوں سے زائد ہو وہ جلد ہی اس کے مضر اثرات کا شکار ہونے لگتے ہیں اور موبائل فون کے سبب سے ہونے والے سرطان کی شرح پانچ فیصد سے زائد ہے۔ برطانوی ریسرچ کے مطابق 10 سال تک انسان کے قوی فون کا کثرت سے استعمال برداشت کر جاتے ہیں مگر اس کے بعد فون کا دیر تک استعمال بیماری کے خطرے کو بڑھا دیتا ہے اور بہرہ پن کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں یا ایک کان میں شور سنائی دینے لگتا ہے۔

یہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ موبائل فون کی شعاعیں انسانی خلیوں کو نقصان پہنچاتی ہیں اور چونکہ دماغ کچھ حصہ موبائل فون کی مائیکرو ویو شعاعوں کے براہ راست سامنے ہوتا ہے اس لئے اس حصہ کے متاثر ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ سویڈش ریسرچرز نے اس امر کا تجربہ چاہا کہ موبائل فون کے دماغ کے اندر دو گھنٹے تک ان کو جب مائیکرو ویو شعاعوں میں رکھا گیا تو ان کے دماغ کے ان خلیوں میں توڑ پھوڑ کا عمل دیکھا گیا جو یادداشت سیکھنے کے عمل اور نقل و حرکت سے تعلق رکھتے ہیں۔

سامعات! ایک تحقیق کے مطابق موبائل فون کے استعمال سے بلڈ پریشر کا بھی بڑھ جانے کا احتمال رہتا ہے اور اگر آدھ گھنٹہ سے زائد موبائل فون کا استعمال کیا جائے تو الیکٹرو میگنیٹنگ فیلڈ موبائل فون سے پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ کسی شخص کو سڑک یا دل کے حملے کے لئے بھی کافی ہوتا ہے۔

بلڈ پریشر کے بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موبائل کی موجودگی میں انسان کو سکون میسر نہیں۔ باوجود اکیلا اور تنہا ہونے کے کسی وقت اس کے سیٹ سے آواز آنے لگے تو اسے اس کا جواب دینا پڑتا ہے چاہے رات ہی کا وقت کیوں نہ ہو اور یوں اس کی نیند پوری نہیں ہو پاتی اور یہ بے آرامی جسم میں تناؤ کا باعث بنتی ہے جو بلڈ پریشر کے بڑھنے پر منتج ہوتی ہے۔

پیری بہنو! ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک مثبت اور ایک منفی یقیناً موبائل فون بھی اس قانون کی زد میں ہے اور لاتعداد فوائد کے باوجود یہ اپنے اندر اس قدر بھیانک نقصانات لئے ہوئے ہے کہ الامان والحفیظ۔

اس کے نقصانات کا ایک اہم پہلو اخلاقی قدروں کا بڑی تیزی سے گرنا بھی ہے۔ اس کے ذریعہ ایک طرف دنیا ”گلوبل ویلج“ بن گئی ہے اور دُور بیٹھے، رشتہ داروں کی دُوریوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ مگر دوسری طرف انسان آدم بیزار سا ہو کر رہ گیا ہے۔ گھر میں بیٹھا انسان بالخصوص نوجوان اپنے موبائل سیٹ سے کھلتا رہے گا۔ SMS یا WhatsApp میج بھیجنے میں مصروف نظر آئے گا اور گھر میں بسنے والے دیگر افراد سے بات کرنا گوارا نہ کرے گا۔ اگر ماں کوئی کام کہہ دے تو بوجھل دل کے ساتھ کرنے کے لئے قدم آگے بڑھائے گا اور یوں معاشرہ عدم اطاعت، عدم تعاون اور عدم مودت کا شکار بھی ہو رہا ہے۔

معزز سامع! ہمارے معاشرے میں یہ رواج راہ پا گیا ہے کہ والدین محض اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اور اپنے اسٹیٹس کا اظہار کرنے کے لئے اپنے teenage بچوں اور بچیوں کو موبائل سیٹ خرید دیتے ہیں اور بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ امیر لوگ اپنے چھوٹے بچوں کو کھلونوں کی جگہ موبائل فون خرید کر دیتے ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ وہ اپنے بچوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ جو فوائد کی جگہ نقصان پر مبنی ہو تا ہے۔ بچوں کے مطالبے تو نا سمجھی کے باعث ہوتے ہیں والدین ان کو اس کا عادی نہ بنائیں کہ وہ ضد اور خود مختاری کو انتہا تک پہنچادیں اور جب جوان ہوں تو والدین ان کے سامنے اُف تک نہ کر سکیں۔ اگر ہر کام، ہر قول، ہر فعل وقت کی مناسبت سے ہو اور حد درجہ میں رہ کر کیا جائے تو یقیناً والدین اور اولاد دونوں کی سکون، باہمی محبت و احترام اور شفقت کے سایہ تلے پُر امن اور پُر وقار زندگیاں گزرتی ہیں لہذا والدین کو چاہئے کہ بچوں کو چھوٹی عمر میں موبائل سیٹ خرید کر دینے سے پرہیز کریں۔ بچہ اس عمر میں کچا ذہن رکھتا ہے اور کمپنیوں کے نئے نئے سٹے پیکیجز دیکھ کر فوراً انہیں اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی پیکیجز روحانی اور اخلاقی تباہی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔

سامع! یہاں میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ چھوٹی عمر میں فون کا استعمال جسمانی صحت کے لئے بھی زیادہ نقصان دہ ہے چونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے اور توانائی کی تیز شعاعیں بڑھنے اور پھلنے پھولنے والے دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان امور کو مد نظر رکھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”آج کل یورپ میں موبائل فون پر SMS کا بڑا رواج ہے۔ خصوصاً تیرہ چودہ سال کی عمر کے ہر بچے نے فون ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور ٹیکسٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ پھر یہ دوستیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں، اس سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ آہستہ آہستہ یہ چیزیں انسان کو لغویات کی طرف لے جاتی ہیں۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم صفحہ 48)

SMS کے حوالے سے کمپنیاں آئے دن نئے اور سستے پیکیج متعارف کرواتی رہتی ہیں اور جس کی وجہ سے خطوط کی جگہ میسجز (Messages) نے لے لی ہے اور اتنی کثرت سے SMS ہو رہے ہیں کہ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق کچھ سال پہلے پاکستانی عوام نے ایک ارب 20 کروڑ جیسی ایک خطیر رقم صرف SMS پر خرچ کر دی اور روز بروز یہ چیز بڑھ رہی ہے اور نوجوانوں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے موبائل فونز کی فہرست بنا رکھی ہے اور ایک میج لکھ کر اپنے موبائل سیٹ کو ایک دفعہ میں تمام عزیز دوست جاننے والوں کے نام کمانڈ دے دیتے ہیں اور ایک ایک کر کے یہ پیغام تمام کو پہنچ رہا ہوتا ہے اور SMS کلچر کی بدولت غیر اخلاقی SMS کو فروغ ملا ہے جو نوجوانوں کے اخلاق کو بُری طرح سے تباہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ان کی عادتوں کو بُری طرح بگاڑ رہا ہے۔ جھوٹ، فریب کاری کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ لڑکے لڑکیاں بن کر لڑکیوں کو میسجز کرنے لگے ہیں۔ نشے کی حد تک یہ بات نوجوانوں میں بڑھ رہی ہے۔ طالب علم جو کلاس روم میں بیٹھے لیکچر سننے کی بجائے میسجز بھجوانے میں مصروف ہوتے ہیں اور وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق بھی تباہ ہو رہے ہیں۔ ایسی ہی بہت سی خرافات فیس بک اور واٹس ایپ پر بھی جاری ہیں۔

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ میں نوجوان بچیوں کو خطبہ کے دوران Message بھیجنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”گزشتہ جمعہ کی یہاں کی رپورٹ مجھے ملی کہ بعض بچیاں خطبہ کے دوران اپنے اپنے موبائل پر یا تو ٹیکسٹ میسجز (Text Messages) بھیج رہی تھیں اور یا باتیں کر رہی تھیں اور اس طرح دوسروں کا خطبہ جمعہ بھی خراب کر رہی تھیں جو وہ سن نہیں سکیں۔ یہی شکایت بعض چھوٹے بچوں کے بارے میں آتی ہے۔ آج کل ہر ایک کو ماں باپ نے موبائل پکڑا دیئے ہیں۔ حکم تو یہ ہے کہ اگر خطبہ کے دوران کوئی بات کرے اور اسے روکنا ہو تو ہاتھ کے اشارے سے روکو کیونکہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی باتیں ہیں لیکن بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کسی نے اتنی ضروری پیغام رسانی کرنی ہے یا فون کرنا ہے کہ جمعہ کے تقدس کا بھی احساس نہیں اور مسجد کے تقدس کا بھی احساس نہیں تو پھر گھر بیٹھنا چاہئے۔ دوسروں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔ عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ مسجد آکر دوسروں کی نمازیں خراب کی جائیں۔“

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 150)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا:

”آج کل Text Message کارواج چل نکلا ہے یہ بھی سوائے جاننے والوں کے کہیں نہیں ہونا چاہیے بعض اوقات سہیلیاں آگے نمبر دے دیتی ہیں اس لئے اس امر کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 7 جولائی تا 13 جولائی 2006ء صفحہ 10 کا لم 2)

بعض ملکوں میں عموماً اور ایشیا کے ترقی پذیر ممالک میں خصوصاً Tweet اور Re-Tweet کرنے کا رواج زور پکڑ رہا ہے۔ غور کریں تو ان میں زیادہ تر غیر ضروری ٹویٹ ہوتے ہیں۔ لوگ بغیر سوچے سمجھے ان کو Re-Tweet کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات اس ٹویٹ سے اختلاف رکھنے والے میدان میں اتر آتے ہیں اور ایک لالیٹنی بحث کا آغاز ہو جاتا ہے جس میں اکثر اخلاق، آداب گفتگو اور حیا کے پہلوں کو یکسر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ ایسی لغویات سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

قرآن کریم نے مومنین کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان میں اللّٰذِیْنَ هُمْ عَنِ اللّٰغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون: 4) بھی فرمایا ہے کہ وہ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔

بعض لوگوں نے موبائل فون کا اچھا اور خوبصورت استعمال بھی کیا ہے۔ عیدین اور دیگر خوشی کے مواقع پر دعاؤں بھری مبارکبادیں ارسال کرتے ہیں۔ کسی کی وفات یا بیماری پر عیادت کر لیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں بعض نوجوانوں کو میں نے دیکھا ہے کہ حضرت صاحب کے خطبہ کو چند فقرات میں لکھ کر اپنے دوستوں کو بھجوا دیتے ہیں۔ کوئی قرآنی حکم بھجوا یا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اہم Event ہو تو اس کی اطلاع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک اچھا خوشکن اقدام ہے اور یوں احباب جماعت میں کمیونیکیشن گیپ نہیں آتا اور ہر فرد جماعت رابطے میں رہتا ہے۔

آج کل کے موبائل سیٹس میں ایسے فنکشنز آگئے ہیں کہ میموری فنکشن اور ریکارڈنگ سسٹم کے ذریعہ قرآن مکمل با ترجمہ Feed کیا جاسکتا ہے۔ صحاح ستہ کی تمام کتب اس میں ریکارڈ ہو سکتی ہیں نیز جماعت احمدیہ اور خلافت کے حوالہ سے نظموں کو محفوظ کر کے لطف اندوز ہو جاسکتا ہے۔ اپنے دفتر میں، دوران سفر آپ MTA سن اور دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ Live بھی سن سکتے ہیں۔ جماعتی اجلاسات و مینٹنگ کی اطلاع SMS کے ذریعہ بھجوائی جاسکتی ہے اور یوں جو اندیشے اور خطرات موبائل فون کے ساتھ ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اپنے اس سیٹ کو خدا اور اس کے رسول کے تابع کر کے خطوات الشیاطین پر چلنے سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹا کر ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانا ہے۔

سامعنا! ہم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کو قائم اور مستحکم کرنے کے لئے اپنی سمتوں کو درست کریں اور الیکٹرانک مصنوعات کے نقصانات اور ان کے منفی اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے بھرپور سعی کریں اور اپنے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمودات اور نصائح کو حرز جان بنائیں اور لغویات سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تربیتی مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لجنہ کے پاس تو ایک آسانی ہے گھروں میں جاسکتی ہیں۔ ایک ایسی ٹیم بنائیں جو قابل اعتبار ممبرات پر مشتمل ہو بعض تربیتی مسائل اٹھ رہے ہیں جن کا آپ لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ ایسی ٹیم یہ جائزہ بھی لے لے۔ Internet پر رابطے، فون پر رابطے، PCO وغیرہ یہ سب جگہیں ذہن میں ہونی چاہئیں۔ لڑکیاں ٹیوشن کے لئے اکیلی نہ جائیں۔ جہاں اکٹھے ٹیوشن سنٹر ہوں وہاں نہ جائیں۔ ایسے سنٹر اگر پتہ لگیں تو خدام الاحمدیہ اور صدر عمومی کے علم میں لاکر اصلاح کی کوشش کریں۔ برقعوں میں حد سے زیادہ فیشن کے رجحان کو بھی کم کریں۔“

پھر ایک اور مقام پر اس کے مضمر پہلوؤں سے بچنے کی طرف یوں توجہ دلائی:

”علم میں اضافے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔ یہ نہیں ہے کہ یا اعتراض والی ویب سائٹس تلاش کرتے رہیں یا انٹرنیٹ پر بیٹھ کر مستقل باتیں کرتے رہیں۔ آجکل چیٹنگ (Chatting) جسے کہتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ چیٹنگ مجلسوں کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اس میں بھی پھر لوگوں پر الزام تراشیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، لوگوں کا مذاق بھی اڑایا جا رہا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک وسیع پیمانے پر مجلس کی ایک شکل بن چکی ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 595)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سوشل میڈیا کے غلط اثرات سے محفوظ رکھے اور اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

طالب دعا

(ذکیہ فردوس کوئل۔ برطانیہ)



تقریر

بدر سوم کے خلاف جہاد اور لجنہ کی ذمہ داری

ہم نے خدا کے واسطے خود کو ہے بھلایا
 ہم نے مسیح وقت کے سمجھے ہیں اشارے
 قربان کئے رشتے سبھی دین کی خاطر
 بھائی ہو وہ بیٹا ہو وہ شوہر ہوں پیارے

پیاری بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ بدر سوم کے خلاف جہاد اور لجنہ کی ذمہ داری

جب بھی بدر سوم کے متعلق بات ہوتی ہے تو مجھے ایک احمدی با علم اور صاحب قلم، شاعر و ادیب خاتون کی رسومات اور بدعات کے حوالے سے ایک مقولہ ”لوگ کیا کہیں گے؟“ یاد آنے لگتا ہے کہ اگر ہم یہ رسم بجانہ لائے تو لوگ کیا کہیں گے۔ معاشرے میں ہماری عزت دو کوڑی کی نہیں رہے گی۔ اپنی عزت بچاتے بچاتے اور صرف اپنی موم کی ناک اونچی رکھنے کے لئے ایسا کر جاتے ہیں۔

پھر ایک قبر کے کتبہ پر لکھا دیکھا کہ ”ساری زندگی اسی فکر میں گزر جاتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ آخر میں لوگ صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ“
 دراصل کتبہ پر لکھے ان الفاظ میں انسان کی اصلیت اور آخری انجام بیان ہوا ہے۔ انسان کی تو اوقات ہی یہ ہے کہ وہ جب پیدا ہوا تو کپڑوں کے بغیر تھا اور وفات کے بعد بھی صرف اُن سلعے دو کپڑوں میں واپسی کی راہ لیتا ہے، اس کا ساز و سامان، اس کا زر و دولت، اس کی جائیداد اور مال و متاع کسی کام نہیں آتا۔ ہاں اگر کام آئیں گے تو اس کے اعمال و اخلاق۔ اگر اچھے ہوئے تو جنت میں لے جائیں گے اور اگر بُرے ہوئے تو بغرض علاج جہنم کے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھ نہ کھولے آنکھ کھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے دین صرف چند رسوم کا نام سمجھ رکھا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہیں ہے۔ ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن کو نماز اور روزہ سکھایا گیا تھا ان کا اور مذاق تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے۔ پھر مدت کے بعد وہی نماز اور روزہ جو اعلیٰ درجہ کی طہارت اور خدا رسی کا ذریعہ تھا ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر دین کو جو مغز ہے تلاش کرے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 448-449 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ رسومات بجالانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُفْسِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا (پ 16 رکوع 3) عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ مُجِب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو۔ نہ تکبر ہو۔ نہ نفسانی اغراض کا حصہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا تعالیٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 107 ایڈیشن 1984ء)

پھر حضور علیہ السلام رسومات بجالانے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت ﷺ کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ ان کی پتک بھی کی جاتی ہے اور وہ اس طرح سے کہ گویا آنحضرت ﷺ کے کلام کو کافی نہیں سمجھا جاتا اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 316)

پس ہمیں روزمرہ زندگی گزارنے کے لئے اسلامی تعلیم کے مطابق عمل بجالانے کی ضرورت ہے۔ یہ خیال ذہن میں ہرگز نہ آئے کہ اگر یہ رسم نہ کی تو لوگ کیا کہیں گے؟

پیاری بہنو! ہمیں! دیکھیں کہ بدعت اور رسم ہے کیا؟ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(مسلم کتاب الجہم)

کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ بہترین طریق محمد کا طریق ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے۔ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ بعض خطبات نبوی میں ملتے ہیں جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ فِي النَّارِ

(نسائی کتاب صلوة العیدین و احمد مسند جابر بن عبد اللہ)

کہ بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے افضل سنت محمد مصطفیٰ ﷺ کا طریق ہے اور سب سے بری بات نئی چیزیں ایجاد کرنا ہے۔ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر گمراہی آگ میں (کے جاتی) ہے۔

آنحضرت ﷺ نے امت میں آخری زمانہ میں بدعات کے پھیل جانے کا ذکر کر کے امت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْتَدِينَ، عَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ کہ تم ان نازک حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی کرنا۔ اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیت میں داخلے کے لئے جو 10 شرائط مقرر فرمائیں۔ ان میں سے تیسری شرط یوں ہے۔

”یہ کہ اتباع رسم و متابعت ہو او ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن کریم کی حکومت کو بجلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔“

پیاری بہنو! گو معاشرے میں مختلف شعبوں میں رسومات پائی جاتی ہیں۔ اس مختصر سے وقت میں ان تمام پر گفتگو مشکل ہے۔ وقت کی رعایت سے صرف شادی بیاہ کے حوالے سے چند ایک کا ذکر کروں گی۔

مہندی کی رسم معاشرہ میں شادی کی تقریب سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے گویا شادی سے الگ ایک فنکشن ہے۔ جس کے لئے الگ دعوتی کارڈ ”رسم حنا“ کے نام پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم کرنے والے خود اس کا نام ”رسم“ رکھ کر گویا اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ یہ ایک ”رسم“ ہے جس کا اسلام کی تعلیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے فرمایا ”شادی کے موقع پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایانی ذاتہ مہندی میں قباحت نہیں کہ بچی کی سہیلیاں اکٹھی ہوں اور خوشیاں منائیں لیکن اس کو رسم بنانا۔ دولہا کی طرف سے بارات بنا کر بطور وفد کے حاضر ہونا قباحتیں پیدا کرتا ہے جو سوسائٹی پر بوجھ ہے جس سے آگے لغویات کا آغاز ہوتا ہے۔

سامعات! آج کل ویڈیو کا زمانہ ہے اور اس ویڈیو کے ذریعہ بہت سی قباحتیں پھیلتی ہیں اور آغاز ہی اس قباحت سے ہوتا ہے کہ ایک غیر محرم فرد کو ویڈیو بنانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ پھر وہ ڈبنگ اور کسٹنگ کے لئے اپنے سنٹر لے کر جاتا ہے تو وہاں اس کے دوست وغیرہ دیکھتے ہیں اور پھر کیسٹ جب تیار ہو کر گھروں میں آتی ہے وہاں کئی ایسے عزیز واقارب غیر محرم نوجوان جن سے پردہ کرنے کا حکم ہے وہ ویڈیو دیکھتے ہیں اور یوں حیا دار بچیوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس سلسلہ میں ایک دفعہ ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

”جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں۔ اُن میں بے پردگی کا عام رجحان ہے جو یقیناً احکام شریعت کی حدود کو پھلانگنے کے قریب ہو چکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے“

بے پردگی کے حوالہ سے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان بچیاں (جو بالعموم پردہ کرتی ہیں) دولہا کے استقبال کے لئے اس پر پیتاں نچھاور کرنے کے لئے باہر سڑک پر آ جاتی ہیں۔ یا فنکشن پر آنے جانے کے لئے اپنی گاڑی یا Conveyance تک خواتین آ جاتی ہیں تو پردہ کا بالعموم خیال نہیں رکھا جاتا۔ اس طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سامعات! تقریب رخصتی میں تلاوت، نظم اور دُعا ایک بہت اچھی اور پیاری عادت ہے۔ مگر جس بچی کو دُعا کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے یہ محفل سجائی جاتی ہے وہ بچی بالعموم بیوٹی پارلر سے واپس نہیں آئی ہوتی کہ دُعا ہو جاتی ہے۔ بچی کو دُعاؤں کے ساتھ رخصت کرنے کے لئے بچی کی اس فنکشن میں موجودگی ضروری ہے اور جب بچی تیار ہو کر آئے تو اس کے پردے کا بھی مناسب انتظام ہونا چاہئے۔

سامعات! پھر شادی بیاہ کے موقع پر وقت کا ضیاع بے دریغ کیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں جماعت کا وقت بہت قیمتی وقت ہے بہت سے دوست احباب اپنے قیمتی وقت سے کچھ حصہ نکال کر حاضر ہوتے ہیں اور اگر آدھ گھنٹہ کی ہی تاخیر ہو تو عملاً وہ آدھ گھنٹہ کا ضیاع نہیں بلکہ اگر اس تقریب میں 150 افراد شامل ہیں تو احباب جماعت کے یہ 25 گھنٹے کا ضیاع ہے اور وہ اس کو مختلف جماعتی خدمات میں صرف کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو الہاماً فرمایا گیا تھا۔ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيحُ الَّذِي لَا يُضَاءُ وَفَتْهُ، کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے کہ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اب..... بعض تو شادیاں کر رہے ہیں۔ بعض بطور مہمان مدعو ہوں گے۔ ہم سب کو ان مواقع پر اسلام کی تعلیم کو مد نظر رکھنا ہو گا اور رسومات سے دور رہ کر آنحضور ﷺ کی اتباع کر کے خدا تعالیٰ کا محبوب بندہ بنا جا سکتا ہے۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی اتباع کے ذریعہ اپنے انعامات کا ذکر اپنی معرکہ آراء کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:

”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک قربانی مانگتا ہے۔ وہ قربانی کیا ہے یہی کہ ہم اپنی خواہشات اور جذبات کی گردن پر چھری پھیرتے ہوئے اپنی زندگیاں، رسومات اور تکلفات سے پاک ہو کر محض اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔ گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ کر اپنے خالق کی خاطر گزارنے لگ جائیں۔ گمراہ کن تہذیب کو الوداع کہہ کر اپنے آپ کو اس تہذیب کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کر لیں۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قائم کردہ تہذیب ہے۔ اپنے جذبات دیرینہ خاندانی عادات اور برادری کی روایات کی قربانی کر کے ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں“

ایک نیا آسمان اور نئی زمین کے قیام کے لئے ہمارے بزرگوں اور آباء و اجداد نے اپنے جذبات، خواہشات اور برادری کی روایات کی قربانی بھی کی۔ انہی قربانیوں سے متاثر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِي الْأَعْدَى

لیکن آج کے مادی دور میں آپس کے میل جول، دنیا کے ایک ولج بن جانے، میڈیا کی آزادی، ٹی وی کے ان گنت چینلز، انٹرنیٹ اور رسائل و جرائد کی کثرت کی وجہ سے دیکھا دیکھی بعض حرکات و سکنات، محدثات ہماری زندگیوں کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ ان سے پرہیز چاہئے۔

پیاری بہنو! شادی بیاہ پر بے پردگی کا کچھ کر آئی ہوں۔ اس کا آغاز بیوٹی پارلرز سے ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ اگر پردہ میں کسی حد تک نرمی بھی ہو جائے تو خیر ہے۔ اسی لئے بیوٹی پارلرز سے تیاری کے بعد فوٹو سیشن کروانا، اپنی گاڑی تک آنا اور پھر انٹر شادی ہال یا مارکیٹ تک بے پردہ جانا بے پردگی کے زمرہ میں آتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات خواتین ناواقفیت میں شادی کے مواقع پر بے پردہ ہو کر ہال، پنڈال یا مارکیٹ سے باہر بلکہ سڑک پر آکر بارات کا استقبال کر رہی ہوتی ہیں اور دولہے اور باراتی خواتین پر گل باشی بھی کرتی ہیں۔

پھر کھانا غیر مردیروں کے ذریعہ serve کروانا بھی بے پردگی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اپنے اپنے ہاں احمدی بچیاں فوٹو گرافی سیکھیں جو احمدی فنکشنز پر فوٹو گرافی کریں اور کھانا بھی احمدی بچیوں، عزیز و اقارب سے serve کروایا جائے۔ چنانچہ لندن میں جماعتی فنکشنز بالخصوص شادیوں پر احمدی بچیاں profession کے طور پر فوٹو گرافی کرتی ہیں۔ وہی ویڈیو گرافی کے بعد ڈنگ اور مکسنگ کر کے ایک گلدستہ کی صورت میں الیم یا ویڈیو بنا کر مہیا کرتی ہیں اور کھانا بھی احمدی بچیاں ہی serve کرتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر لندن میں ایسا ہو سکتا ہے تو پاکستان میں لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں کیوں نہیں؟

سامعات! آج کے دور میں ایک نحوست ایشیائی ممالک میں ڈرون کی صورت میں ہمارے معاشرے پر لاگو کی جا رہی ہے۔ ایک تو ڈرون کا لفظ ذہن میں آتے ہی ”خفیہ حملے“ آتے ہیں۔ وہ باپردہ عورتوں کی خفیہ انداز میں فوٹو بنا کر لے جاتا ہے اور ہم بڑے فخریہ انداز میں اس امر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ شادی میں ڈرون بھی موجود تھا۔ یہ تمام چونچلے اپنی ناک بلند کرنے، خاندان کی کبریائی کے لئے کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا تو ”پھر لوگ کیا کہیں گے؟“۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ کبریائی تو صرف زیبا ہے رت غیور کو۔

ہم شادی بیاہ کے مواقع پر کیمروں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے اندر کے کیمرے پر بھی نظر رکھیں کہ کہیں وہ ہماری غلط، بُری اور غیر اسلامی حرکات کو تو ریکارڈ نہیں کر رہا جو ہماری عارفانہ خور و بین، اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کو بڑا کر کے پیش کرے گا اور ہمارے پاس اس وقت کوئی جواب نہ ہو گا۔ اس وقت سے ڈرنا چاہئے اور ان معاملات میں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہئے..... سو آج ہم کھول کر باواز کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں۔ اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 66-67 ایڈیشن 1989ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حکم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 700)

نیز فرمایا:

”اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے قول پر عمل کرنے والے ہوں۔ رسم و رواج سے بچنے والے ہوں۔ دنیاوی ہو اوہوس اور ظلموں سے دور رہنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہم ہمیشہ حصّہ پاتے چلے جائیں۔ کبھی ہماری کوئی بد بختی ہمیں اس نور سے محروم نہ کرے۔“

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 40)

طالب دعا

(زکیہ فردوس کوئل۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

پُر سکون عائلی زندگی بہترین تربیت اولاد کی ضامن

تمہاری	صبح	حسین	ہو	رخ	سحر	کی	طرح
تمہاری	رات	منور	ہو	شب	قمر	کی	طرح
کوئی	بہشت	کا	پوچھے	تو	سکون	ہنس	کر
کہ	وہ	خوب	جگہ	ہے	ہمارے	گھر	کی طرح

معزز سامع! میری گزارشات کا موضوع ہے۔ پُر سکون عائلی زندگی بہترین تربیت اولاد کی ضامن
خدا تعالیٰ کتاب رحمان میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ
رَقِيبًا (النساء: 2)

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس
کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

ہر انسان اپنی نسل کی بقا اور افزائش چاہتا ہے، اسے پھلتا پھولتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام میں نیک اولاد کے حصول کے لیے نکاح جیسا پاکیزہ رشتہ رکھا گیا ہے۔ جس میں مرد و زن ایک پاک
معاهدے کے تحت خدا اور اس کے احکامات کی تعمیل میں سر جھکاتے ہوئے ایک مقدس رشتے میں بندھ کر ایک نئے خاندان اور نسل کا آغاز کرتے ہیں۔ میاں بیوی کا رشتہ دراصل خدا کی
نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں:

”شادیوں کا معاملہ محبت کی بنیاد کے قیام کے لیے ہے میاں بیوی کی محبت در حقیقت خدا ہی کی محبت کا ظل ہے۔ شادی ایک مدرسہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے عشق کا سبق پڑھایا جاتا ہے... اللہ
تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی محبت کا ایک نشان قرار دیا ہے... غرض ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے، بیوی کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہے اور اولاد کی
محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے... گویا یہ تینوں ایک درس گاہ ہیں جن میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبق سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔“

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 374)

پیاری بہنو! اس رشتے میں موڈت اور رحم کا جو عنصر پایا جاتا ہے وہی آگے چل کر اولاد کی صورت میں ڈھلتا ہے۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے عزت و محبت کا سلوک کرنے والے ہوں
گے تو اولاد بھی سراپا محبت ہوگی۔ اگر والدین ایک دوسرے کے جذبات کا خیال کرنے، ایک دوسرے کا احساس کرنے والے ہوتے ہیں تو اولاد بھی حساس اور دوسروں کی تکلیف کا احساس
کرنے والی ہوتی ہے۔ والدین کا خدا تعالیٰ پر یقین دیکھ کر بچے بھی توکل علی اللہ پر ایمان لے آتے ہیں۔ جن گھروں میں ہر وقت لڑائی جھگڑے کی فضا رہتی ہے وہاں بچے بھی بے چینی،
بے سکونی اور ذہنی دباؤ کا شکار دکھائی دیتے ہیں۔ ایک اکیلا فرد چاہے کتنی ہی کوشش کر لے لیکن ان معاملات کو درست نہیں کر سکتا کیونکہ گھر دونوں فریقین کے تعاون سے چلتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اَكْرِمُوا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوا اَدْبَهُمْ“

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب)

یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ پھر والدین کو مزید نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

اَعْيِنُوا اَوْلَادَكُمْ عَلَى الْبِرِّ

(الجامع الصغیر ابن سیوطی)

کہ بیکئی کے کاموں میں اپنے بچوں کی مدد کیا کرو۔

والدین کا رویہ اپنے بچوں کے ساتھ نارمل ہونا چاہئے۔ بچوں پر سختی کرنے اور ڈانٹنے سے بچنے ڈبناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس سے بچوں کی ذہنی صلاحیتوں پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ بار بار ڈانٹنے اور نظر انداز کرنے سے بچے ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ دوستانہ اور قریبی تعلقات قائم رکھنا چاہئے تاکہ بچے اپنے درپیش مشکلات کو ان کے سامنے بیان کر سکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب والدین آپس میں صلح صفائی سے رہتے ہوں۔ ایک دوسرے پر اعتبار کرتے ہوں ان کی ترجیحات ایک جیسی ہوں اور وہ باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہوں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 562)

سامعات! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثالی ازدواجی زندگی ہم سب کے سامنے ہے کہ کس طرح پیار اور قدر دانی کا سلوک دونوں طرف سے ہوتا تھا۔ کیسے قرب الہی کی منازل ایک ساتھ طے ہوتی ہیں اسی لطف و احسان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے مبشر اولاد کی خوشخبری سے بھی نوازا اور عطا بھی کی۔ کیسے اس مبارک جوڑے نے ایک دوسرے کی رفاقت میں اپنی اولاد کی تربیت کی اور وہ مبشر اولاد نبوت کے چاند کے آنگن میں قطبی ستارے بن کر چمکی۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؒ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت ام المؤمنین سے ناراض دیکھا نہ سنا بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک ideal جوڑے کی ہونی چاہیے۔“

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہان بیگمؒ مرتبہ حضرت شیخ محمود احمد عرفانی و شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 231)

معزز سامعات! بچوں کی درست تربیت کس طرح ہو سکتی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اگر ماں اور باپ گھر میں لڑ رہے ہوں تو آپ سمجھیں بچوں کے اخلاق خراب ہو گئے۔ بچوں کے اخلاق تمہی درست رہ سکتے ہیں کہ گھر کی فضا بڑی محبت اور پیار کی فضا ہو ہر دو میاں اور بیوی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے اور ان کے ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔“

(خطبات ناصر صفحہ 364)

جن گھروں میں مرد، عورت کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہو اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہو اس سے حقارت سے بات کرتا ہو۔ بیوی کے گھر والوں سے برا سلوک کرتا ہو، گھر کے خرچ میں تنگ کرتا ہو یا جماعتی پروگراموں میں شرکت کو غیر ضروری گردانتا ہو۔ اسی طرح اگر بیوی مرد سے بدسلوکی کرتی ہو اس کی ناشکری کرتی ہو، بچوں کی تربیت پر دھیان نہ دیتی ہو، سسرال والوں سے عمدہ طریق پر معاشرت نہ کرتی ہو تو وہ دونوں اپنی اپنی جگہ مجرم ہیں اور اولاد کو شادی جیسے مقدس رشتے اور خاندانی نظام سے متنفر کرنے والے ہیں۔

اس مضمون کو مزید بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

”انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیر اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بار بار میں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں۔“

(خطبہ جمعہ 13 دسمبر 2013ء)

آج کل کی نوجوان نسل شادی سے متنفر اسی لیے ہو رہی ہے کہ اس کے آس پاس شادی کے نام پر دو ایسے افراد دکھائی دیتے ہیں جو اس رشتے کو نبھانے میں ناکام ہیں وہ بظاہر ساتھ تو رہتے ہیں لیکن ان کے گھر سکون کے گوارے ہونے کی بجائے جنگ و جدل کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ کسی جگہ عورت پس رہی ہے کسی جگہ مرد۔ ہر انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ عموماً یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ بیویاں سارا دن جیسے کوئی شکاری اپنے شکار پر نظر جما کر رکھتا ہے کہ کہیں آنکھ سے اوچھل نہ ہو جائے اپنے سسرال والوں پر نظریں جما کر رکھتی ہیں کہ ان کی ہر حرکت نوٹ کرنی ہے اور رات گئے جب شوہر کام سے واپس آئے تو علیحدگی میں بجائے اس کے کہ کوئی پیار محبت کی بات ہو۔ اپنے بچوں کے مستقبل کے حوالے سے بات ہو۔ کوئی اپنے رشتے کو مضبوط کرنے کی بات ہو سارے دن کی روداد جس میں خود کو مظلوم اور سسرال والوں کو ظالم دکھا کر ہر بات بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شامل ہوتا ہے جس کا اختتام یا تو لڑائی پر ہوتا ہے یا پھر شوہر کا دل اپنے گھر والوں سے متنفر ہوتا جاتا ہے اور خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا ہے اور بعض گھروں میں شوہروں کا یہ رویہ ہے کہ وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بیوی کے گھر والوں کی دیکھتے ہیں اور پھر بعد میں بیوی کو طعنے دے کر اس کا جینا دشوار کرتے ہیں کہ تمہارے گھر میں میری عزت اور خاطر داری نہیں ہوئی غرض بچہ بھی یہ سب چیزیں بغور دیکھتا ہے اور سب اپنے دماغ کے کمپیوٹر میں محفوظ کرتا جاتا ہے اور بچپن سے ہی نفرتیں اپنے دل میں بھرتا جاتا ہے اپنی قریبی رشتوں سے ہی بدظن ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس بغض و کینے کے زہر سے والدین ہی اُسے آشنا کرتے ہیں اور وہی ہیں جو اس آلائش سے بچوں کے معصوم ذہنوں کو بچا سکتے ہیں۔ اگر وہ اپنے ارد گرد محبت و خلوص دیکھے گا تو وہ بھی درگزر اور غفور سیکھے گا۔ اس لیے والدین اور خصوصاً ماؤں کی ذمہ داری بنتی ہیں کہ معصوم بچوں کے کانوں کو ایسی ناخوشگوار باتوں کے سننے سے بچائیں۔ ان کو انسانوں میں خوبیاں تلاش کرنے والا بنائیں۔ دوسروں کی کمزوریاں پر پردہ ڈالیں تاکہ انہیں اچھالیں۔ اسی طرح ہمارے گھر ہمارے بچوں کے لیے جنت کے نمونے بن سکتے ہیں جہاں وہ سکون محسوس کریں۔

پُر سکون عائلی زندگی کے حصول کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی فرماتے ہیں:

”شادی کے بعد مودت اور رحمت کا مضمون ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے اور ایسا ماحول قائم کرنا چاہیے کہ مرد عورت کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو اور عورت مرد کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو۔“

(اوڈھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 60 ایڈیشن 2009ء)

معزز سامع! پس ان سب باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ اگر ہم اپنے گھروں میں ایک صالح نسل پر وان چڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنی گودوں سے اللہ کے پیاروں اور جماعت کے جانثاروں کو پالنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے عائلی معاملات درست کرنے ہوں گے۔ جس طرف بھی کمزوری ہو اسے اپنی اولاد کی خاطر اس کمزوری کو دور کر کے اپنے رشتے کو مضبوط بنانا چاہیے۔ خدا خونی اور اسلامی احکامات پر عمل کر کے اپنی عائلی زندگی کو پُر سکون بنانے کی ہر ممکن سعی کرنے چاہیے تاکہ ہماری اولاد ہم سے وہی سب باتیں سیکھے اور ایک جنت نظیر معاشرے کا قیام عمل میں آسکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے گھروں پہ اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا رہے۔ آمین اللہم آمین

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

(الفرقان: 75)

کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

طالب دعا

(صرف علیم صدیقی۔ کینیڈا)



*** تقریر ***

تنظیم لجنہ اماء اللہ نے مجھے کیا دیا؟

کیوں کر ہو شکر تیرا، تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

پیاری بہنو! آج مجھے ایک ایسے اہم موضوع پر کچھ کہنے کا موقع مل رہا ہے جو میری مادی و روحانی زندگی میں آنے والی نمایاں تبدیلیوں پر مشتمل ہے۔ جسے یہ عنوان دیا گیا ہے کہ

”تنظیم لجنہ اماء اللہ نے مجھے کیا دیا؟“

یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ جس کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لئے

ع

لیکن میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اس سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کروں گی۔

اس موضوع کے دو حصے ہیں تنظیم لجنہ اماء اللہ اور مجھ یعنی میری ذات اور اس میں ودیعت کی گئی یا اس تنظیم کے ذریعہ مجھ میں داخل ہونے والی خوبیاں۔

سامع! جہاں تک تنظیم لجنہ اماء اللہ کا تعلق ہے یہ جماعت احمدیہ کی وہ ذیلی تنظیم ہے جس کو دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے 1922ء میں جماعت احمدیہ کی خواتین کی تعلیم و تربیت اور علمی استعدادوں کو بڑھانے کے لئے قائم کیا۔ پھر اس کی ایک شاخ ناصرات الاحمدیہ کے نام سے 7 سے 15 سال کی بچیوں کے لئے قائم فرمائی۔

اس تنظیم نے مجھے مردوں کے شانہ بشانہ جینا سکھایا۔ مجھے میرا مقام سمجھا کے مجھے جینے کے اسلامی گرسکھلائے۔ مجھے میرے نہ صرف حقوق دلوائے بلکہ مجھے میرے فرائض کی طرف بھی توجہ دلائی رہی۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی، یوں ماں تیری گھبراتی تھی

سامعات! لجنہ تنظیم نے مجھے اتحاد دیا۔ ایسی اخوت اور بھائی چارہ دیا کہ دنیا بھر میں بسنے والی احمدی خواتین سے کہیں بھی مل کر اپنا تعارف کروادوں تو اپنائیت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ ہم میں کوئی ممبر کسی احمدی کے گھر جا کر صرف اتنا کہہ دے کہ میں احمدی ہوں توجی آیایاں نوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ میں اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض روحانی گھرانہ کی فرد ہونے پر فخر محسوس کرتی ہوں جس کے سربراہ خلیفۃ المسیح ہیں جن کے زیر سایہ عاطفت ہم پھل پھول رہی ہیں۔ وہ ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ آپ، ہم لجنہ سے براہ راست مخاطب ہوتے۔ ہماری اصلاح کرتے، ہماری تعلیم و تربیت کرتے اور ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ لجنہ تنظیم سے باہر ایسا کوئی رہنما آپ کو ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا۔

سامعات! اس سارے ماحول میں میں اپنے آپ کو عافیت کے حصار میں محسوس کرتی ہوں۔ آج کے مادی اور دجالی دور میں ہر طرف منافرت، قتل و غارت گری اور بد امنی کا بازار گرم ہے۔ انسان تو انسان، ایک قوم دوسری قوم اور ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف برسر پیکار ہے۔ ان حالات میں لجنہ نے مجھے امن سے نہ صرف جینا سکھایا بلکہ دوسری بہنوں کے لئے امن کا درس بھی دیا یوں اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْكَ مِنْ لِسَانِهِ وَبَدِّدْ اور اَللّٰهُمَّ مَنْ یَاْمَنُكَ النَّاسُ پر اپنے آپ کو پورا اترتے پاتی ہوں اور مجھے یہ درس دیا جاتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بغیر کسی تمیز کے دعا کرنی ہے اور میں کرتی بھی ہوں۔

ہیرے کی پرکھ سب میں ہوتی نہیں یارو
محمود کی پیاری ہے لجنہ یہ ہماری

پیاری بہنو! یہ لجنہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے میرے خالق حقیقی اور مالک حقیقی کی نہ صرف پہچان کروائی بلکہ اس خدا سے زندہ تعلق جوڑنا سکھایا۔ اس لجنہ نے اللہ سے محبت کرنی سکھائی۔ اللہ سے باتیں کرنی سکھائیں۔ یہی وہ مبارک تنظیم ہے جس نے مجھے اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس آخری کتاب قرآن کریم سے محبت کرنی سکھائی۔ مجھے خلفائے احمدیت کے خطبات اور خطابات سے ایسے معارف و حقائق سکھائے کہ آج مجھے اس دینی تعلیم کو اپنی اولاد اور روحانی اولاد میں سرایت کرنا بھی اسی لجنہ نے مجھے سکھایا۔

پیاری بہنو! میں کون کون سی چیز کا ذکر کروں اور کون کون سی چیز کا ذکر نہ کروں جو مادی لحاظ سے اور بالخصوص روحانی لحاظ سے مجھے لجنہ اماء اللہ نے نہ دیا ہو۔ اماء اللہ کے حقیقی معنی اللہ کی لونڈیاں اور باندیاں بتا کر جہاں اللہ سے پیار کرنا سکھایا اور وہاں اس اللہ کی عیال یعنی مخلوق کے حقوق ادا کرنے سکھائے۔ مجھے اطاعت اخلاص، وفا، خدمت انسانیت اور ایثار و قربانی کے وہ گُر سکھائے جو آج سے 1400 سال قبل پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی کیا کرتی تھیں جو آج مجھے لجنہ نے ان مبارک صحابیات سے ملا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر پورا اترنے کی توفیق دی۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

پیاری بہنو! لجنہ نے مجھے اسلامی حکم پرہ کرنا سکھایا۔ اس سلسلہ میں ایسی رہنمائی کہ ہم قرآن کریم کی عالیشان تعلیم کے قریب قریب اپنے آپ کو موجود پاتی ہیں۔ اب تو احمدی خواتین کا برقعہ عالمگیر سطح پر ایسا پہچان بن چکا ہے کہ ہر جگہ پہچانا جاتا ہے۔

سامعات! سیر الیون مغربی افریقہ میں احمدیہ مسلم سینڈری اسکولز کی طالبات اور دیگر احمدی خواتین ان سلوگن کے ساتھ جماعت احمدیہ کا شکر ادا کرتی دکھائی دیتی ہیں۔

Thanks Ahmadiyya , You have given us HIJAB

پیاری بہنو! آج دنیا غیر اسلامی رسومات تلے اتنی دب چکی ہے کہ اس کا اٹھنا مشکل ہے مگر لجنہ نے مجھے رسومات اور بدعات سے بیزاری کا درس دیا۔ سادہ زندگی بسر کرنی سکھائی۔ رسم و رواج، بدعات، فضولیات، تصنع و نمائش کے بوجھوں سے نجات دے کر ہماری زندگیوں کو آسان کر دیا۔ ہم اپنے آپ کو دنیا بھر کی خواتین سے زیادہ پڑھی لکھی، بااخلاق اور ہنرمند پاتی ہیں۔ اس تمام کا سہرا ہماری پیاری تنظیم لجنہ کو جاتا ہے۔ اب تو غیر از جماعت عورتیں اس بات کا برملا اظہار کرتی ہیں کہ آپ احمدی خواتین رسومات سے آزاد رہ کر آسان اور سادہ زندگی بسر کر رہی ہیں۔

سامعات! لجنہ اماء اللہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ اور دالان کا ایک ایسا باغیچہ ہے جو ہر لمحہ اور ہر آن سرسبز اور چمک دمک کے ساتھ سدا بہار ہے۔ اس باغیچے کے تمام درختوں اور پودوں کے ثمرات شیریں اور عالمگیر ہیں۔ عمومی طور پر مادی درخت موسمی ہوتے اور پودے موسمی پھل دیتے ہیں لیکن اس باغیچے کے درخت اور پودے ایسے ہیں جو زندگی بخش ہیں اور سدا بہار۔ اور کل عالم میں ایک ہی ذائقہ کے ساتھ دوسروں کے لئے حظ مہیا کرتے ہیں۔

پیاری بہنو! لجنہ اماء اللہ نے مجھے کیا دیا؟ ان میں سے چند ایک تبدیلیوں کا ذکر میں کر آئی ہوں۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ بانی تنظیم لجنہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے عظام کے توسط سے اگر حضرت مسیح موعود سے تعلق پیدا کر لیں جو پارس پتھر کی طرح ایک فیض رساں بابرکت وجود بن جائیں۔ اس سے سچا تعلق خاک کے ذرے کو شریا سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ پرانی زندگی پر موت وارد ہو جاتی اور گناہوں سے پاک و صاف زندگی عطا ہوتی ہے اور یہ روحانی زندگی مجھے بتوسط لجنہ کے ملی ورنہ ہم بھی آج انتشار اور اختلافات کا شکار ہوتے اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ہم بھی سڑکوں پر نکلنے والے ہوتے۔ اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرمادیئے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں“

سامعات! اللہ تعالیٰ کی ایک عنایت جو لجنہ کے توسط سے ہمیں ملی اس کا ذکر کر کے میں اپنی تقریر ختم کرتی ہوں وہ قرآنی حکم انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اسلام احمدیت کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی ہے۔ ہم لجنہ اسلام احمدیت کی بہبود و ترقی کے لئے وقت کی قربانی دے کر اجلاسات کرواتی، کلاسز لیتی اور بچوں بچیوں کو پڑھاتی ہیں اور اپنے اموال اور جائیدادوں سے مالی قربانی کر کے، اپنے زیورات قربان کر کے اسلام احمدیت کا علم بلند کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اللہ کرے کہ اسلام احمدیت کی روشنی سے ہمارے گھر منور رہیں اور ہماری نسلیں قیامت تک خدا تعالیٰ کی رضا پر چلتی رہیں۔ آمین

پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد لجنہ کی ہر ممبر کے ہمیشہ پیش نظر رہے۔ یہ وہ لائحہ عمل ہے جسے لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اپنا کر اپنے عہد کو پورا کرنے والی ہوں گی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 25/ دسمبر 2022ء میں فرمایا:

”آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی ہے اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کیا رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“ آمین

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 25/ دسمبر 2022ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم ممبرات لجنہ کو ان عنایات پر اپنا شکر کرتے ہوئے لَا زِيَادَ لَكُمْ کے انعام سے حصہ پانے والی ہوں۔

محمود	کر کے	چھوڑیں	گے	ہم	حق	کو	آشکار
روئے	زمیں	کو	خواہ	بلانا	پڑے	ہمیں	

طالب دعا
(قرۃ العین۔ شیفلڈ۔ برطانیہ)



تقریر

بچوں کے رشتوں کے انتخاب کے لئے زریں ہدایات

معزز بہنو! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ بچوں کے رشتوں کے انتخاب کے لئے زریں ہدایات

آج کل گھروں کو خوبصورت بنانے کے لئے ہر انسان گھر میں نت نئے اچھی نسل کے خوبصورت لگنے والے پھولوں اور پھلوں کے پودے لگاتا ہے۔ یہ رنگ برنگے پھولوں کے پودے اور مختلف لذتوں سے بھرپور پھلوں کے درخت گھروں کو خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہر انسان اپنی جسمانی نسل میں اضافہ کے لئے بھی روحانی اور اخلاقی طور پر بھلی لگنے والی بچی کی تلاش کی کوشش کرتا ہے۔ تانیک، دیندار، متقی اور پرہیزگار نسل آگے چلے اور خاندان کے باغیچے میں اچھے اور پاکیزہ پھل دینے والے پودوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ پھر یہی بچیاں مستقبل میں مائیں بن کر اس باغیچے کی مالی بن جاتی ہیں اور اپنے بچوں کی روحانی و اخلاقی خراش تراش سے ایسی تربیت کرتی ہیں کہ وہ اولاد جماعت کی انگوٹھی میں ہیرے یا نگینے کی طرح پوسٹ ہو کر جماعت کی خوبصورتی میں اضافہ کا موجب بنتی ہیں۔

سامعات! خاندان کی بڑھوتری کے لئے اچھے اور آنکھوں کو بھلے لگنے والے پودے کے انتخاب کا زریں حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو دیا ہے وہ یہ ہے فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (النساء: 4) کہ عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئے اس سے نکاح کرو۔

ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا۔ تَخَيَّرُوا الْبُطْحَانَ وَالْأَنْفِطِحَةَ وَالْإِنْفَاءَ کہ اپنی نسلوں کے لئے صالح عورتوں کا انتخاب کرو اور ہم کفو سے رشتہ کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح)

احادیث میں دیندار لڑکی کے انتخاب کی بطور خاص تاکید ملتی ہے۔ نکاح اور شادی کے معاملہ میں حسن و جمال، حسب و نسب اور مال و دولت کے مقابل پر دینداری، پرہیزگاری، خدا ترسی اور خوش اخلاقی کو ترجیح دینا زیادہ افضل ہے۔

معزز سامعات! اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کا ایک ارشاد ہم سب کو رشتہ کی تلاش میں مد نظر رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ عورت سے نکاح چار باتوں کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔

1۔ اس کے مال و دولت کی وجہ سے

2۔ اس کے حسب و نسب کی وجہ سے

3۔ اس کے حسن و جمال کی وجہ سے

4۔ لڑکی یا لڑکے کی دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے فَاطِمَةُ لِيَاكِ الدِّينِ کی نصیحت بھی فرمادی کہ اے مسلمان! تو دیندار لڑکی کو ترجیح دے اور اس سے نکاح کر کے اپنی زندگی کو کامیاب کر ورنہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح)

آنحضرت ﷺ نے اُس لڑکے اور لڑکی کے حق میں دعا بھی کی ہے جو رشتہ کی تلاش میں نیکی، تقویٰ، طہارت اور پرہیزگاری کو سامنے رکھتے ہیں۔ آپ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا يَا بَارَكَ اللَّهُ لَهُ فِيهَا وَبَارَكَ لَهَا فِيهِ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لڑکے کے لئے، لڑکی میں برکت دے اور ایسی لڑکی کے لئے، لڑکے میں برکت دے۔

(المعجم الاوسط الطبرانی۔ حدیث نمبر 2432)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے آغاز پر ہی ایک خطبہ جمعہ میں اس بیان شدہ حدیث کی وضاحت میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”اس طرف توجہ دلا کر آئندہ نسلوں کے دیندار ہونے کے ظاہری سامان کی طرف اصل میں توجہ دلائی ہے۔ اپنے گھریلو ماحول کو پُر سکون بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ اگر ماں نیک اور دیندار ہوگی تو عموماً اولاد بھی دیندار ہوتی ہے اور نیک اور دیندار اولاد سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے جو انسان کو سکون پہنچا سکے۔ ایک مومن کے لئے معاشرے میں عزت کا باعث نیک اور دیندار اولاد ہی بن سکتی ہے۔ تو اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یہ شکایتیں اب بڑی عام ہونے لگی ہیں کہ بچی نیک ہے، شریف ہے، بااخلاق ہے، پڑھی لکھی ہے، جماعتی کاموں میں حصہ بھی لیتی ہے، لیکن شکل ذرا کم ہے یا قد اس کا دیکھنے والوں کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ تو لوگ آتے ہیں، دیکھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس بارے میں پہلے بھی ایک دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ شکل اور قد کا ٹھہ تو تصویر اور معلومات کے ذریعہ سے بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ پھر گھر جا کر بچیوں کو دیکھنا اور ان کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان چیزوں کو نہ دیکھو، دینداری کو دیکھو۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالنا ہے تو دینداری دیکھا کرو۔ اگر بچیوں کی دینداری دیکھیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے اور اپنی نسل کو بھی دین پر چلتا ہوا دیکھنے والے ہوں گے۔

بعض لوگ تورشتے کے وقت لڑکیوں کو اس طرح ٹٹول کر دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح قربانی کے بکرے کو ٹٹولا جاتا ہے۔ شادی تو ایک معاہدہ ہے۔ ایک فریق کی قربانی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ دونوں فریقوں کی ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا نام ہے۔ یہ ایسا بندھن ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر اور کوئی سامانِ زیست نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح۔ باب افضل النساء)

پس ان لوگوں کے لئے جو ہر چیز کو دنیا کے پیمانے سے ناپتے ہیں۔ ان کو بھی یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نیک عورت سے بڑھ کر تمہارے لئے کوئی زندگی کا اور دنیاوی سامان نہیں ہے۔ نیک عورت تمہارے گھر کو بھی سنبھال کے رکھے گی اور تمہاری اولاد کی بھی اعلیٰ تربیت کرے گی۔ نتیجتاً تم دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کرنے والے ہو گے“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 932، 933)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ممبراتِ لجنہ کو براہِ راست مخاطب ہو کر جلسہ سالانہ یو کے 2006ء میں فرمایا۔

”یہ بڑے سوچنے والی باتیں ہیں بعد میں بچھٹانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بعد میں ایسے لوگ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور خط لکھ کر مجھے بھی پریشان کرتے ہیں اس لئے ہمیشہ ایسے فیصلے جذبات کے بجائے دعا سے کرنے چاہیں اور یہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا تو ایسا معاملہ ہے جو بہت سوچ سمجھ کر اور دعا کر کے کرنا چاہئے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جب شادی کرنے لگو تو نہ دولت دیکھو نہ صورت دیکھو نہ خاندان دیکھو جو دیکھنے کی چیز ہے اور جس پر تمہیں غور کرنا چاہئے وہ دینداری ہے اسے دیکھو۔ پس اگر یہ معیار بن جائیں تو پھر دیکھیں کہ کس طرح ہمارا معاشرہ مکمل طور پر پاک لوگوں کا معاشرہ بن جاتا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا تقدس ہے اس کی حفاظت اس کا کام ہے کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دور لے جانے والا ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدس پر حرف آتا ہو عورتوں کو کام کرنا ہے یہ منع نہیں ہے مثلاً نوکریاں کرنا۔ تعلیم حاصل کرنا منع نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اگر ایسے کام کریں گی جس سے بدنتائج نکلتے ہوں تو وہ منع ہیں“

(خطبات مستورات جلسہ سالانہ یو کے 2006ء)

پیاری بہنو! کفو کے لفظی معانی ہم پلہ اور برابر ہونے کے ہیں۔ کفو میں مذہب، دینداری اور معاشرتی و خاندانی یکسانیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ نسب، پیشہ، تعلیم اور عمر و صحت کو بھی مد نظر رکھ لیا جائے تو اس میں برکت ہے۔ تافریقین کی ازدواجی زندگی میں ہم آہنگی اور موافقت پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”اگر حسبِ مردار شتہ ملے تو اپنی کفو میں کرنا بہ نسبت غیر کفو کے بہتر ہے لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو۔ ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ اگر کفو میں وہ کسی کو اس لائق نہیں دیکھتا تو دوسری جگہ دینے میں حرج نہیں اور ایسے شخص کو مجبور کرنا کہ وہ بہر حال اپنی کفو میں اپنی لڑکی دیوے، جائز نہیں ہے“

(بدر 11 اپریل 1907ء)

سماعت! جہاں تک ایک دوسرے کو دیکھنے کی اسلامی تعلیم کا تعلق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”ایک روایت میں آتا ہے حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ اس طرح دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے۔“

(ترمذی کتاب النکاح۔ باب فی النظر الی المخطوبۃ)

اس اجازت کو بھی آج کل کے معاشرے میں بعض لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ اور یہ مطلب لے لیا ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے ہر وقت علیحدہ بیٹھے رہیں، علیحدہ سیریں کرتے رہیں۔ دوسرے شہروں میں چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں بھی گھنٹوں علیحدہ بیٹھے رہیں تو یہ چیز بھی غلط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آمنے سامنے آکر شکل دیکھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ بعض حرکات کا باتیں کرتے ہوئے پتہ لگ جاتا ہے۔ پھر آجکل کے زمانے میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی ایک دوسرے کی بہت سی حرکات و عادات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی بات ناپسندیدہ لگے تو بہتر ہے کہ پہلے پتہ لگ جائے اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں اور اگر اچھی باتیں ہیں تو موافقت اور الفت اس رشتے کے ساتھ اور بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یارشتے کے پیغام کے ساتھ۔ تو ایک تعلق شادی سے پہلے ہو جائے گا۔ بعض لوگ دوسری طرف بھی انتہا کو چلے گئے ہیں ان کو یہ بھی برداشت نہیں کہ لڑکا لڑکی شادی سے پہلے یا پیغام کے وقت ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ بھی سکیں اس کو غیرت کا نام دیا جاتا ہے۔ تو اسلام کی تعلیم ایک سمونی ہوئی تعلیم ہے۔ نہ افراط نہ تفریط۔ نہ ایک انتہا نہ دوسری انتہا۔ اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ اسی سے معاشرہ امن میں رہے گا اور معاشرے سے فساد دور ہوگا“

(خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء)

پیاری بہنو! رشتہ کی تلاش میں ایک اور بنیادی بات جو ہمیشہ ہمارے مد نظر رہنی چاہئے وہ دعا ہے۔ جس کا ذکر ہمارے پیارے حضور نے اوپر والے ارشاد میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مناسب رشتہ کے ملنے کے لئے قرآن کریم میں درج ذیل دعا سکھائی ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

(الفرقان: 75)

کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے رشتہ کے لئے دعاؤں اور استخارہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ہم انجام سے بے خبر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب ہے۔ اس لئے اوّل خوب استخارہ کرو اور خدا سے مدد چاہو۔“

(خطبات نور صفحہ 478 خطبہ فرمودہ 26 اگست 1910ء)

ماں دوران حمل اور وضع حمل کے بعد جب اس دعا کا ورد کرتی ہے تو اس دعا کی تاثیر ماں کے دودھ کے ذریعہ بچے میں سرایت کرتی ہے اور بچہ جب بولنے لگتا ہے اور اسے کچھ شعور حاصل ہونے لگے ہے تو ماں بچے کو یہ دعا ہر اے۔ ہمیں یاد ہے کہ ہمارے بزرگ ہمیں بچپن میں ہی یہ سبق دیا کرتے تھے کہ نیک، صالح ساتھی کے لئے دعا کرتے رہیں۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم نے اپنے بچوں کو جو نصیحتیں فرمائیں ان میں سے پہلی نصیحت یہ تھی کہ بچوں کو بچپن سے یہ دعا کرنی سکھائی (جائے) کہ اللہ میاں! میرا نصیب اچھا کرے۔

(سیرت و سوانح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صفحہ 167)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس حوالہ سے یوں نصیحت فرمائی۔

”رشتہ خواہ بیٹی کا پیش نظر ہو یا بیٹے کا یا کسی اور عزیز کا، ہر صورت میں ماں باپ کی یہ پہلی اور بنیادی ذمہ داری ہے کہ رشتہ کے مسئلہ کا انتہائی عاجزانہ دعا کے ساتھ آغاز کریں۔ دعاؤں کو رشتہ میں بہت اہمیت ہے اور دعاؤں کا اثر اولاد پر بہت دور تک پڑتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نمونہ کو دیکھیں کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کیلئے بہت پہلے ہزاروں سال پہلے سے دعا کی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ تو جو تھے وہ بہر حال اللہ کی تقدیر میں بننا ہی تھا لیکن ان دعاؤں کا بھی ضرور دخل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ احسان کبھی بھی نہیں بھلایا اور اپنے اوپر درود میں حضرت ابراہیمؑ پر درود بھی لازم کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے شادی سے پہلے سے دعائیں کی ہوئی تھیں۔ تو دعاؤں میں ضرور اپنی اولاد کو یاد رکھا کریں اور اس کے نتیجے میں جو رشتے بھی ان کے ہوں گے وہ بھی اللہ کے فضل سے اچھے ہوں گے“

(خطبہ جمعہ 2 مارچ 2002ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی کا ایک اور اہم ارشاد پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی پچیاں جن کے متعلق یہ شکایت ہے کہ قد چھوٹا ہے یا شکل خراب ہے تو پہلے کیوں نہیں ان کے متعلق پتہ کرتے۔ یہ تو وہی نہیں سکتا کہ پتہ نہ لگے کہ کسی لڑکی کی شکل کیسی ہے یا قد کتنا ہے۔ یہ سارے کوائف رشتہ ناطہ کے جو رجسٹرز ہیں ان میں بھی درج ہوتے ہیں اور دوسروں سے خاموشی سے پتہ کیا جاسکتا ہے بجائے اس کے کہ کسی لڑکی کے والدین سے یا لڑکی سے کچھ بات کی جائے۔ پہلے اچھی طرح پتہ کر لیں پھر اگر نیت ہو تو ان کے پاس جائیں ورنہ نہ جائیں۔ اس سے تو بے چاری بچیوں کی بہت دل آزاری ہوتی ہے اور مجھے کثرت سے ایسی پچیاں شکایتوں کے خط لکھتی ہیں۔

بعض لڑکی دیکھنے آتے ہیں اور مکان دیکھ کر چلے جاتے ہیں یعنی لڑکی اچھی بھی ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ اس کا قد چھوٹا ہو یا بد صورت ہو، اچھی خوبصورت لڑکیوں کے بھی وہ شوق سے رشتے لینے جاتے ہیں اور تبصرہ لڑکی پر نہیں بلکہ مکان پر ہو رہا ہوتا ہے کہ اچھا آپ کا مکان اتنا ہے۔ ایسی بد اخلاقیات جماعت میں رواج نہیں پکڑنی چاہئیں۔ بعض لوگوں کی اپنی بہو بیٹیاں بھی ہوتی ہیں ان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان کے ساتھ اگر کوئی یہ سلوک کرے گا تو ان کو کیسا محسوس ہو گا۔

بعض لڑکے جبیز اور جائیداد کے لالچی ہوتے ہیں پھر بعض توفیق سے بڑھ کر مہرباند ہتے ہیں۔ مہر کے متعلق تو میں بیان کر چکا ہوں لیکن جبیز اور جائیداد کی لالچ میں جو لڑکے شادی کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق میں بتا دیتا ہوں کہ جماعت کو ہرگز ان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور کہنا چاہئے تم جاؤ جہاں چاہو بھاگے پھر جماعت تمہارے ساتھ مدد کا کوئی سلوک نہیں کرے گی۔ اگر تمہیں اپنی مرضی کی جائیداد چاہئے تو جہاں مرضی کر لو۔ احمدی لڑکیوں کو بیچاروں کو کیوں خراب کیا جائے۔

بعض کہتے ہیں لڑکی خوبصورت ہو اور لمبی ہو اور سمارٹ ہو اور اپنی صورت کبھی آئینہ میں نہیں دیکھتے۔ بعض کے قد ٹھگنے ہوتے ہیں اور خود سمارٹ نہیں ہوتے لیکن لڑکی ایسی چاہتے ہیں۔ کبھی کبھی شیشہ بھی دیکھ لیا کریں اور یاد رکھیں کہ بعض دفعہ لڑکی بد صورت بھی ہو اگر خاندان خوش اخلاق ہو سیرت کی قدر کرنے والا ہو تو میرے علم میں ایسے رشتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حسن خلق پر جان نچھاور کرتے ہیں اور بہت ہی عمدگی کے ساتھ ان کا نباہ ہوتا ہے۔ پس شکل و صورت کو غیر معمولی اہمیت دینا آپ کیلئے نقصان دہ ہے۔ میں آپ کے فائدہ کی بات کر رہا ہوں اگر اچھی شکل مل جائے تو بہت بہتر ہے لیکن اگر نہ ملے تو حسن خلق اور دین کو بہر حال ترجیح دینی چاہئے۔ ورنہ بعض اوقات تو لڑکیاں پھر انتظار میں بیٹھی رہتی ہیں کہ ماں باپ اچھا رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔ ان کا معیار اور ہے اور اس معیار کے رشتے ملتے نہیں ان کو یہاں تک کہ پڑی پڑی گھروں میں بوڑھیاں ہو جاتی ہیں“

(خطبہ جمعہ 2 مارچ 2002ء)

پیاری بہنو! رشتہ کی تلاش، خاندان میں عمارت کی تعمیر کے مترادف ہے عمارت کی بنیاد رکھتے وقت بنیادی اینٹ کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ مستزی، بنیادی اینٹ کو سیدھا رکھنے کے لئے ایک سوتر (رسی) کے ساتھ بہت کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ جانتے ہوئے کہ اس بنیادی اینٹ نے آنکھوں سے او جھل ہو جانا ہے۔ اس کے باوجود اس اینٹ کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت تنگ دود کرتا ہے اور Dampproof کے اوپر ٹیڑھی میڑھی اینٹیں لگاتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ بنیادی اینٹ درست ہوگی تو اس پر قائم ہونے والی عمارت درست اور سیدھی رہے گی۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے

خشت	اول	چوں	نہد	معمار	کج
تا	ثیا	می	رود	دیوار	کج

رشتے اور شادیاں بھی درحقیقت خاندان میں نئی عمارت کی تعمیر یا عمارت میں extension کے مترادف ہے۔ اس لئے خاندانی عمارت کو سیدھا رکھنے اور اسے اسلامی تعلیمات سے آراستہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا چناؤ درست ہو اور انتخاب میں خوبصورتی کو مطمع نظر رکھنے کی بجائے اخلاق و کردار، دینداری اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں۔ تا آئندہ نسل بھی نیک، صالح ہو اور اسلام و دین کا نام بلند کرنے والی ہو۔

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتباہ یاد رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا۔ ”اگر تم نے (انتخاب میں دین، تقویٰ اور اخلاق کو) مد نظر نہ رکھا تو زمین میں بہت بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔“ (جامع ترمذی کتاب النکاح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رشتہ ناطہ میں تقویٰ کو مد نظر رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک، بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 46)

سامعات! آج امت جن مشکلات سے دوچار ہے اور آئے دن ہر ملک، ہر شہر و قصبہ میں جو ہنگامہ آرائی مسلمانوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ اس قرآنی اصول و تعلیم سے دوری ہے۔ جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے۔ آج امت کی یہ حالت ہے کہ وہ رشتہ کرتے وقت عورت کے اخلاق نہیں دیکھتے بلکہ مال و دولت، حسب و نسب یا خوبصورتی دیکھتے ہیں۔ تو پھر اس کا نتیجہ یہی نکلے گا جس کا امت کو آج سامنا ہے۔ ہمیں اپنے ماحول کی تربیت اس رنگ میں کرنی ہے کہ بلا ضرورت اور بغیر مکمل کوائف کے کسی کے رشتہ دیکھنے نہ جائیں۔ کسی کے گھر جانے سے قبل اپنے کوائف بھی بھجوانا یا فون پر دینا زیادہ مناسب ہو گا۔ اگر ان کو بھی اتفاق ہو تو وقت لے کر بچی کے گھر جایا جائے۔ جس طرح ہم نہیں چاہتے کہ ہماری بچی کو کوئی دیکھ کر چلا جائے اور کوئی جواب نہ دے۔ اسی طرح دوسری بچیاں بھی ہماری ہی بچیاں ہیں۔ ان کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔ اس ناطہ سے ہم ممبرات لجنہ کی یہ اولین ذمہ داری بنتی ہے کہ حضور انور کا دایاں ہاتھ اور سلطان نصیر بن کر ایسی کمزوریوں سے معاشرے کو نجات دلائیں۔

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)



*** تقریر ***

الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ

(جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے)

یہ رب العالمیں کا سایہ رحمت ہے دنیا میں
دعا ماں باپ کی لے لو خدا کے پاس جانا ہے

پیاری اور معزز بہنو! آج میری گفتگو کا محور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پرمعارف اور نصیحت آموز ارشاد الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ ہے جس کے معانی ہیں جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

اس ارشاد کے دو معانی ہیں۔ پہلے معنی ہیں کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ یہ حدیث بالعموم بچوں کو اپنی ماؤں کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لیے بولی جاتی ہے کہ ماں کی خدمت جنت کی طرف لے جاتی ہے اور دوسرے معانی اس حدیث سے جڑی ہوئی ایک احمدی عورت کی ذمہ داریوں سے ہے کہ مائیں ایسے رنگ میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کریں کہ بچے جنت کی راہ دیکھنے لگیں۔

دوسرے معنوں میں مضمون کا خلاصہ ایک سادہ سے الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ احمدی مائیں اپنے بچوں کی ایسے رنگ میں تربیت اور اصلاح کریں کہ ان بچوں کو جنت اپنی منزل نظر آئے اور وہ ماؤں کی خدمت کرنے والے، ان کی اطاعت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ حقیقت میں بچوں کی جنت اور جہنم ماؤں سے جڑی ہوئی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے ماں باپ ہی اُسے یہودی، نصرانی، مشرک اور مسلمان بناتے ہیں۔ مائیں اگر اچھی تربیت کریں گی تو بچے جنت کا رخ کریں گے ورنہ دوزخ کا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بانی لجنہ تنظیم فرمایا کرتے تھے کہ اگر مائیں بچوں کو نماز کی عادی بنائیں گی تو مرنے کے بعد جب وہ قبر میں سو رہی ہوں گی اور ان کے بچے ظہر کی نماز پڑھیں گے تو فرشتے ماؤں کو مخاطب ہو کر کہہ رہے ہوں گے کہ آپ نے بھی ظہر کی نماز پڑھی۔ اسی طرح علیٰ ہذا القیاس عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں کے وقت فرشتے نمازوں کا ثواب ماؤں کے حق میں لکھ رہے ہوں گے۔ جب ان کے بچے دیگر نمازیں ادا کریں گے۔

بچوں کی تربیت والدین کے لیے ایک صدقہ جاریہ ہوتا ہے۔ جب بچوں کے نیک اعمال کا اجر ماں باپ کو ان کی وفات کے بعد بھی ملتا ہے۔ تو یہی معنی ہیں الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ کے۔ ماں گھر کے انسٹیٹیوٹ کی انچارج ہوتی ہے۔ ماں کو اگر بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مربی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ مربی کا لفظ رب سے لیا گیا ہے جس طرح رب ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے سامان مہیا کرتا ہے ویسے ہی ماں بطور مربی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہے۔ مربی کے ایک معنی مالی اور باغبان کے بھی ہیں جو پودے کی شاخوں کی کانٹ چھانٹ کر تارا اور گوڈی کر کے جڑی بوٹیوں کو الگ کر تارا اور پودے کو خوبصورت بناتا ہے۔

تربیت کے ایک معنی Breeding کے بھی ہیں جس طرح ماں، بچوں کو Breed کرتی، ان کے لیے دعائیں کرتی اور پیار بھری نظر سے دیکھتی ہے اسی طرح تربیت کے ایک معنی Nursing کے ہیں۔ ان معنوں میں ماں اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرتی اور نشوونما کرتی ہے اور وہ ان کو جنت کی راہ دکھلاتی ہے اور یوں بچے ماں کے قدموں میں رہ کر جہاں تربیت پاتے ہیں وہاں جنت کی راہ بھی متعین کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بچوں کا ماں سے نیکیاں سیکھنے اور بچوں کو بُری باتوں سے بچانے کی مثال مرغی اور چوزوں سے دیا کرتے تھے۔ جس طرح مرغی اپنے چوزوں کو پروں کے نیچے لے کر اچک کر لے جانے والے پرندوں سے محفوظ کرتی ہے اسی طرح ماں بچوں کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھ کر بُری باتوں سے بچوں کو محفوظ رکھتی ہیں۔ اور جنت کی طرف لے جاتی ہیں۔

سامعات! بانی تنظیم لجنہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس حوالے سے ماؤں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ یہ کتنا لطیف فقرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کی کتنی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ عام طور پر لوگ اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ ماں کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جنت ملتی ہے یہ بھی درست ہے۔ لیکن اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ درحقیقت قوم میں جنت تھی آتی ہے جب ماں اچھی ہوں اور اولاد کی صحیح تربیت کرنے والی ہوں۔ اگر ماں اچھی نہ ہوں اور اولاد کی صحیح تربیت نہ کریں تو اولاد کبھی بھی اچھی نہیں ہوگی اور جس قوم کی اولاد اچھی نہیں ہوگی اُس قوم میں جنت بھی نہیں آئے گی۔ پس درحقیقت قوم میں جنت ماؤں کے ذریعے سے ہی آتی ہے۔ قوم کی ماں جس رنگ میں بچوں کی تربیت کریں گی اُسی رنگ میں اُس قوم کے کاموں کے نتائج بھی اچھے یا بُرے پیدا ہوں گے۔ اگر ماں بچوں کی صحیح تربیت کریں گی تو اُس قوم کے کاموں کے نتائج بھی اچھے پیدا ہوں گے اور وہ قوم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی اور اگر ماں بچوں کی صحیح تربیت نہیں کریں گی تو اُس قوم کے کاموں کے نتائج بھی اچھے پیدا نہیں ہوں گے اور وہ قوم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کی تعلیم پر خاص زور دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ وعظ فرما رہے تھے کہ اگر کسی شخص کے ہاں تین لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کو اچھی تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو وہ شخص جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کسی کے ہاں تین لڑکیاں نہ ہوں بلکہ دو ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کو اچھی تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو وہ بھی جنت کا مستحق ہو جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کے ہاں ایک ہی لڑکی ہو اور وہ اس کو اچھی تعلیم دلائے اور اچھی تربیت کرے تو وہ جنت کا مستحق ہو جائے گا۔

آب دیکھو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تعلیم دلانے کی کتنی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک دنیا پر ظاہر نہ کر دیا جائے کہ اسلام نے عورت کو وہ درجہ دیا ہے اور عورتوں کو ایسے اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا ہے دنیا کی کوئی قوم اس میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی اُس وقت تک ہم غیروں کو اسلام کی طرف لانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایک غیر مذہب کا آدمی قرآن مجید کا مطالعہ اور اس پر غور اور اس پر عمل تو تب کرے گا جب مسلمان ہو جائے گا۔ مسلمان ہونے سے پہلے تو وہ ہمارے عمل اور ہمارے نمونہ سے ہی اسلام کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ پس عورتوں کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ قادیان میں تو اس کام کے لیے ہر قسم کی جدوجہد ہو رہی ہے۔ یہاں تعلیم کا انتظام بھی موجود ہے، لڑکیوں کے لیے مدرسہ اور دینیات کالج بھی ہے، مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اور جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے یہ کام ہمارے بس کا نہیں بلکہ یہ کام تمہارے ہاتھوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری مدد نہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون نہ کرو اور جب تک تم اپنی زندگیوں کو اسلام کے فائدے کے لیے نہ لگاؤ گی اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“

(اُوڑھنی والیوں کے لیے چُھول صفحہ 392-391)

سلام ماں کو قدموں میں جس کے جنت ہے
 سلام باپ کو ہے سائباں کریمانہ
 اگر حیات ہوں ماں باپ خوش نصیبی ہے
 ہمارا فرض ہے ہر وقت ان کے کام آنا

معزز بہنو! اللہ تعالیٰ نے ماں کو بہت بلند مقام دیا ہے وہ اس لیے کہ ماں کی گود میں ہی رہ کر ایک بچہ پرورش پاتا ہے۔ پیدائش سے قبل بچہ جب اس کی ماں کی کوکھ میں ہوتا ہے وہاں سے ہی اس کی تربیت شروع ہو جاتی ہے اور جب وہ بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو اس کا سب سے گہرا تعلق ماں کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ باپ سے کئی گنا زیادہ ایک بچہ اپنی ماں کے زیر سایہ پروان چڑھتا ہے۔ اسی لیے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو اتنا بڑا مقام عطا فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے کر دی۔ جنت انہیں ماؤں کے قدموں تلے ہے جو اپنے بچوں کی اچھے رنگ میں پرورش کرتی ہیں۔

سامعات! قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے 1961ء میں مکرمہ مدیرہ مصباح کی درخواست پر ممبرات لجنہ کے نام جو پیغام بھجوایا اُسے آج کی تقریر سے بہت مناسبت ہے اس لئے بیان کر دیتی ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔

“یاد رکھنا چاہئے کہ تربیت کا زمانہ بچے کی ولادت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کے پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان کے الفاظ ڈھرائے جائیں اور اُس کے بائیں کان میں اقامت کے الفاظ ڈھرائے جائیں۔ اس حدیث میں اذان، ایمان کی قائم مقام ہے اور اقامت، عمل کی قائم مقام ہے۔ گویا یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے ایمان اور عمل کی تربیت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور ماں باپ کو شروع سے ہی اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ بعض والدین اس غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ پیدا ہونے والا بچہ تو گویا صرف گوشت کا ایک لوتھڑا ہوتا ہے اور بعد میں بھی وہ کئی سال تک دینی اور اخلاقی باتوں کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا۔ مگر ایسا خیال کرنا بڑی غلطی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر شعوری طور پر ولادت کے ساتھ ہی تاثر اور تاثیر کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور والدین کا فرض ہے کہ اسی زمانہ سے بچوں کی تربیت کا خیال رکھیں اور نگرانی شروع کر دیں۔ آجکل علم النفس کی ترقی نے بھی یہی بات ثابت کی ہے جو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے بظاہر اُٹی ہونے کے باوجود عرب کے صحراء میں فرمائی تھی کہ بچہ کی ولادت کے ساتھ ہی اس کی تربیت کا انتظام کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے بچوں کے لئے جنت ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر مائیں بچپن سے ہی بچوں کی اچھی تربیت کریں اور ان کے اعمال کی نگرانی رکھیں تو وہ ان کو جنت کے رستہ پر ڈال کر ابد الآباد کی نعمتوں کا وارث بنا سکتی ہیں۔

پس میں اپنے اس مختصر سے نوٹ کے ذریعہ احمدی ماؤں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بچپن سے ہی بلکہ بچوں کی ولادت کے ساتھ ہی ان کی تربیت کا خیال رکھنا شروع کر دیں اور ان کو ایسے رستہ پر ڈال دیں جو جنت کا رستہ ہے تاکہ بڑے ہو کر وہ اسلام اور احمدیت کے بہادر سپاہی بن سکیں اور ان کے دلوں میں خدا کی محبت اور رسول کی محبت اور مسیح موعود کی محبت ایسی راسخ ہو جائے کہ وہ اس کے لئے ہر جائز قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

(محررہ 18 نومبر 1961ء از ماہنامہ مصباح دسمبر 1961ء و جنوری 1962ء)

چلتی پھرتی ہوئی آنکھوں سے اذایا دیکھی ہے
میں نے جنت تو نہیں دیکھی ہے ماں دیکھی ہے

پیاری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2022ء کے موقع پر ماؤں کو درج ذیل نصح فرمائیں۔

”یاد رکھیں کہ بچے بہت عقلمند ہوتے ہیں اور نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھتے ہیں اس لیے آپ کے اقوال و افعال اور کردار میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے یقیناً اگر احمدی والدین اپنے اندر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی عادت پیدا کرنے سے قاصر رہے تو پھر ان کے بچے بھی بڑے ہو کر دنیا داری اور آج کل کے معاشرے میں بے دینی سے بہت متاثر ہوں گے۔ لہذا احمدی والدین کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ بڑے احتیاط کے ساتھ اپنے آپ میں بہتری لانے کی کوشش کریں تاکہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور رہنمائی کر سکیں۔ روزانہ اپنے بچوں سے بات چیت کریں اور ان کو وہ چیزیں بتائیں جن کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قریب ہو جائیں۔ جیسا کہ کئی دفعہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ احمدی والدین کو شروع سے ہی اپنے بچوں کے ساتھ ایک حقیقی دوستی اور باہمی اعتماد کا تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ گوہے تو یہ والدین کی، دونوں کی ذمہ داری ہے لیکن احمدی ماؤں پر خصوصی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں سے ایک محبت اور قریبی تعلق پیدا کریں اور ان کے اندر دینی اقدار قائم کریں۔ آپ کو اپنے بچوں کا حوصلہ بڑھانا چاہیے تاکہ وہ آپ سے کھل کر اور بغیر کسی جھجک کے بات کر سکیں۔ بچے فطرتاً متحسب ہوتے ہیں اور ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے سوالوں کے جوابات دیں۔ اگر ماں کو اس کا جواب نہ آئے تو اسے چاہئے کہ اس کا جواب تلاش کرے بجائے اس کے کہ اسے بلا جواب چھوڑ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں احمدی لڑکیوں اور خواتین کو اپنے دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور عصر حاضرہ کے مسائل سے واقفیت ہونی چاہیے۔ اگر آپ اپنا علم بڑھائیں گی تو اس کے ذریعہ سے آپ کے دین میں بھی ترقی ہوگی۔ اپنے بچوں میں دین کیلئے دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کو بتائیں کہ دین کی کیا ضرورت ہے اور کیوں اس کو تمام امور پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اپنے بچوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کو یقینی بنانا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان احمدیوں کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے جن کے بچے اس معاشرہ میں پروان چڑھ رہے ہیں اور اس کوشش کی انجام دہی میں ماؤں کا بنیادی کردار ہے۔ آخر میں دوبارہ اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”صرف وہ جو اسے یاد کرتے ہیں اور اپنے دین کو ترجیح دیتے ہیں کامیاب ہوتے ہیں“۔ پس اپنی نمازوں کو اہتمام کے ساتھ ادا کریں اور ہر لفظ پر غور کریں بجائے اس کے کہ (بغیر سمجھے) محض نماز کی حرکات و سکنات کو ادا کریں یا ہونٹ ہلا کر اس کے الفاظ پڑھ دیں۔ ایک مخلص خاتون کی دعائیں ایک بے حساب سرمایہ ہے اور اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے لئے، اپنے بچوں کیلئے، اپنے خاوند کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے اور اپنی جماعت کیلئے دعائیں کریں۔ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں اور دعا کریں کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہیں جو آپ کا خالق ہے اور صرف وہی ہے جو آپ کی پریشانیوں اور مشکلات دور کر سکتا ہے صرف وہی ہے جو آپ کو اسلام قبول کرنے کے بنیادی معیار سے بلند کر کے ایک حقیقی مومن جو ایمان میں مضبوط ہو کے معیار تک لے جاسکتا ہے، صرف وہی ہے جس کے رحم و کرم سے آپ کے بچے اپنے ایمان سے اور دین سے جڑے رہ سکتے ہیں۔ وہی ہے جو آپ کے خاوندوں کو غلط کاموں سے روک سکتا ہے اور ان کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے۔ اگر احمدی خواتین اپنی ذمہ داریاں اور مقاصد کو پورا کریں گی تو وہ اپنے گھروں، اپنے شہروں اپنے ملکوں اور پوری دنیا میں ایک بڑا اخلاقی اور روحانی انقلاب لاسکتی ہیں اور لائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ ان میں سے ہوں جو ایسے روحانی انقلاب کو ظہور میں لائیں اور اللہ کرے کہ آنے والی نسلیں یہ کہیں کہ اس دور کی احمدی ماؤں اور بچیوں نے ہمیں بچانے اور حقیقی روحانی نجات کی راہ پر ثابت قدم رہنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ پر ہر لحاظ سے اپنا فضل فرماتا رہے۔ آمین“

(روزنامہ الفضل آن لائن 6/ دسمبر 2022ء)

اللہ تعالیٰ ہماری سب ماؤں کو الْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ کے حقیقی معنوں کو سمجھتے ہوئے بچوں کی ایسے رنگ میں تعلیم و تربیت کرنے والا بنائے کہ ہمارے بچے اس تربیت کی وجہ سے جنت کے وارث ٹھہریں۔ آمین

سر پہ سایہ رہے ماں کا تو سکون ملتا ہے
میرے سر پر میری چھاؤں کو سلامت رکھنا
ہم کو ماں اتنی پیاری ہے دعا کرتی ہوں
میرے مولا سبھی ماؤں کو سلامت رکھنا

طالب دعا

(بقعہ النور انٹیل۔ جرمنی)



تقریر

عہد لجنہ اماء اللہ اور ہماری ذمہ داریاں

عہد	شکنی	نہ	کرو	اہل	وفا	ہو	جاؤ
اہل	شیطان	نہ	بنو	اہل	خدا	ہو	جاؤ
امر	معروف	کو	تعوذ	بناؤ	جاں	کا	جاؤ
بے	کسوں	کے	لئے	تم	عقده	کشا	ہو

معزز سامع! میری تقریر کا موضوع ہے عہد لجنہ اماء اللہ اور ہماری ذمہ داریاں

میری بہنو! ہم لجنہ اماء اللہ کے ہر پروگرام سے قبل ہم عہد نامہ دہراتے ہیں جو ایک طرح سے ہمارے باقی کاموں کی وضاحت کرتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ہم اپنا عہد نامہ دہراتے ہیں وہ الفاظ ہم میں سے بیشتر کو ازبر ہیں لیکن کیا ہم اس کے معنی و مطالب پر غور و فکر کر کے ان کے مفہوم سے بخوبی آگاہی حاصل کر رہے ہیں۔ ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک وسیع مضمون رکھتا ہے جسے سمجھنا اس پر غور و فکر کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ جب تک اس کے مطالب و مفہوم سے آشنائی نہ ہوگی تو عمل کیونکر ہوگا۔

یہ ایک عہد، ایک وعدہ ہے وہی وعدہ جو ایفا کرنا ہوتا ہے۔ وہی عہد جس کا سوال ہوگا۔ جس کے بارے خدا تعالیٰ مومنین کی نشانی بتاتے ہوئے کتاب رحمان میں فرماتا ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُونَ بَعَثْنَا فِيهِمْ إِذَا عَاهَدُوا

اور جب وہ کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں۔

معزز سامع! سب سے پہلے ہم تین بار کلمہ شہادت دہراتے ہیں، وہی کلمہ جو ایک کافر کو، ایک مشرک کو، ایک بدکار کو، ایک لادین کو اسلام جیسے سلامتی والے مذہب کا پیر و کار بنا دیتا ہے اسے مشرک سے مومن اور کافر سے مسلمان کے درجے پر فائز کر دیتا ہے۔ وہی کلمہ جس میں ہم خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے اور اس کے نبی کو انسان کامل اور مکمل شریعت والا نبی تسلیم کر کے یہ وعدہ کر رہے ہوتے ہیں کہ چاہے ہماری گردنیں بھی اڑا دو ہم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ نہیں توڑیں گے۔ اسی شجر طیبہ سے وابستہ ہیں اور تادم مرگ رہیں گے۔ ان شاء اللہ

پھر ہم اپنی زبان میں یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ مذہب کی خاطر قربانی یعنی ہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہونا۔ خدا کی بات پوری کرنے کے لیے اپنے ذاتی خواہش کو، اپنے ہر طرح کے نفسانی جذبات کو دبانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

اسلام	چیز	کیا	ہے	خدا	کے	لیے	فنا
ترک	رضائے	خوبیش	پے	مرضی	خدا		

ہر احمدی عورت اس بات کا عہد لیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر ہر طرح کی قربانی کے لیے ہر دم تیار رہے گی اب وہ قربانی کس کس چیز کی ہے سب سے پہلے جان کی۔
بقول شاعر

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پیاری ممبرات! جان کی قربانی دینا ہرگز آسان نہیں اور یہ مقام ہر کسی کو نصیب بھی نہیں ہوتا کہ اپنے مذہب کی خاطر اپنے خالق حقیقی کی رضا کو پانے کے لیے اپنی جان بھی جو اسی کی عطا ہے اسی کی راہ میں قربان کر دے۔ لیکن ہماری لجنہ اس عہد کو بھی نبھاتی رہی ہیں۔ دین کی سرخروئی اور اسے چار چاند لگانے کے لیے انہوں نے اپنے لہو کے نذرانے پیش کیے۔ جان کی قربانی سے مراد یہ بھی ہے کہ اپنے نفس کی بھی پروا نہ کی جائے جو کام عام حالات میں کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے ہو لیکن جماعت کی خاطر وہ بھی کر گزریں جیسے بہت سی خواتین جن کے گھروں میں کام کرنے کے لیے ہر وقت ملازما میں موجود ہوتی ہیں لیکن جماعت میں وہ واش روم صاف کرنے کی ڈیوٹی دینے سے بھی انکار نہیں کرتیں۔ محترمہ مجیدہ شاہنواز مرحومہ اس کی ایک اعلیٰ مثال تھیں جن کی وفات کے بعد حضور انور نے خاص طور پر ان کا ذکر فرمایا تھا کہ کہہ کر صفائی کی ڈیوٹی لگواتیں تھیں۔ تبلیغ کے لیے جماعتی دورہ جات کے لیے نکالیں سفر اختیار کرنا اور اپنی جان کے آرام کی چنداں پروا نہ کرنا۔ جماعتی جلسہ جات، اجتماعات اور دیگر پروگراموں کے دن رات کا فرق مٹا دینا، ان تھک محنت کرنا بھی ایک طرح سے جان کی قربانی ہے۔ پھر مال کا نمبر آتا ہے مال ہر انسان کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ روپے پیسے آپ کو آسائشیں دیتا ہے سہولیات بہم پہنچاتا ہے، آرام دیتا ہے، سکون مہیا کرتا ہے۔ لیکن جب خدا کا قرب حاصل کرنا ہو تو اسی پیسے کی قربانی بھی کرنا پڑتی ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لجنہ اماء اللہ کا مقام مالی قربانی میں بھی نمایاں رہا ہے۔ چاہے وہ لجنہ کی سب سے پہلی ممبر حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہشتی مقبرے کی زمین خریدنے میں معاونت کا ذکر ہو یا لنگر خانے کے انتظام چلانے کا حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے کڑے جوا لفضل کے تناور شجر طیبہ کے لیے بطور کھاد استعمال ہوئے۔ پھر مساجد کی تعمیر ہو یا کوئی اور مالی تحریک جماعت احمدیہ کی لجنہ ہر میدان میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتی رہیں اور آج تک اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہی ہیں کہ ان کے لیے مال کی اہمیت دین سے بڑھ کر ہرگز نہیں۔ الحمد للہ۔

پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيحُ الَّذِي لَا يُصَاغُ وَقْتُهُ۔
یعنی تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

وقت کی قربانی دراصل کیا ہے وقت کی قربانی یہ ہے کہ اپنے وقت کو دین کی خدمت کے لیے صرف کیا گیا۔ ایک گھنٹہ ہم بہنیں کوئی فضول پروگرام دیکھ کر بھی ضائع کر سکتیں ہیں اور وہی ایک گھنٹہ ہم درس قرآن یا اپنی تعلیمی اور تربیتی کلاسز میں شمولیت اختیار کر کے بھی خدا کی رضا کی مورد بن سکتی ہیں۔ جماعتی ہر پروگرام پر جاننا دراصل وقت ہی کی قربانی ہے۔ اپنے بچوں کو مساجد لے کر جانا، عہدے داران کا جماعت کو وقت دینا جس وقت وہ آرام کر سکتیں تھیں جس وقت وہ تفریح کا کوئی اور سامان کر سکتی تھیں۔ لیکن اپنی دنیاوی لذت کو چھوڑ کر وہ وقت خدا کی راہ میں دے دینا یہ احمدی عورت کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

عزیز ممبرات! وقت کی قربانی کے بعد جو قربانی ہم سے دینے کو کہا جاتا ہے وہ ہے اولاد کی قربانی۔ کسی ماں کے لیے اس کی اولاد سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی عزیز شے نہیں ہوتی۔ اولاد کی خاطر کوئی قربانی ہے جو ایک عورت، ایک ماں نہیں دیتی خود جلتے انگاروں پر کھڑی ہو جاتی ہے لیکن اولاد پہ آج تک نہیں آنے دیتی۔ ہر گرم سرد سے اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے آرام و سکون کے لیے اپنا آرام و سکون قربان کر دیتی ہے۔ لیکن اسی عورت سے جب اولاد کی قربانی مانگی جاتی ہے تو وہ خدا کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اپنے شیر جوان بیٹے کو جزاک اللہ کہہ کر رخصت کرتی ہے۔ کتنے ہی شہداء کی مائیں صبر و حوصلہ کا ایک کوہ گراں بنی دوسرے کمزور دل افراد کو تسلیاں دے رہی ہوتی ہیں۔ پھر کوئی ایسی عورت ہوگی جو پیدائش سے بھی قبل اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لیے خدمت اسلام کے لیے وقف کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے یہ صرف اور صرف لجنہ اماء اللہ کا ہی جگر ہے کہ اپنے جگر کے ٹکڑے پیش کر دیتی ہے اور عاجزی سے یہ کہتی ہیں کہ

إِنَّ سَعَادَاتِ بَرِّؤُرِّ بَارِؤُؤُنِيَسْت

اطفال وناصرات کے اجتماعات کے مواقع پر فاستباقوا الخیرات کا عملی مظاہرہ کرتے بڑھ چڑھ کر بچوں کو تیاری کروائیں کہ وہ اس نیکی کے میدان میں سب سے آگے نکل جائیں۔ غرض کہ ہر قربانی دینے کو ہر وقت تیار رہنے والی لجنہ اماء اللہ کو ان کی ذمہ داری بتاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو۔ مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں“

(خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2004ء)

پیاری بہنو! پھر اگلا مرحلہ سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے۔ سچائی وہ سچ ہے جس سے نیکیوں کا درخت اگتا اور پھلتا پھولتا ہے اور جھوٹ وہ زہر ہے جو اس پھل کو پھینچنے سے روکتا ہے اس لیے سچائی کو قائم کرنا کسی بھی گھر کے معاشرے کے لیے از حد ضروری ہے۔ سچائی پر عمل کرنا اس کو رواج دینا اور جھوٹ جو کہ شرکِ خفی کی ایک قسم ہے اس سے اجتناب کرنا ہی ایک مومنہ عورت کی شان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19- اکتوبر 2003ء کو لجنہ وناصرات یو کے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فرمایا:

”سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے..... جب کسی موقع پر آپ سچ بول رہی ہوں گی اور سچ کا پرچار کر رہی ہوں گی تو پھر اس میں کس قدر برکتیں ہوں گی بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ذاتی گھریلو تجشیش، عہدہ داروں کے خلاف جھوٹی شکایتوں کی وجہ بن رہی ہوتی ہیں اور جب تحقیق کرو تو پتہ لگتا ہے کہ اصل معاملہ تو دیورانی جھٹانی کا یا نند بھاجی کا یا ساس بہو کا ہے نہ کہ جماعتی مسئلہ ہے اس لئے ہمیشہ سچ کو مقدم رکھیں سچ کو سب چیزوں سے زیادہ آپ کی نظر میں اہمیت ہونی چاہیے۔ سچی گواہی دیں۔ اپنے بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ یہاں پر پھر میں وہی بات کہوں گا کہ بچوں کو سکولوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس معاشرہ میں اور اس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے سکولوں میں بتایا جاتا ہے کہ سچ بولنا ہے۔ تو جب بچہ گھر آتا ہے تو ایسی مائیں یا باپ جن کو نہ صرف سچ بولنے کی آپ عادت نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو بھی بعض دفعہ ارادہ یا غیر ارادی طور پر جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کہ گھر میں آرام کر رہے ہیں۔ کوئی عہدہ دار سیکرٹری مال یا صدر یا کوئی مرد آیا یا کوئی عورت لجنہ کی آگئی تو کسی کام کے لئے۔ تو بچہ کو کہہ دیا کہ چلو کہہ دو جا کے کہ گھر میں نہیں ہے۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ اس طرح کی اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں۔ چاہے یہ بہت تھوڑی ہی تعداد میں ہوں مگر ہمیں یہ بہت تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں جو سچ پر قائم نہ ہو۔ کیونکہ اس تھوڑی تعداد کے بچے اپنے گھر سے غلط بات سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ خود مذہب سے دور جا رہے ہوتے ہیں کہ سکول میں تو ہم کو سچ بولنا سکھایا جا رہا ہے اور گھر میں جہاں ہمارے ماں باپ ہمیں کہتے ہیں کہ مذہب اصل چیز ہے۔ نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ نیک کام کرنے چاہئیں اور اپنا عمل یہ ہے کہ ایک چھوٹی سے بات پر، کسی کو نہ ملنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں“

(الفضل 8 مارچ 2004ء)

میری بہنو! عہد کے آخر میں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔ خلافت احمدیہ ایک ایسی نعمت ہے جس سے جماعت احمدیہ کے علاوہ باقی دنیا لا علم ہے وہ اس نعمت کا مزہ اچکھ ہی نہیں سکتی جو نعمتِ عظمیٰ خدا تعالیٰ نے احمدیوں کو عطا کی ہے اسی خلافتِ حقہ کی بدولت ہی توجہ امانہ اللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہی خلافت ہے جس نے مردوزن کا تعلق اس کے خالقِ حقیقی سے جوڑ دیا ہے۔ یہی وہ کلیم اللہ ہے جو کوہ طور پر اُس ستارہ و غفار خدا سے گفتگو کے راز بتلاتی ہے۔ یہی وہ جبل اللہ ہے جو تفرقے سے بچاتی ہے۔ یہی وہ شجر طیبہ ہے جس پر رضائے الہی کے پھل لگتے ہیں۔ یہی وہ ابر رحمت ہے جو صحراؤں پہ ٹوٹ کر برستی ہے۔ یہی وہ زجاجۃ النور ہے جو ظلمات کو دور کرتی ہے اور دنیا کو نورِ حقیقی سے منور کر رہی ہے۔

معزز سامع! اس خلافت کی حفاظت کرنا، اس کے لیے قربانی کرنا کیوں ضروری ہے۔ مندرجہ بالا باتوں سے اس بات کا اندازہ تو ہو گیا ہے کہ خلافت کے قیام کی کوشش کیوں کرنی ہے۔ خلافت سے ہی ہماری بقا ہے خلافت کی ترقی سے ہی ہماری کامیابی ہے۔

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
 مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں
 خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکو کاری کی
 خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضل باری کی

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے... میں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے۔ اگر مردوں میں بھی وہی دیوانگی اور وہی جنون پیدا ہو جائے جس کا عورتوں نے اس موقع پر مظاہرہ کیا ہے۔ تو ہماری فتح کا دن بہت قریب آجائے۔“
 (الازہار لذوات الخمار 410-411)

معزز سامع! غرض کہ یہ عہد بظاہر چند مختصر سے فقرات پہ مبنی ہے لیکن حقیقت میں ایک عمیق سمندر ہے جس کی گہرائی میں سوچ کے تیرا اک اُتریں تو علم و معرفت کے بے شمار صدف بکھرے ہوئے ملیں گے۔ بے شک سو سال میں اس عہد کے مطابق بہت سی خواتین نے اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ بسر کیا لیکن آج سو سال گزرنے کے بعد ہمیں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایسے بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دے کر جانا ہو گا تا کہ جب اگلے سو سال کی تاریخ لکھی جائے تو مؤرخ ہمارا ذکر بھی ایسے الفاظ میں کرے کہ ہم ہی وہ خدائے رب قدیر کی لونڈیاں تھیں جو تن من دھن سے خدمت اسلام میں سر بستہ رہیں کوئی مشکل کوئی مصیبت ہمارا راستہ نہ روک سکی۔ بلکہ طوفانوں نے خود ہمارے لیے راستے بنائے۔ ہم ہی وہ ہیں جو جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ہی وہ صادقات ہیں جو سچائی پر قائم ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جو سعنا و اطعنا کی مصداق ہیں اور ہم ہیں جو خلافت کی بقا کے لیے دشمن احمدیت سے ہر طرح کی جنگ کے لیے مستعد سپاہی بنیں گی اور حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں خلیفہ وقت سے یہ وعدہ کرتی ہیں کہ:

خدا کی قسم! ہم آپ سے ویسا سلوک ہرگز نہیں کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ جا! تو اور تیرا رب جا کر لڑتے پھرو، ہم تو یہاں سے نہیں ہلنے والے۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو نہ روند لے۔ ان شاء اللہ

خدا تعالیٰ نے ایفائے عہد کی یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

(بنی اسرائیل: 35)

اور اپنے وعدوں کو پورا کرو یقیناً ہر ایک عہد سے متعلق پوچھا جائے گا۔

بس اس مہربان رحمان و رحیم خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے وعدے کو پورا کرنا والا بنائے۔ ہم اپنے خدا کو راضی کرنے والیاں، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنے والیاں

اور جماعت احمدیہ پہ فدا ہونے والیاں ہو۔ آمین اللہم آمین

طالب دعا

(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)



*** تقریر ***

میں اپنا ناصرات کا عہد کیسے پورا کر سکتی ہوں؟

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

پیاری بہنو! مجھے آج جس موضوع پر کچھ کہنے کا موقع ملا ہے وہ ہے۔ میں اپنا ناصرات کا عہد کیسے پورا کر سکتی ہوں؟

سب سے پہلے ناصرات کے عہد پر یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ ذیلی تنظیموں کے بانی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تمام ذیلی تنظیموں کے لیے عہد مقرر فرمائے۔ ناصرات الاحمدیہ یعنی 7 سال سے 15 سال تک کی احمدی بچیوں کے لیے جو عہد مقرر فرمایا اسے ہم اپنے ہر اجلاس میں تلاوت قرآن کے بعد اور نظم سے قبل کھڑے ہو کر دہراتے اور اس پر پابند رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

”میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔ ان شاء اللہ“

پیاری ناصرات! ناصرات کے اس عہد کی پانچ شقیں ہیں۔ پہلی تین یوں ہیں کہ میں اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے تیار رہوں گی۔ اس میں مذہب اسلام کو قوم اور وطن پر فوقیت دی گئی ہے، دوسرے نمبر پر قوم کو رکھا ہے اور تیسرے نمبر پر وطن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کو اپنی قوم تک پہنچا کر اپنے وطن عزیز کو اسلام کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ جو قومیں اپنی قومیت اور وطن کو اپنے مذہب پر فوقیت دیتی ہیں وہ ترقی نہیں کر سکتیں۔

میری عزیز ناصرات! جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو یہ اسلام ہے جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ اس کی الہامی کتاب قرآن کریم ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مذہب لائے وہ امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ یہ مذہب ہمیں جان سے بھی پیارا ہے اس کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہماری جان ہے جس کی حفاظت کی خاطر ہم نے پاکستان میں جان کے نذرانے اللہ کے حضور پیش کئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مذہب اسلام کے متعلق فرماتے ہیں:

”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی رُوحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تحت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“

(تزیاق القلوب صفحہ 7)

پیاری ناصرات! ہمارے عہد میں مذہب کے بعد قوم کی خدمت کا ذکر ہے۔ اب تو جماعت احمدیہ کو عالمگیر حیثیت حاصل ہو جانے کے بعد ہماری ذیلی تنظیمیں بھی عالمگیر ہو گئی ہیں۔ دنیا کے دور افتاد علاقوں اور دنیا کے کونوں میں بسنے والی ناصرات کی اپنی اپنی قومیں ہیں جن کی خدمت کرنا وہاں رہنے والی ناصرات کی ذمہ داری ہے۔ ان سے محبت کرنا اور انہیں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانا بھی محبت کے زمرے میں آتا ہے۔ پھر ایک قوم حضرت مسیح علیہ السلام کے عالمگیر جھنڈے تلے تیار ہو رہی ہے۔ اس کی ایک شاخ ہم ناصرات ہیں جن کی خدمت ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلی اور بڑی ذمہ داری دنیا بھر میں پھیلی بہنو کے لئے دعائیں کرنا ہے۔

ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے
شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹا دیں گے
ہر سمت پکاریں گے دنیا میں نذیر آیا
ہر ایک کو جا جا کر پیغام خدا دیں گے

میری ناصرات بہنو! ہمارے عہد میں مذہب اور قوم کی خدمت کے بعد وطن کی خدمت کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وطن سے محبت کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ۔ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی بس رہی ہیں اپنے وطن کی خدمت کریں۔ ماحول کو مادی اور دینی لحاظ سے پاک صاف رکھیں۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کریں۔ پُر امن رہیں۔ وطن سے محبت کو ایمان کا جو حصہ قرار ہے اس میں ایمان کے معانی بھی ان و سلامتی کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمَنَهُ النَّاسُ کہ مومن وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے امن کا باعث بنے۔ وطن کو عزت دینا ہم پر فرض ہے۔

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعث فکر و پریشانی حکام نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پھر حکام کی اطاعت ہے۔ اس بارے میں آپ نے ہمیشہ ہی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ حکام کی اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے اور اعلیٰ اخلاق کا یہ تقاضا ہے اور اچھا شہری ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے افسر کی اطاعت کرو۔ کوئی حبشی غلام بھی تمہارا امیر مقرر ہو جائے، تمہارا افسر مقرر ہو جائے تو اس کی اطاعت کرو اور پھر جس ملک میں رہ رہے ہو جس کے شہری ہو اس سے محبت کرنے کے بارے میں فرمایا کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اس لیے جہاں یہ اخلاق تقاضا کرتے ہیں کہ اپنے افسروں کی اطاعت کرو اور اپنے وطن سے محبت کرو وہاں یاد رکھو کہ یہ چیزیں ایمان کا حصہ بھی ہیں۔ اس لیے ایک مسلمان کو جس ملک میں بھی وہ رہ رہا ہے ملکی قانون کی پابندی کرتے ہوئے امن اور سکون سے رہنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 19 اگست 2005ء)

پیاری بہنو! ہمارے مختصر سے عہد میں چوتھے نمبر پر سچائی پر قائم رہنا ہے۔ یعنی کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی۔ نہ گھر میں، نہ سہلیوں سے، نہ بہن بھائیوں سے اور احمدیت کی سچائی کو معاشرہ میں پھیلائیں گی۔

یہی سچائی وہ بیج ہے جس سے نیکیوں کا درخت اگتا اور پھلتا پھولتا ہے اور جھوٹ وہ زہر ہے جو اس پھل کو پینپنے سے روکتا ہے اس لیے سچائی کو قائم کرنا کسی بھی گھر کے لیے از حد ضروری ہے۔ سچائی پر عمل کرنا، اس کو رواج دینا اور جھوٹ جو کہ شرک خفی کی ایک قسم ہے اس سے اجتناب کرنا ہی ایک ناصرہ کی شان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19- اکتوبر 2003ء کو لجنہ و ناصرات یو کے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فرمایا۔

”سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے۔“

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے مرے اہل وفا ست کبھی گام نہ ہو

ناصرات بہنو! پانچویں اور آخری بات جس کا ہم اپنے عہد میں اقرار کرتی ہیں وہ خلافت احمدیہ کو دوام دینے کے لیے ہر وقت ہر قسم کی قربانی دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا رکھا ہے۔ جس کی برکات دائمی ہیں اور ہم سب اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جس کی حفاظت کے لیے ہم کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

خلافت احمدیہ ایک ایسی نعمت ہے جس سے جماعت احمدیہ کے علاوہ باقی دنیا لا علم ہے وہ اس نعمت کا مزا چکھ ہی نہیں سکتی جو نعمتِ عظیمیٰ خدا تعالیٰ نے احمدیوں کو عطا کی ہے اسی خلافتِ حقہ کی بدولت ہی تو ناصرِ احمدیہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہی خلافت ہے جس نے ہم ننھی منی بچیوں کا تعلق اپنے خالقِ حقیقی سے جوڑ دیا ہے۔ یہی وہ جبل اللہ ہے جو تفرقے سے بچاتی ہے۔ یہی وہ شجرِ طیبہ ہے جس پر رضائے الہی کے پھل لگتے ہیں۔ یہی وہ ابرِ رحمت ہے جو صحراؤں پہ ٹوٹ کر برستی ہے۔ یہی وہ نور ہے جو ظلمات کو دور کرتی ہے اور دنیا کو نورِ حقیقی سے منور کر رہی ہے۔

پیاری بہنو! اس خلافت کی حفاظت کرنے، اس کے لیے قربانی کرنے میں ہی ہماری بقا ہے خلافت کی ترقی سے ہی ہماری کامیابی ہے۔

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جو خالص ہو کر خلافت کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے یہی لوگ حقیقی رنگ میں خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ خلافت کی حفاظت کرنے والے ہیں اور خلافت ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔ خلیفہ وقت کی دعائیں ان کے ساتھ ہوں گی۔ ان کی تکلیفیں خلیفہ وقت کو ان کے لیے دعائیں کرنے کی طرف متوجہ کرنے والی ہوں گی۔ یہ اعمال صالحہ بجالانے والے ہی ہیں جن کا خلافت سے رشتہ اور خلافت کا ان سے رشتہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 28 مئی 2021ء)

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ناصرِ احمدیہ کے معنوں کو مد نظر رکھ کر خلافت کا مدگار بنائے اور عہد کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

طالب دعا

(عیشہ انیل۔ جرمنی)



*** تقریر ***

تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ضروری ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

میری پیاری بہنو! آج میری گزارشات کا مرکزی نقطہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

(ال عمران: 103)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہر گز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

میری بہنو! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ تقویٰ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”تقویٰ کے معنی ہیں کہ انسان خدا کو اپنی ڈھال بنائے۔ یہ لفظ وقایہ سے نکلا ہے جس کے معنی بچاؤ اور حفاظت کے ہیں تو تقویٰ کے معنی ہوئے کہ انسان اپنے اندر ایسی حالت پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہو جائے۔“

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 428)

کسی نے تقویٰ کی تعریف میں لکھا ہے کہ کوئی انسان کسی ایسے تنگ راستے پر جا رہا ہو جس کے دونوں جانب کانٹے ہوں اور وہ اپنے دامن کو سمیٹتے ہوئے اور اپنے کپڑوں کو کانٹوں سے بچاتے ہوئے وہاں سے گزر جائے تو یہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے ان معانی کو سامنے رکھتے ہوئے تقویٰ کے تفسیری معانی یہ ہوں گے کہ ایک متقی اور مومن دنیا میں جن راہوں پر چل کر اپنی زندگی بسر کرتا ہے ان کو گناہوں اور بد اعمالیوں نے گھیرا ہوا ہے اور مومن کے لیے یہ دنیا الدُّنْيَا سَجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ کی طرح قید خانہ ہے جہاں اسے تمام بدیوں، گناہوں اور بد اعمالیوں سے اپنے آپ کو بچا کر گزرنا ہوتا ہے۔

حاضرات! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تقویٰ کی باریک راہیں مختلف انداز میں بیان فرمائی ہیں۔ جیسے فرمایا۔

حلال اور حرام کے درمیان کچھ مشتبہ امور بھی ہیں۔ جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بعض لوگ ان مشتبہ امور سے بچ کر زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن جو شخص ان مشتبہ امور میں جا پڑا وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو رُکھ کے آس پاس اپنا ریوڑ چراہا ہے اور قریب ہے اس کا ریوڑ رُکھ کے اندر چلا جائے۔ ہر بادشاہ کی ایک رُکھ ہوتی ہے جس کے اندر لوگ نہیں جاتے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کی رُکھ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ ان محارم سے اپنے آپ کو بچانا اور ناجائز امور سے بچنا اصل میں تقویٰ کی باریک راہیں ہیں۔

جڑ ہے ہر ایک خیر و سعادت کی اتقا
جس کی یہ جڑ رہی ہے عمل اس کا سب رہا

معزز سامع! اس مضمون کو مزید واضح دو ملکوں کے آپس میں ملنے والے بارڈر یعنی حدود سے کیا جاسکتا ہے اور ہم میں ہر ایک بارڈر کے قریب سفر کرتے ہوئے بہت احتیاط برتنا ہے کہ کہیں دوسرے ملک میں داخل نہ ہو جائیں۔ بعینہ نیکی کی ایک سرحد ہوتی ہے۔ اس سرحد کے اندر اندر اپنی زندگی کا سفر جاری رکھنا تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔

خاکسار نے تقریر کے آغاز پر سورت آل عمران کی آیت نمبر 103 کی جو تلاوت کی ہے اس میں بھی صرف تقویٰ اختیار کرنے کا ذکر ہی نہیں بلکہ تقویٰ کا جو حق ہے اس کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے کا ذکر ہے اور اسلام کی حالت میں مرنے کا ذکر ہے جو تقویٰ کا ایک اعلیٰ مقام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار یعنی متقی ہو، بے نیاز ہو اور گنہگار و گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔

(مسلم کتاب الزہد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدیگی سے بچے اور اس کے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہنچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اس کا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر، سجدہ میں، رکوع میں، قیام میں اور تہجد میں۔ غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعائیں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راست باز اور صادق ٹھہر جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 569 ایڈیشن 1988ء)

پیاری بہنو! بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ ایک اور جگہ تقویٰ کی باریک راہوں کا ذکر کر کے جماعت کو یوں نصیحت فرماتے ہیں۔

”اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن 19 جلد صفحہ 15)

سامع! تقویٰ کی باریک راہوں کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ شادی بیاہ میں نکاح کی آیات میں 5 دفعہ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گو شادی بیاہ خوشی کا موقع ہے اور بالعموم لوگ خوشی کے مواقع پر اللہ کی، اس کے دین کی حدود کو پھلانگ جاتے ہیں فرمایا کہ ایسے موقع پر بھی اللہ کا ڈر اور خوف مد نظر رہنا چاہئے۔ یہی تقویٰ کی باریک راہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”جماعت احمدیہ کی فتح اور اس کا غلبہ دنیاوی ہتھیاروں کے ذریعہ سے نہیں ہونا بلکہ یہ نیکیاں اور تقویٰ ہے جو ہماری کامیابی کے ضامن ہیں۔ ورنہ دنیاوی لحاظ سے تو نہ ہمارے پاس طاقت ہے اور نہ وسائل ہیں۔ دنیاوی وسائل کے لحاظ سے تو ہم غیر کا ایک منٹ بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا، اگر ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر لیں گے، اگر ہم اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کر لیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں وہ طاقتیں عطا کروں گا جن کا کوئی غیر اور کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خاص تبدیلی پیدا کرے۔ اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرے۔“

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 293)

پیاری بہنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقویٰ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

”تقویٰ تو صرف نفس امّارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑنا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں اور وہ بلند مراتب قرب الہی کے حاصل کر سکے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 503 حاشیہ)

اللہ تعالیٰ نے انسانی اعضاء، برتنوں کی ساخت کی مانند بنائے ہیں۔ ان کو صاف ستھرا رکھنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح ہم برتنوں کو مختلف صابن اور Detergent سے صاف کرتے ہیں تا برتن صاف بھی ہو جائیں، بُو بھی ختم ہو اور چمک بھی آجائے۔ انڈے اور مچھلی والے برتنوں پر صفائی کے لیے خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اسی طرح انسانی اعضاء کو تقویٰ کے پانی سے دھو کر ان میں نیکیاں ڈالنا ضروری ہے۔ اس سارے عمل کو تقویٰ کی باریک راہ کا نام دے سکتے ہیں۔

سامعات! میں اپنی تقریر کا اختتام حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد سے کرتی ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خدو خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں۔ ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209-210)

طالب دعا

(حنیف احمد محمود۔ برطانیہ)

